جزاء اللہ عدوہ

باباۂ ختم النبوۃ

(سنِ تصنیف: 1899ء / ۱۳۱۷ھ)

تصنیفِ لطیف

از: امام اہلسنت مجددِ دین و ملت حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ

امام احمد رضا محقق، محدث قادری برکاتی، حنفی، بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

نعت

از: امام اہلسنت امام احمد رضا محقق محدث قادری برکاتی حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بنایا
تجھے حمد ہے خدایا

وہ کنواری پاک مریم وہ نَفَخْتُ فیہ کا دم
ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پائے کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

کبھی خاک پر پڑا ہے سرِ چرخ زیرِ پا ہے
کبھی پیشِ درکھڑا ہے سربندگی جھکایا
تو قدم میں عرش پایا

ارے اے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضاؔ تیرے دل کا پتہ چلا بمشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

مسئلہ

(از شیخ خدا بخش اہلسنّت والجماعت محلّہ سوئی گری کی پول، ۱۹، رجب ۱۳۱۷ھ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ولید ساکن مشہد کہ اپنے آپ کو سیّد کہلواتا، اپنا عقیدہ بایں طور پر رکھتا ہے کہ حضرت علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیاء و رسول کہنا ثابت ہے اور اپنے زعم میں اس کا ثبوت حدیثوں سے بتاتا ہے، ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان سنت و جماعت اولیائے کاملین سے ہے یا غالی رافضی کافر اولیائے شیاطین سے؟ اور جو شخص عقیدہ کفریہ رکھے وہ سیّد ہوسکتا ہے، یا نہیں؟' اور اسے سیّد کہنا روا ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوْا تُؤْجَرُوْا (بیان کیجئے اجر حاصل کیجئے۔ت)

الجواب

الحمد للہ رب العٰلمین وسلام علی المرسلین، ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین وکان اللہ بکلّ شئی علیما، یا من یصلی علیہ ہو وملٰئکتہ صل علیہ وعلٰی الہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما امین، ربّ انّی اعوذبک من ہمزات الشیٰطن واعوذبک ربّ ان یحضرون وصلی اللہ تعالٰی علٰی خاتم المرسلین اول الانبیاء خلقًا واٰخرھم بعثًا والہ وصحبہ والتابعین ولعن وقتل واخزی وخذل مردۃ الجن وشیطین الانس واعاذنا ابدا من شرھم اجمعین امین. (تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ رب العالمین کو اور سلام تمام رسولوں پر، محمد ﷺ تم میں سے کسی ایک مرد کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے پچھلے، اور اللہ تعالیٰ ہر شئے کا عالم ہے اے وہ ذات جس پر اللہ

تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے درود اور اس کے آل واصحاب پر اور سلام کامل۔ آمین۔ اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں شیاطین کے وسوسوں سے، اور اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں، اور صلوٰۃ اللہ خاتم المرسلین پر جو تمام انبیاء سے پیدائش میں اول اور بعثت میں ان سے آخر ہیں اور ان کی آل واصحاب اور تابعین پر، اور لعنت اور ہلاکت، رسوائی اور ذلت ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرکش جنّوں اور انسانی شیطانوں پر، اور ان سب کے شر سے ہمیشہ ہمیں پناہ دے، آمین۔ت)

اللہ ﷻ سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح **لا الٰہ الا اللہ** ماننا اللہ سبحنہ وتعالیٰ کو احد صمد لا شریک لہ جاننا فرضِ اوّل ومناطِ ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا اُن کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً محال وباطل جاننا فرض اجل وجزء ایقان ہے **ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین** (القرآن الکریم ۳۳/۴۰) (ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ت) نص قطعی قرآن ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہّم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون **مخلد فی النیران** ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک و ترّدد کو راہ دے وہ بھی **کافر بین الکافر جلی الکفران** ہے، ولید پلید جس کا قول نجس تراز بول، سوال میں مذکور، ضرور ولی ہے بیشک ضرور مگر حاشا نہ ولی الرحمٰن بلکہ عدو الرحمٰن ولی الشیطان ہے، یہ جو میں کہہ رہا ہوں میرا فتویٰ نہیں اللہ واحد قہار کا فتویٰ ہے، خاتم الانبیاء الاخیار کا فتویٰ ہے، علی مرتضےٰ وبتول زہرا وحسن مجتبےٰ وشہید کربلا تمام ائمۂ اطہار کا فتویٰ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علٰی سیّدھم ومولاھم وعلیھم وسلّم۔

شفاء شریف واعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

یکفر ایضا من کذب بشیئ مما صرح فی القراٰن من حکم او خبرا، او اثبت ما نفاہ او نفی ما اثبتہ علٰی علم منہ بذٰلک، اوشک فی شیئ من ذٰلک[1] (نیز تکفیر کی جائیگی جس نے قرآن کے صریح حکم یا خبر کی تکذیب کی، یا جس نے علم کے باوجود اس کی نفی کردہ کا اثبات کیا یا اس کے ثابت کردہ کی نفی کی، یا جس نے اس میں شک کیا۔ت)

فتاوٰی حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے:

التردد فی المعلوم من الدین بالضرورۃ کالا نکار[2] (بدیہی ضروری دینی معلوم چیز میں تردد کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کا انکار کرنا ہے۔ت)

شفاء میں ہے:

وقع الاجماع علٰی تکفیر کل من دافع نص الکتاب او خص حدیثا مجمعا علٰی نقلہ مقطوعا بہ مجمعا علی حملہ علی ظاھرہ ولھذا نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ الاسلام اوو قف فیھم اوشک (فی کفرھم) اوصحح مذھبھم، وان اظھر الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظھار ما اظھر من خلاف ذٰلک اھ[3] **مختصرا مزیدا من نسیم الریاض ما بین الھلا لین.** (ایسے شخص کے کفر پر امت مسلمہ کا

---

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ، فصل آخر فی الخطاء مکتبۃ الحقیقیۃ استنبول، ص ۳۸۱

[2] فتاوٰی حدیثیہ، باب اصول الدین، مطبعہ جمالیہ مصر، ص ۱۴۶

[3] الشفاء للقاضی عیاض فصل فی بیان ما ھو من المقالات، مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۲/۲۷۱
نسیم الریاض شرح الشفاء فصل فی بیان ما ھو من المقالات، دار الفکر بیروت، ۴/۱۰-۵۰۹

اجماع ہے جو کتاب اللہ کی نص کا انکار کرے یا ایسی حدیث جس کے نقل پر یقین ہے اس کی تخصیص کرے حالانکہ اجماع کے مطابق اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے۔ اسی لئے ہم ایسے شخص کی تکفیر کرتے ہیں جو اسلام کے غیر کسی دین والے کی تکفیر نہ کرے یا توقف یا شک کرے (ان کے کفر میں) یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھے، اگرچہ ایسا شخص اسلام کا اظہار کرے اور عقیدہ رکھے اور اسلام کے سوا ہر مذہب کے بطلان کا عقیدہ رکھے اس سبب سے کہ وہ اپنے ظاہر کئے کا خلاف ظاہر کرتا ہے لہٰذا وہ کافر ہے اھ مختصراً، ہلالین کے درمیان نسیم الریاض کی طرف سے زائد ہے۔ت) اسی میں ہے: **اجماع علٰی کفر من لم یکفر کل من فارق دین المسلمین اووقف فی تکفیر ھم اوشک**[1] **مختصرًا**۔ (اسلام سے علیحدگی اختیار کرنے والے کی تکفیر نہ کرنے والے یا ان کی تکفیر میں توقف یا شک کرنے والے کی تکفیر نہ کرنے والے کے کفر پر اجماع ہے، مختصراً۔ت)

بزازیہ و درمختار وغیرہما میں ہے:

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[2] (جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ کافر ہے۔ت)

بلکہ شخص مذکور پر لازم وضرور ہے کہ اپنے آپ ہی اپنے کفر والحاد وزندقہ وارتداد کا فتویٰ لکھے، آخر یہ تو بداہۃً ضرورۃً موافقین ومخالفین حتی کہ کفار ومشرکین سب کو معلوم ومسلم کہ حضرات حسنین اور ان کے والدین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہم مسلمان تھے، قرآن عظیم پر ایمان رکھتے اور بلاشبہ اسے کلام اللہ جانتے، اس کے ایک ایک حرف کو حق مانتے، اور اسی

---

[1] الشفاء للقاضی فصل فی تحقیق القول فی اکفار المتا ؤلین ،مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۲/۲۶۷

[2] درمختار، باب المرتد، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۳۵۶

قرآن کا ارشاد ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں تو قطعاً وہ بھی حضور اقدس ﷺ کو خاتم النبیین اعتقاد کرتے تو قطعاً یقیناً اپنے آپ کو نبی ورسول نہ جانتے اور اس ادعائے ملعون کو باطل وملعون ہی مانتے کہ قول بالمتنافیین کسی عاقل سے معقول نہیں، اب یہ شخص کہ انہیں نبی ورسول مانتا ہے خود اپنے ہی ساختہ رسولوں کو کاذب ومبطل جانتا ہے اور رسولوں کی تکذیب کفر ظاہر ہے تو خود ہی اپنے عقیدے کی رو سے کافر ہے، غرض انہیں رسول کہہ کر اعتقاد ختم نبوت میں سچا جانا تو اس ایمانی عقیدے کا منکر ہو کر کافر ہوا، اور جھوٹا مانا تو اپنے ہی رسولوں کی آپ تکذیب کرکے کافر ہوا مفر کدھر، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الاکبر۔ (ف)

ولید کے مقابل ذکرِ احادیث ونصوص علمائے قدیم وحدیث کا کیا موقع کہ جو نص قطعی قرآن کو نہ مانے حدیث وعلماء کی کیا قدر جانے، مگر بحمد اللہ تعالٰی مسلمانوں کے لئے متعدد منافع ظاہر وبیّن ہیں، قرآن وحدیث دونوں ایمانِ مومن ہیں، احادیث کا بار بار تکرار اظہار دلوں میں ایمان کی جڑ جمائے گا، آیہ کریمہ میں وساوسِ ملعونہ بعض شیاطین نجدیہ کا استیصال فرمائے گا، ختم نبوت وخاتم النبیین کے صحیح ونجیح معنی بتائے گا، بعض قاسان کفر ومجون کے اختراع جنون کو مردود وملعون بنائے گا۔ ولید پلید کے ادعائے خبیث ثبوت بالحدیث کا بطلان دکھائے گا، نصوصِ ائمہ سے اہلِ ایمان کو صحت فتوٰی پر زیادہ تر اعتبار واعتماد آئے گا معہذا ذکر محبوب راحتِ قلوب ہے، ان کی یاد سے مسلمانوں کا دل چین پائے گا۔

بریّتِ آدم اور ختم نبوت :فاقول وبحول اللہ احول (ارشادات الٰہیہ)

طبرانی معجم کبیر میں اور حاکم بافادۂ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، جب آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے

ف: اہل بیت کرام خواہ کسی امتی کو نبی ماننے والا خود اپنے اقرار سے بھی کافر ہے۔

لغزش واقع ہوئی عرض کی یا رب اسئلک بحق محمد ان غفرت لی (الٰہی! میں تجھے محمد ﷺ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما) ارشاد ہوا: اے آدم! تو نے محمد (ﷺ) کو کیونکر پہچانا حالانکہ میں نے ابھی اسے پیدا نہ کیا؟ عرض کی: الٰہی! جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لکھا پایا لا الٰه الاّ الله محمّد رسول الله تو میں نے جانا تو نے اسی کا نام اپنے نام پاک کے ساتھ ملایا ہوگا جو تجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا: صدقت یا ادم انه لا حب الخلق الیّ واذ سألتنی بحقه فقد غفرت لک ولو لا محمد ما خلقتک[1] زاد الطبرانی وهو اخر الانبياء من ذرّيّتک[2] (اے آدم! تو نے سچ کہا بیشک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے مجھے اس کا واسطہ دے کر سوال کیا تو میں نے تیرے لئے مغفرت فرمائی، اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا۔ طبرانی نے یہ اضافہ کیا: وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا نبی ہے ﷺ۔)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ختم نبوت:

ابونعیم، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ان موسیٰ لما نزلت عليه التوراة وقرأها وجد فيها ذكر هذه الامة فقال يارب انی اجد فی الالواح امة هم الأخرون السابقون فاجعلها امتی قال تلک امّة احمد[3] (جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت اتری اسے پڑھا تو اس میں اس امّت کا ذکر پایا عرض کی: اے رب میرے! میں ان لوحوں میں ایک امت پاتا ہوں کہ وہ زمانے میں سب سے پچھلی اور مرتبے میں سب سے اگلی، تو یہ میری امت کر، فرمایا: یہ امت احمد کی ہے ﷺ۔)

حضرت آدم علیہ السلام اور سرکارِ دو عالم ﷺ

ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لما خلق الله ادم اخبره ببنيه فجعل يرٰى فضائل بعضهم علٰى بعض فراٰى نوراً ساطعا فی اسفلهم' فقال يا رب من هذا قال هذا ابنک احمد و هوالاول وهو الأخر وهو اول شافع واول مشفع[1] جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا انہیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا، وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کئے تو ان سب کے آخر میں بلند و روشن نور دیکھا، عرض کی، الٰہی! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اوّل ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلا شفاعت مانا گیا ﷺ۔

خاتم النبیین:

نیز بطریق ابی الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرمایا: بین كتفی ادم مكتوب، محمد رسول الله خاتم النبيين[2]، ﷺ۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں شانوں کے وسط میں قلم قدرت سے لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ۔

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب التاریخ، استغفار آدم علیہ السلام بحق محمد ﷺ، دارالفکر بیروت، ۲/۶۱۵
دلائل النبوۃ للبیہقی باب ما جاء فی تحدّث رسول اللہ ﷺ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۵/۴۸۹

[2] المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث ۶۴۹۸، مکتبۃ المعارف ریاض، ۷/۲۵۹

[3] دلائل النبوۃ لابی نعیم ذکر الفضیلۃ الرابعۃ، عالم الکتب بیروت ۱/۱۴

---

[1] مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر باب ماورد فی اصطفائه علی العالمین الخ دارالفکر بیروت، ۲/۱۱۱
کنزالعمال حدیث ۳۲۰۵۲، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۱/۴۳۷

[2] مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر باب ذکر ما خص به و شرف به الخ عالم الکتب بیروت، ۲/۱۳۷

محمد ﷺ اور دروازۂ جنت:

ابن ابی شیبہ مصنف میں بطریق مصعب بن سعد حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: انه قال ول من یاخذ بحلقة باب الجنة فیفتح له محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه و سلم ثم قرأ آیة من التوراة اضرابا قدما یا نحن الاخرون الاولون [1] یعنی انہوں نے کہا سب سے پہلے جو دروازۂ جنت کی زنجیر پر ہاتھ رکھے گا پس اس کے لئے دروازہ کھولا جائے گا، وہ محمد ﷺ ہیں، پھر توریت مقدس کی آیت پڑھی کہ سب سے پہلے مرتبے میں سابق زمانے میں لاحق، یعنی امت محمد ﷺ۔

خاتم الانبیاء کی بشارت:

ابن سعد، عامر شعبی سے راوی، سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحیفوں میں ارشاد ہوا: انه کائن من ولدک شعوب وشعوب حتی یاتی النبی الامیّ الذی یکون خاتم الانبیاء [2] بیشک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہوں گے یہاں تک کہ نبی اُمّی خاتم الانبیاء جلوہ فرما ہو ﷺ۔

یعقوب علیہ السلام و خاتم الانبیاء ﷺ:

محمد بن کعب قرظی سے راوی اوحی اللہ تعالیٰ الیٰ یعقوب انی ابعث من ذریتک ملوکا وانبیاء حتی ابعث النبی الحرمی الذی تبنی امته هیکل بیت المقدش، وهو خاتم الانبیاء، واسمه احمد [3] اللہ عزوجل نے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری اولاد سے سلاطین وانبیاء بھیجتا رہا کروں گا یہاں تک کہ ارسال

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفضائل، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۱۱/۴۳۴

[2] الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر من تسمی فی الجاهلیه بمحمد ﷺ دار صادر بیروت، ۱/۱۶۳

[3] الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر من تسمی فی الجاهلیه بمحمد ﷺ دار صادر بیروت، ۱/۱۶۳

فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کو جس کی امت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی اور اس کا نام احمد ﷺ ہے۔

اشعیاء علیہ السلام اور احمد مجتبیٰ ﷺ:

ابن ابی حاتم، وہب بن منبہ سے راوی: قال اوحی اللہ تعالیٰ الیٰ اشعیاء انی باعث نبیا امیا افتح به آذانا صما وقلوبا غلفا واعینا عمیا، مولده بمکة ومهاجره بطیبة وملکه بالشام (وساق الحدیث فیه) الکثیر الطیب من فضائله وشمائله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلّم الیٰ ان قال ولاٗ جعلن امته خیر امة اخرجت للناس (وذکر صفاتهم الیٰ ان قال) اختم بکتابهم الکتب بشریعتهم الشرائع وبدینهم الادیان [1] الحدیث الجلیل الجمیل. اللہ عزوجل نے اشعیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی میں نبی اُمّی کو بھیجنے والا ہوں، اس کے سبب بہرے کان اور غافل دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا، اس کی پیدائش مکّے میں ہے اور ہجرت گاہ مدینہ اور اس کا تخت گاہ ملک شام، میں ضرور اس کی امت کو سب امتوں سے جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئیں بہتر وافضل کروں گا، میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم فرماؤں گا اور ان کی شریعت پر شریعتوں اور ان کے دین پر سب دینوں کو تمام کروں گا۔

کتبِ سماوی میں اسمِ محمد ﷺ:

ابن عساکر، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان یسمّی فی الکتب القدیمة احمد و محمد والماحی والمقفی

---

[1] الخصائص الکبریٰ، بحواله ابن ابی حاتم وابو نعیم با ب ذکره فی التوراة والانجیل الخ دار الکتب الحدیثیه، ۱/۳۴،۳۳

الدر المنثور، بحواله ابن ابی حاتم وابو نعیم آیة الذی یجدونه مکتوبا فی التوراة الخ منشورات مکتبه آیة الله العظمی قم ایران، ۳/۱۳۴

ونبی الملاحم وحمطایا وفار قلیطا وما ذماذ[1] نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگلی کتابوں میں میرے یہ نام تھے، احمد، محمد، ماحی (کفر وشرک کو مٹانے والے)، مقفی (سب پیغمبروں سے پیچھے تشریف لانے والے) نبی الملاحم (جہادوں کے پیغمبر)، حمطایا (حرم الٰہی کے حمایتی)، فار قلیطا (حق کو باطل سے جدا کرنے والے)، ماذماذ (ستھرے، پاکیزہ) ﷺ۔

خاتم الانبیاء ﷺ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے راوی: ھبط جبریل فقال ان ربک یقول قد ختمت بک الانبیاء وما خلقت خلقا اکرم علی منک وقرنت اسمک مع اسمی فلا اذکرنی موضع حتی تذکر معی ولقد خلقت الدنیا واھلھا لا عرفھم کرامتک علی ومنزلتک عندی ولو لاک ما خلقت السمٰوٰت والارض وما بینھما لولاک ما خلقت الدنیا ھذا مختصر[2] جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حاضر ہوکر حضور اقدس ﷺ سے عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے بیشک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو، تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ یاد نہ کئے جاؤ، بیشک میں نے دنیا واہل دنیا سب کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں، اور اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے اصلاً نہ بناتا، ﷺ۔

---

1 الخصائص الکبریٰ، بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس باب اختصاصہ ﷺ الخ دارالکتب الحدیثیہ شارع الجمہوریہ، بعابدین ۱/۱۹۲

2 مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ذکر ما خصّ بہ وشرف بہ من بین الانبیاء دارالفکر بیروت، ۲/۳۷۔۱۳۶

آخر النبیین

خطیب بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لما اسری بی الی السماء قربنی حتی کان بینی وبینہ کقاب قوسین او ادنیٰ، وقال لی یامحمد ھل غمک ان جعلتک اٰخر النبیین، قلت لا، قال فھل غم امتک ان جعلتھم اٰخر الامم قلت لا، قال اخبر امتک انی جعلتھم اٰخر الامم لافضح الامم عندہ ولا افضحھم عند الامم[1]۔ شب اسریٰ مجھے میرے رب عزوجل نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اور اس میں دو کمان بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا اور مجھ سے فرمایا: اے محمد! کیا تجھے اس کا غم ہوا کہ میں نے تجھے سب پیغمبروں کے پیچھے بھیجا، میں نے عرض کی نہ۔ فرمایا: کیا تیری امت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے انہیں سب امتوں کے پیچھے رکھا، میں عرض کی نہ۔ فرمایا: اپنی امت کو خبر دے دے کہ میں نے انہیں سب سے پیچھے اس لئے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ رکھوں، والحمد للہ رب العالمین!

رحمۃ للعٰلمین:

ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وبزار وابویعلیٰ وبیہقی بطریق ابو العالیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل اسرامیں راوی: ثم لقی ارواح الانبیاء، فاثنوا علی ربھم فقال ابراھیم ثم موسیٰ ثم داؤد ثم سلیمٰن ثم عیسیٰ ثم ان محمدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اثنیٰ علی ربہ فقال کلکم اثنی علی ربہ وانی مُثن علی ربی الحمد للہ الذی ارسلنی رحمۃ للعٰلمین وکافۃ للناس بشیرا ونذیرا و انزل علی الفرقان فیہ تبیان لکل شئی وجعل امتی خیر امۃ

---

1 تاریخ البغداد ترجمہ، ۲۵۵۷، ابوعبداللہ احمد بن محمد النزلی، دارالکتب العربی، بیروت، ۵/۱۳۰۔

اخرجت للناس وجعل امة وسطا وجعل امتی هم الاولون وهم الاٰخرون
ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحاو خاتما فقال ابراهیم بهذا فضلکم محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم انتهیٰ الی السدرة فکلمه تعالیٰ عند ذٰلک فقال له
قد اتخذتک خلیلا وهو مکتوب فی التوراة حبیب الرحمن ورفعت لک
ذکرک فلا اذکر الا ان ذکرت معی وجعلت امتک هم الاولون
والاٰخرون وجعلتک اوّل النبیین خلقا واٰخرهم بعثا وجعلتک فاتحاو
خاتما[1] هذا مختصر ملتقط۔ یعنی پھر حضور اقدس ﷺ ارواحِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے
ملے، پیغمبروں نے اپنے رب ﷻ کی حمد کی، ابراہیم پھر موسیٰ پھر داؤد پھر سلیمان پھر عیسیٰ علیہم
الصلوٰۃ بترتیب حمد الٰہی بجالائے اور اس کے ضمن میں اپنے فضائل وخصائص بیان فرمائے سب
کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب ﷻ کی ثنا کی اور فرمایا تم سب اپنے رب کی
تعریف کر چکے اور اب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے
سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام آدمیوں کی طرف بشارت دیتا اور ڈر سناتا
مبعوث کیا اور مجھ پر قرآن اتارا جس میں ہر شئی کا روشن بیان ہے اور میری امت کو تمام
امتوں پر فضیلت دی اور انہیں عدل وعدالت واعتدال والی امت کیا اور انہیں کو اوّل اور
انہیں کو آخر رکھا اور میرے واسطے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتحۂ دیوان نبوت وخاتمہ دفتر
رسالت بنایا، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ان وجوہ سے محمد ﷺ تم سے افضل ہوئے پھر
حضور ﷺ سدرہ تک پہنچے، اس وقت رب عزجلالہٗ نے ان سے کلام کیا اور فرمایا میں نے
تجھے اپنا خالص پیارا بنایا اور تیرا نام توریت میں حبیب الرحمٰن لکھا ہے، میں نے تیرے لئے
تیرا ذکر اونچا کیا کہ میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ تیری یاد نہ آئے اور میں نے تیری

[1] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ سبحان الذی اسریٰ الخ، المطبعۃ المیمنۃ مصر، ۱۵/۷تا۹

امت کو یہ فضل دیا کہ وہی سب سے اگلے اور وہی سب سے پچھلے اور میں نے تجھے سب
پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد بھیجا اور تجھے فاتح وخاتم کیا ﷺ۔

ارشاداتِ انبیاء وملائکہ واقوالِ علماءِ کتبِ سابقہ

حدیثِ شفاعت:

امام احمد وابوداؤد طیالسی مطولاً اور ابن ماجہ مختصراً اور ابویعلیٰ حضرت عبداللہ بن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ حدیث طویل شفاعتِ کبریٰ میں فرماتے
ہیں: فیاتون عیسیٰ فیقولون اشفع لنا الیٰ ربک فلیقض بیننا فیقول انی
لست هناکم انی اتخذت الٰهًا من دون الله، وانه لا یهمنی الیوم الانفسی
ولکن ان کل متاع فی وعاء مختوم علیه اکان یقدر علی ما فی جوفه حتی
یفض الخاتم، فیقولون لا فیقول ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیاتونی
فاقول انا لها فاذا اراداللہ ان یقضی بین خلقه نادی مناد این احمد و امته
فنحن الاخرون الاولون نحن اخر الامم واول من یحاسب، فتفرج
لنا الامم عن طریقنا[1] الحدیث هذا مختصر۔ یعنی جب لوگ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
حضور سے مایوس ہو کر پھریں گے تو سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر شفاعت
چاہیں گے، مسیح فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا
مجھے آج اپنی ہی فکر ہے مگر ہے یہ کہ جو چیز کسی سربمہر برتن میں رکھی ہو کیا بے مہر اٹھائے اسے
پاسکتے ہیں، لوگ کہیں گے نہ، فرمائیں گے تو محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں اور یہاں تشریف
فرما ہیں، لوگ میرے حضور حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے میں فرماؤں گا میں ہوں شفاعت
کے لئے، پھر جب اللہ ﷻ اپنی مخلوق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں

[1] مسند ابویعلیٰ حدیث ۲۳۲۴ عبداللہ ابن عباس، مؤسسۃ علوم القرآن بیروت

احمد اوران کی امت ﷺ، تو ہمیں پچھلے ہیں اور ہمیں اگلی سب امتوں سے پیچھے آئے اور سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا اور سب امتیں عرصاتِ محشر میں ہمارے لئے راستہ دیں گی۔

انبیاء کا التجائے شفاعت:

احمد و بخاری و مسلم وترمذی حدیث طویل شفاعت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **فیاتون محمد افیقولون یا محمد انت رسول الله وخاتم الانبیاء**[1] اولین وآخرین حضور خاتم النبیین افضل المرسلین ﷺ کے حضور آکر عرض کرینگے حضور اللہ تعالیٰ کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں ہماری شفاعت فرمائیں۔

حضرت آدم علیہ السلام اور اذان اوّل:

ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء اور ابن عساکر دونوں بطریق عطاء حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **نزل اٰدم بالھند واستوحش فنزل جبریل فنادی بالاذان الله اکبر الله اکبر، اشھد ان لا اله الاالله، اشھدان لا اله الا الله، اشھد ان محمد ارسول الله، اشھد ان محمد ارسول الله، قال اٰدم من محمد، قال اٰخر ولدک من الانبیاء**[2] جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت سے ہند میں اترے تو گھبرائے، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اتر کر اذان دی، جب نام پاک آیا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا: محمد کون ہیں، کہا: آپ کی اولاد میں سب سے پچھلے نبی (ﷺ)

انشراحِ صدر:

ابو نعیم دلائل میں یونس بن میسرہ بن حلبس سے مرسلاً اور دارمی وابن عساکر بطریق یونس ھذا عن ابی ادریس الخولانی عبدالرحمٰن بن غنم اشعری

---

[1] صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورۂ بنی اسرائیل، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۲/ ۶۸۵

[2] حلیۃ الاولیاء ترجمہ عمرو بن قیس الملائی، دارالکتاب العربی بیروت، ۵/ ۱۰۷

رضی اللہ عنہ سے موصولاً راوی **وھذا لفظ المرسل** رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: فرشتہ سونے کا طشت لے کر آیا اور میرا شکم مبارک چیر کر دل مقدس نکالا اور اسے دھو کر کچھ اس پر چھڑک دیا، پھر کہا: **انت محمد رسول الله المقفی الحاشر**[1] (الحدیث ھذا مختصر) حضور محمد رسول اللہ ہیں سب انبیاء کے بعد تشریف لانے والے تمام عالم کو حشر دینے والے ﷺ۔ حدیث متصل میں یوں ہے: جبریل نے اتر کر حضور اقدس ﷺ کا شکم چاک کیا، پھر کہا: **قلب وکیع فیه اذنان سمیعتان و عینان بصیر تان محمد رسول الله المقفی الحاشر**[2] (الحدیث) مضبوط ومحکم دل ہے اس میں دو کان ہیں شنوا اور دو آنکھیں ہیں بینا، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ انبیاء کے خاتم اور خلائق کو حشر دینے والے، ﷺ

بشارت میلاد الرسول:

ابو نعیم بطریق شہر بن حوشب اور ابن عساکر بطریق مسیّب بن رافع وغیرہ حضرت کعب احبار سے راوی، انہوں نے فرمایا، میرے باپ اعلم علمائے توراۃ تھے، اللہ عزوجل نے جو کچھ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتارا اس کا علم ان کے برابر کسی کو نہ تھا، وہ اپنے علم سے کوئی شے مجھ سے نہ چھپاتے، جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا: اے میرے بیٹے! تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی چیز تجھ سے نہ چھپائی مگر ہاں دو ورق رکھے ہیں ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آپہنچا میں نے اس اندیشے سے تجھے ان دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مدعی نکل کھڑا ہوا، تو اس کی پیروی کرلے یہ طاق تیرے سامنے ہے میں نے اس میں وہ اوراق رکھ کر اوپر سے مٹی لگادی ہے ابھی ان سے تعرض نہ کرنا، نہ انہیں دیکھنا جب وہ نبی جلوہ فرما ہو اگر اللہ تعالیٰ تیرا بھلا چاہے گا تو تو آپ ہی اس کا پیرو

---

[1] الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابی نعیم عن یونس باب ما جاء فی قلبہ الشریف دارالکتب الحدیثۃ، ۱/ ۱۶۲

[2] الخصائص الکبریٰ باب ما جاء فی قلبہ الشریف ﷺ، دارالحدیثۃ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/ ۱۶۲

ہو جائے گا، یہ کہہ کر وہ مر گئے ہم ان کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے ان دونوں ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا، میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں لکھا ہے: **محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ مولدہ بمکۃ ومھاجرہ بطیبۃ**[1] (الحدیث) محمد اللہ کے رسول ہیں، سب انبیاء کے خاتم، ان کے بعد کوئی نبی نہیں، ان کی پیدائش مکے میں اور ہجرت مدینے کو، ﷺ۔

راہب کا استفسار

بیہقی وطبرانی وابونعیم اور خرائطی کتاب الہواتف میں خلیفہ بن عبدہ سے راوی، میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا جاہلیت میں کہ ابھی اسلام نہ آیا تھا تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیونکر رکھا، کہا میں نے اپنے باپ سے اس کا سبب پوچھا، جواب دیا کہ بنی تمیم سے ہم چار آدمی سفر کو گئے تھے، ایک میں اور سفیان بن مجاشع بن دارم اور عمر بن ربیعہ اور اسامہ بن مالک، جب ملک شام میں پہنچے ایک تالاب پر اترے جس کے کنارے پیڑ تھے، ایک راہب نے اپنے دیر سے ہمیں جھانکا اور کہا تم کون ہو؟ ہم نے کہا اولادِ مضر سے کچھ لوگ ہیں۔ کہا: **اما انہ سوف یبعث منکم و شیکا نبی فسارعوا الیہ و خذوا بحظکم منہ ترشدوا فانہ خاتم النبیین**۔ ترجمہ: سنتے ہو عنقریب بہت جلد تم میں سے ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے تم اس کی طرف دوڑنا اور اس کی خدمت واطاعت سے بہرہ یاب ہونا کہ وہ سب میں پچھلا نبی ہے۔ ہم نے کہا اس کا نام پاک کیا ہوگا؟ کہا محمد

[1] الخصائص الکبریٰ باب ما جاء فی قلبہ الشریف ﷺ، دار الحدیثۃ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/۱۶۲
تہذیب تاریخ دمشق، باب تطہیر قلبہ من انعل الخ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱/۳۷۹
الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابی نعیم باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل، دار الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/۳۶

ﷺ۔ جب ہم اپنے گھروں کو واپس آئے سب کے ایک ایک لڑکا ہوا اس کا نام محمد رکھا[1]، انتھی، **واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ**۔

قبل از ولادت شہادت ایمان

زید بن عمرو بن نفیل کہ **احد العشرۃ المبشرۃ** سیدنا سعید بن زید کے والد ماجد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہ موحدان ومومنان عہد جاہلیت سے تھے طلوعِ آفتاب عالمتاب اسلام سے پہلے انتقال کیا مگر اسی زمانے میں توحید الٰہی ورسالت حضرت ختم پناہی ﷺ کی شہادت دیتے، ابن سعد وابونعیم حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے راوی، میں زید رضی اللہ عنہ سے ملا مکہ معظمہ سے کوہ حرا کو جاتے تھے، انہوں نے قریش کی مخالفت اور ان کے معبودانِ باطل سے جدائی کی تھی، اس پر آج ان سے اور قریش سے کچھ لڑائی رنجش ہو چکی تھی، مجھے دیکھ کر بولے اے عامر! میں اپنی قوم کا مخالف اور ملت ابراہیم کا پیرو ہوا اسی کو معبود مانتا ہوں جسے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پوجتے تھے، میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی اسماعیل اور اولاد عبد المطلب سے ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے میرے خیال میں میں ان کا زمانہ نہ پاؤں گا میں ابھی ان پر ایمان لاتا اور ان کی تصدیق کرتا ان کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں، تمہیں اگر اتنی عمر ملے کہ انہیں پاؤ تو میرا اسلام انہیں پہنچانا، اے عامر! میں تم سے ان کی نعت وصفت بیان کئے دیتا ہوں کہ تم خوب پہچان لو، درمیانہ قد ہیں، سر کے بال کثرت وقلت میں معتدل، ان کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخ ڈورے رہیں گے، ان کی شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے، ان کا نام احمد، اور یہ شہر ان کا مولد ہے، یہیں ان کی رسالت ظاہر ہوگی، ان کی قوم انہیں مکے میں نہ رہنے دے گی کہ ان کا دین اسے ناگوار ہوگا، وہ ہجرت فرما کر مدینے جائیں گے، وہاں

[1] الخصائص الکبریٰ بحوالہ البیہقی والطبرانی والخرائطی باب اخبار الاحبار الخ دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ، بعابدین ۱/۵۷-۵۸

سے ان کا دین ظاہر و غالب ہوگا، دیکھو تم کسی دھوکے فریب میں آ کر ان کی اطاعت سے
محروم نہ رہنا۔ فانی بلغت البلاد کلها اطلب دین ابراهیم، و کل من اسأل من
الیهود والنصاریٰ و المجوس یقول هذا الدین وراء ک، وینعتو نه مثل ما
نعتّه لک، ویقولون لم یبق نبی غیره۔ ترجمہ: کہ میں دین ابراہیمی کی تلاش میں
شہروں شہروں پھرا یہود و نصاریٰ مجوس جس سے پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ یہ دین
تمہارے پیچھے آتا ہے اور اس نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں تم سے کہہ چکا اور سب کہتے
تھے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہ رہا۔ عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم
الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ظاہر ہوئی میں نے زید رضی اللہ عنہ کی یہ باتیں حضور سے عرض کیں، حضور نے
ان کے حق میں دعائے رحمت فرمائی اور ارشاد کیا قد ر أیته فی الجنة یسحب ذیله [1]
میں نے اسے جنت میں دامن کشاں دیکھا۔

انکار ختم نبوت کی وجوہات

اللہ اللہ اس زمانے کے یہود و نصاریٰ و مجوس نے تو بالاتفاق حضور اقدس ﷺ پر
نبوت ختم ہوجانے کی شہادتیں دیں اور آج کل کے کذاب بد لگام مدعیان اسلام یہ
شاخسانے نکالیں مگر ہے یہ کہ اس وقت تک ان فرقوں کو نہ حضور پر نور ﷺ سے بغض وحسد
تھا، نہ اپنے کسی پیشوا مردود کا سخن مطرود بنانا مراد و مقصد، نہ اپنے کسی سگے بھائی کی بات رکھنی
نہ بعد ظہور نور خاتمیت اپنے باپ دادا کی نبوت گھڑنی، وہ کیوں جھوٹ بولتے جو کچھ علوم
انبیاء و اخبار احبار و رہبان و علماء سے پہنچا تھا صاف کہتے تھے، بعد ظہور اسلام ان ملاعنہ کے
دل میں حسد و عناد کا پھوڑا پھوٹا اور ان مدعیان اسلام پر قہر ٹوٹا کہ کسی خبیث کا پیشوا خبیث

[1] الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن سعد وابی نعیم عن عامر بن ربیعه، باب اخبار الاحبار الخ،
دار الکتب الحدیثه شارع الجمهوریة بعابدین ۱/۶۲۔۶۱

معاذ اللہ آیہ کریمہ وخاتم النبیین میں خدا کا جھوٹ ممکن لکھ گیا، اب یہ جب تک اپنی سینہ
زوری سے کچھ خاتم الانبیاء گھڑ کر نہ دکھائیں اگرچہ زمین کے اسفل السافلین طبقے میں تو
گرو جی پیشوا کی خدمت ہی کیا ہوئی، ہونہار سپوتوں کی سعادت ہی کیا ہوئی، کسی قاسم کفرو
ضلالت قسیم و مابین حق وہدایت کا کوئی بھائی لگتا ان نئے مرتدوں کے ہاتھ بک گیا۔ ساتھ
خاتم النبیین کا فتوئی لکھ گیا، اب یہ اگر تازی نبوتوں کا ٹھیکہ نہ لیں ختم نبوت کے معنی متواتر کو
مہمل نہ کہیں تو اکلوتے بھیّا کی حمایت ہی کیا ہوئی، اختراعی طبیعت کی جودت ہی کیا ہوئی،
کسی مردک کو یہ دھن سمائی کہ سیّد بنے تو کیا بنے، کوئی گنے تو نبی کا نواسا ہی گنے، پانچ کا
رشتہ کوئی بات نہیں، پیر جی پوتے نہ بن بیٹھے تو کچھ کرامات نہیں وسیعلم الذین ظلموا
ای منقلب ینقلبون (القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷) ترجمہ: اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس
کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

مقوقس شاہ مصر کی تصدیق ولادت

امام واقدی وابونعیم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل ملاقات
مقوقس بادشاہ مصر میں راوی، جب ہم نے اس نصرانی بادشاہ سے حضور اقدس ﷺ کی مدح
وتصدیق سنی اس کے پاس سے وہ کلام سن کر اٹھے جس نے ہمیں محمد ﷺ کے لئے ذلیل و
خاضع کر دیا ہم نے کہا سلاطین عجم ان کی تصدیق کرتے اور ان سے ڈرتے ہیں حالانکہ ان
سے کچھ رشتہ علاقہ نہیں اور ہم تو ان کے رشتہ دار ان کے ہمسائے ہیں وہ ہمارے گھر ہمیں
دین کی طرف بلانے آئے اور ہم ابھی ان کے پیرو نہ ہوئے، پھر میں اسکندریہ میں ٹھہرا کوئی
گرجا کوئی پادری قبطی خواہ رومی نہ چھوڑا جہاں جا کر محمد ﷺ کی صفت جو وہ اپنی کتاب میں
پاتے ہیں نہ پوچھی ہو، ان میں ایک پادری قبطی سب سے بڑا مجتہد تھا اس سے پوچھا: ھل
بقی احد من الانبیاء آیا پیغمبروں میں سے کوئی باقی رہا؟ وہ بولا: نعم وھو آخر

الانبیاء لیس بینه وبین عیسیٰ نبی قد امر عیسیٰ باتباعه وھو النبی الامی العربی اسمه احمد. ترجمہ: ہاں ایک نبی باقی ہیں وہ سب انبیاء سے پچھلے ہیں ان کے اور عیسیٰ کے بیچ میں کوئی نبی نہیں، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی پیروی کا حکم ہوا ہے وہ نبی امّی عربی ہیں ان کا نام پاک احمد ﷺ۔ پھر اس نے حلیہ شریفہ ودیگر فضائل لطیفہ ذکر کئے، مغیرہ نے فرمایا: اور بیان کر۔ اس نے اور بتائے، ازانجملہ کہا: یخص بمالم یخصّ به الانبیاء قبله کان النبی یبعث الی قومه وبعث الی الناس کافة. ترجمہ: انہیں وہ خصائص عطا ہوں گے جو کسی نبی کو نہ ملے ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ مغیرہ فرماتے ہیں میں نے یہ سب باتیں خوب یاد رکھیں اور وہاں سے واپس آ کر اسلام لایا[1]

میلاد النبی پر خاص تارے کا طلوع

ابونعیم حضرت حسّان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے راوی، میں سات برس کا تھا ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ ایسی جلد پہنچتی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ مدینے کے ایک بلند ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لئے چیخ رہا ہے لوگ اس کی آواز پر جمع ہوئے وہ بولا: ھذا کوکب احمد قد طلع ھذا الکوکب لا یطلع الا بالنبوة ولم یبق من الانبیاء الاّ احمد[2] ترجمہ: یہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا، یہ ستارہ کسی نبی ہی کی پیدائش پر طلوع کرتا ہے اور اب انبیاء میں سوائے احمد کے

---

[1] دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الخامس عالم الکتب بیروت، ص۲۱و۲۲

[2] دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل الخامس، عالم الکتب بیروت، ص۱۷

الخصائص الکبریٰ بحواله ابی نعیم باب اخبار الاخیار الخ دارالکتب الحدیثة شارع الجمهوریة بعابدین، ۱/۶۴

کوئی باقی نہیں ﷺ۔

یہودی علماء کے ہاں ذکرِ ولادت

امام واقدی وابونعیم حضرت حویصر بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی: قال کنا و یهود فینا کانوا یذکرون نبیا یبعث بمکة اسمه احمد ولم یبق من الانبیاء غیره وھو فی کتبنا[1] الحدیث یعنی میرے بچپن میں یہود ہم میں ایک نبی کا ذکر کرتے جو مکے میں مبعوث ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے اب ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں وہ ہماری کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔

احبار کی زبان پر نعتِ نبی

ابونعیم سعد بن ثابت سے راوی: قال کان احبار یهود بنی قریظة والنضیر یذکرون صفة النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم، فلما طلع الکوکب الاحمر اخبروا انه نبی وانه لا نبی بعده اسمه احمد ومهاجره الیٰ یثرب فلما قدم النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم المدینة و نزلها انکروا وحسدوا و بغوا[2] ترجمہ: یہود بنی قریظہ وبنی نضیر کے علماء حضور سیّد عالم ﷺ کی صفت بیان کرتے جب سرخ ستارہ چمکا تو انہوں نے خبر دی کہ وہ نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ان کا نام پاک

---

[1] الخصائص الکبریٰ بحواله ابی نعیم باب اخبار الاحبار الخ دارالکتب الحدیثة شارع الجمهوریة بعابدین، ۱/۶۴

دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل الخامس، عالم الکتب بیروت، ص۱۷

[2] الخائص الکبریٰ بحواله ابی نعیم باب اخبار الاحبار الخ دارالکتب الحدیثه شارع الجمهوریه بعابدین، ۱/۶۷

احمد ہے، ان کی ہجرت گاہ مدینہ، جب حضور اقدس ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لاکر رونق افروز ہوئے یہود براہِ حسد وبغاوت منکر ہوگئے۔ فلما جاء هم ماعرفوا كفروا به فلعنة الله على الكفرين (القرآن الکریم ۲/۸۹) (تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس کے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔ت)

اہل یثرب کو بشارت میلاد النبی

زیاد بن لبید سے راوی، میں مدینہ طیبہ میں ایک ٹیلے پر تھا ناگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے: یا اهل يثرب قد ذهبت والله نبوة بني اسرائيل، هذا نجم قد طلع بمولد احمد وهو نبي اٰخر الانبياء و مهاجره الىٰ يثرب[1] اے اہل مدینہ! خدا کی قسم بنی اسرائیل کی نبوت گئی، ولادتِ احمد کا تارا چمکا، وہ سب سے پچھلے نبی ہیں، مدینے کی طرف ہجرت فرمائیں گے، ﷺ۔

یوشع کی زبان پر نعتِ رسول

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی میں نے مالک بن سنان رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کہتے سنا کہ میں ایک روز بنی عبدالاشہل میں بات چیت کرنے گیا، یوشع یہودی بولا اب وقت آگیا ہے ایک نبی کے ظہور کا جس کا نام احمد ﷺ حرم سے تشریف لائیں گے ان کا حلیہ ووصف یہ ہوگا، میں اس کی باتوں سے تعجب کرتا اپنی قوم میں آیا وہاں بھی ایک شخص کو ایسا ہی بیان کرتے پایا، میں بنی قریظہ میں گیا وہاں بھی ایک مجمع میں نبی ﷺ کا ذکر پاک ہورہا تھا ان میں سے زبیر بن باطا نے کہا: قد طلع الكوكب الاحمر الذي لم يطلع الا لخروج

[1] الخصائص الكبرىٰ باب اخبار الاحبار بحوالہ ابی نعیم دارالکتب الحدیثہ شارع الجمهورية بعابدين، ۱/۶۸

نبي وظهوره ولم يبق احدٌ الا احمد وهذه مهاجره[1] ترجمہ: بیشک سرخ ستارہ طلوع ہوکر آیا یہ تارا کسی نبی ہی کی ولادت وظہور پر چمکتا ہے اور اب میں کوئی نبی نہیں باقی سوا احمد کے، اور یہ شہر ان کی ہجرت گاہ ہے ﷺ۔

تذییل

ابن سعد وحاکم وبیہقی وابونعیم حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی مکہ معظمہ میں ایک یہودی بغرض تجارت رہتا جس رات حضور پُرنور ﷺ پیدا ہوئے قریش کی مجلس میں گیا اور پوچھا کیا آج تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا انہوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم، کہا: احفظوا ما اقول لكم، ولد هذه الليلة نبي هذه الامة الاخيرة بين كتفيه علامة[2] الحدیث ترجمہ: جو تم سے کہہ رہا ہوں اسے حفظ کررکھو آج کی رات اس پچھلی امت کا نبی پیدا ہوا اس کے شانوں کے درمیان علامت ہے ﷺ۔

ارشادات حضور ختم الانبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء

وفيها انواع نوع فی اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم.

اسماءُ النّبی:

اجلّہ ائمہ بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وامام مالک وامام احمد وابوداؤد طیالسی وابن سعد وطبرانی وحاکم وبیہقی وابونعیم وغیرہم حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول

[1] الخصائص الكبرىٰ باب اخبار الاحبار بحوالہ ابی نعیم دارالکتب الحدیثہ شارع الجمهورية بعابدين، ۱/۶۵،۶۶
دلائل النبوۃ، الفصل الخامس، عالم الکتب بیروت، ص۸

[2] الخصائص الكبرىٰ بحوالہ ابن سعد والحاكم والبيهقي وابي نعيم، باب ما ظهر في ليلة مولده الخ، دارالکتب الحدیثہ، بعابدین ۱/۲۳

اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ان لی اسماء انا محمد و انا احمد وانا الماحی الذی یمحوا اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی [1] ترجمہ: بیشک میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی ﷺ نہیں۔ سبعہ اخیرہ الا الطبرانی کی روایت میں والخاتم زائد ہے یعنی اور میں خاتم ہوں ﷺ [2]

انا محمّد واحمد:

امام احمد مسند اور مسلم صحیح اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انا محمد واحمد والمقفی والحاشر ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ [3] ترجمہ: میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیاء کے بعد آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا اور رحمت کا نبی ﷺ۔

نبی التوبۃ:

نام مبارک عجب جامع وکثیر المنافع نام پاک ہے، اس کی تیرہ توجیہیں فقیر غفرلہ المولی القدیر نے شرح صحیح مسلم للامام النووی و شرح الشفا للقاری

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل، باب فی اسمائہ ﷺ، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۲/۲۶۱
شعب الایمان للبیہقی، فصل فی اسماء رسول اللہ ﷺ حدیث ۱۳۹۷، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۲/۱۴۱

[2] شعب الایمان للبیہقی فصل فی اسماء رسول ﷺ حدیث ۱۳۹۸، دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۱۴۱، الطبقات الکبریٰ ذکر اسماء رسول ﷺ دار صادر بیروت ۲/۱۰۴

[3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ ﷺ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۲/۲۶۱

والخفاجی و مرقاۃ واشعۃ اللمعات شروح مشکوٰۃ و تیسیر وسراج المنیر و حفنی شروح جامع صغیرو جمع الوسائل شرح شمائل ومطالع المسرات ومواھب وشرح زرقانی ومجمع البحار سے التقاط کیں اور چار بتوفیق اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بڑھائیں سب سترہ ہوئیں، بعضھا املح من بعض واحلی (ان میں ہر ایک دوسری سے لذیذ اور میٹھی ہے۔ت)

خصائصِ مصطفیٰ ﷺ:

(۱) حضور اقدس ﷺ کی ہدایت سے عالم نے توبہ ورجوع الی اللہ کی دولتیں پائیں حضور کی آواز پر متفرق جماعتیں، مختلف امتیں اللہ عزوجل کی طرف پلٹ آئیں [1] ذکرہ فی مطالع المسرات وقاری فی شرح الشفاء والشیخ المحقق فی اشعۃ اللمعات وعلیہ اقتصر فی المواھب اللدنیۃ شرح الاسماء العلیۃ وقبلہ شارحھا الزرقانی عند سردھا۔ (اس کو مطالع المسرات میں اور ملا علی قاری نے شرح شفاء میں، شیخ محقق نے اشعۃ اللمعات میں ذکر کیا۔ اور اسی پر مواہب لدنیہ کے شرح اسماء مبارکہ میں اور اس سے قبل اپنے بیان میں شارح زرقانی نے انحصار کیا۔ت)

(۲) ان کی برکت سے خلائق کو توبہ نصیب ہوئی، الشیخ فی اللمعات والاشعۃ، اقول ولیس بالاول فان الھدایۃ دعوۃ وارائۃ و بالبرکۃ توفیق الوصول (اقول یہ چیز اول یعنی ہدایت سے حاصل نہیں ہوتی کیونکہ ہدایت دعوت، راستہ

---

[1] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ص ۱۰۱
شرح الشفا للعلی قاری علی ہامش نسیم الریاض فصل فی اسمائہ ﷺ، دارالفکر بیروت، ۲/۳۹۳
شرح الزرقانی علی المواھب المقصد الثانی، الفصل الاول حرف ن، دارالمعرفۃ، بیروت، ۳/۱۴۹
اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، باب اسماء النبی وصفاتہ ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، ۴/۴۸۲

دکھانے اور برکت سے وصول مقصود کی توفیق کا نام ہے)

(۳) ان کے ہاتھ پر جس قدر بندوں نے توبہ کی اور انبیائے کرام کے ہاتھوں پر نہ ہوئی الشیخ فی اللمعات واشار الیه فی الاشعة حیث قال بعد ذکر الاولین (شیخ نے لمعات میں اسے ذکر کیا اور اشعہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا جہاں انہوں نے پہلے دونوں کا ذکر کیا وہاں یہ ہے۔ت) ایں صفت در جمیع انبیاء مشترک ست و در ذات شریف آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم از ہمہ بیشتر و وافر و کامل تر ست[۱] ترجمہ: تمام انبیاء میں یہ صفت مشترک ہے اور آنحضرت ﷺ کی ذات میں یہ سب سے زیادہ اور وافر اور کامل تر ہے۔ صحیح حدیثوں سے ثابت کہ روز قیامت یہ امت سب امتوں سے شمار میں زیادہ ہوگی، نہ فقط ہر ایک امت جداگانہ بلکہ مجموع جمیع امم سے، اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں بحمد اللہ تعالٰی اسی (۸۰) ہماری اور چالیس (۴۰) میں باقی سب امتیں، والحمد للہ رب العلمین۔

(۴) وہ توبہ کا حکم لے کر آئے[۲] (الامام النووی فی شرح صحیح مسلم والقاری فی جمع الوسائل والزرقانی فی شرح المواهب (اسے امام نووی نے شرح مسلم، ملا علی قاری نے جمع الوسائل اور زرقانی نے شرح مواہب میں ذکر کیا۔ت)

(۵) اللہ عزوجل کے حضور سے قبول توبہ کی بشارت لائے[۳] شرح المواهب والمناوی فی التیسیر۔

---

[۱] اشعة اللمعات شرح مشکوٰة باب اسماء النبی وصفاته الخ فصل نمبر ۱، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۴۸۲

[۲] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب الفضائل باب فی اسمائه الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۶۱

[۳] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث انا محمد واحمد الخ مکتبہ امام الشافعی ریاض، ۱/ ۳۷۶

(۶) اقول بلکہ وہ توبہ عام لائے ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے توبہ لاتا ہے وہ تمام جہان سے توبہ لینے آئے ﷺ۔

(۷) بلکہ توبہ کا حکم وہی لے کر آئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سب ان کے نائب ہیں تو روز اول سے آج تک اور آج سے قیامت تک جو توبہ خلق سے طلب کی گئی یا کی جائے گی، واقع ہوئی یا وقوع پائے گی۔ سب کے نبی، ہمارے نبی توبہ ہیں[۱] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، الفاسی فی مطالع المسرات فجزاه الله معانی المبرات وعوالی المسرات (یہ علامہ فاسی نے مطالع المسرات میں ذکر کیا، اللہ تعالٰی ان کو نیکیوں کا ذخیرہ اور بلند خوشیاں جزائیں عطا فرمائے۔ت)

(۸) توبہ سے مراد اہل توبہ ہیں[۲]، ای علی وزان قوله تعالٰی واسئل القریة (اللہ تعالٰی کے قول واسئل القریة کے انداز پر۔ت) یعنی توابین کے نبی، مطالع المسرات مع زیادة منی (مطالع المسرات اور جو کچھ زیادہ ہے وہ میری طرف سے) اقول اب اوفق یہ ہے کہ توبہ سے مراد ایمان لیں[۳] کما سوغه المناوی ثم العزیزی فی شروح الجامع الصغیر (جیسا کہ علامہ مناوی نے پھر عزیزی نے الجامع الصغیر کی شرحوں میں ذکر فرمایا۔ت) حاصل یہ کہ تمام اہل ایمان کے نبی۔

(۹) ان کی امت توّابین ہیں، وصفِ توبہ میں سب امتوں سے ممتاز ہیں،

---

[۱] مطالع المسرات، ذکر اسماء النبی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد ص ۱۰۲۔۱۰۱

[۲] مطالع المسرات، ذکر اسماء النبی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد ص ۱۰۱ و ۱۰۲

[۳] التیسیر شرح الجامع الصغیر، تحت حدیث انا محمد واحمد، مکتبہ امام الشافعی، ریاض، ۱/ ۳۷۶

قرآن ان کی صفت میں التائبون[1] فرماتا ہے، جمع الوسائل، جب گناہ کرتے ہیں توبہ لاتے ہیں یہ امت کا فضل ہے اور امت کا ہر فضل اس کے نبی کی طرف راجع[2]، مطالع، اقول وبه فارق ماقبله فلیس فیه حذف ولا یجوز (میں کہتا ہوں، اس سبب سے وہ پہلے سے جدا ہوا تو اس میں نہ حذف ہے اور نہ یہ جائز ہے۔ت)

(۱۰) ان کی امت کی توبہ سب امتوں سے زائد مقبول ہوئی[3]، حفنی علی الجامع الصغیر، کہ ان کی توبہ میں مجرد ندامت وترک فی الحال وعزم امتناع پر کفایت کی گئی، نبی الرحمۃ ﷺ نے ان کے بوجھ اتار لئے اگلی امتوں کے سخت وشدید باران پر نہ آنے دیئے، اگلوں کی توبہ سخت شرائط سے مشروط کی جاتی تھی گوسالہ پرستی سے بنی اسرائیل کی توبہ اپنی جانوں کے قتل سے رکھی گئی کما نطق به القرآن العزیز (جیسا کہ قرآن نے اس کو بیان فرمایا۔ت) جب ستر ہزار آپس میں کٹ چکے اس وقت توبہ قبول ہوئی، شرح الشفاء للقاری والمرقاۃ ونسیم الریاض والفاسی ومجمع البحار. برمز(ن) للامام النووی والذی رأیته فی منهاجه ماقدمت فحسب. (ن کی رمز امام نووی کی طرف ہے) اور جو میں نے ان کی کتاب منہاج میں دیکھا وہ میں نے پہلے بیان کردیا ہے اوربس اقتصر الحنفی فی تقریر هذا الوجه علی ذکر الاستغفار فقط فقال لانه قبل من امته التوبة بمجرد الاستغفار زاد میرک بخلاف الامم

---

[1] جمع الوسائل فی شرح الشمائل باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ الخ، دارالمعرفة، بیروت، ۲/۱۸۳

[2] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، ص ۱۰۱

[3] حاشیة الحفنی علی الجامع الصغیر علی هامش السراج المنیر المطبعة الازهریة المصریة، مصر، ۲/۶۳

السابقة واستدل بقوله تعالٰی فاستغفروا اللہ واستغفرلهم الرسول[1] الآیة، وقد اقره العلامة القاری فی المرقاة وفی شرح الشفا و شدد النکیر علیه فی جمع الوسائل شرح الشمائل فقال هذا قول لم یقل به احد من العلماء فهو خلاف الامة وقد قال وارکان التوبة علی ما قاله العلماء ثلثة الندم والقلع والعزم علی ان لا یعود ولا احد جعل الاستغفار اللسانی شرطا للتوبة[2] الخ اقول رحم اللہ مولانا القاری این فی کلام الحنفی ومیرک ان التوبة لا تقبل الا بالاستغفار فضلا عن اشتراط الاستغفار باللسان، انما ذکر ان مجرد الاستغفار کاف فی توبة هذه الامة من دون الزام امور اخر شاقة جدا کقتل الانفس وغیره مما الزمت به الامم السابقة فلا تشم منه رائحة اشتراط الاستغفار لمطلق التوبة وان امعنت النظر لم تجد فیه خلا فالحدیث الارکان ایضا فان الاستغفار الصادق لا ینشؤ الاعن ندم صحیح والندم الصحیح یلزمه الاقلاع وعزم الترک، ولذا صح عنه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم قوله الندم توبة علا ان المقصود الحصر بالنسبة الی ما کان علی الامم السابقة من الامر ثم هذا کله لا مساغ له فی تقریرا لوجه بما قررنا کما تری فاعرف ۱۲ منه۔ حفنی نے اپنی تقریر میں اس وجہ پر استغفار کے ذکر کا اقتصار کیا تو فرمایا آپ کی امت سے صرف استغفار پر توبہ قبول فرمائی، اس پر میرک نے "بخلاف الامم السابقة" کا اضافہ کیا انہوں نے دلیل میں اللہ تعالٰی کا قول "اللہ تعالٰی سے استغفار کرو

---

[1] مرقات المفاتیح کتاب الفضائل باب اسماء النبی وصفاته الخ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ، ۱۰/۵۰
جمع الوسائل فی شرح الشمائل، باب ما جاء اسماء رسول ﷺ، دارالمعرفة، بیروت، ۲/۱۸۳

[2] جمع الوسائل فی شرح الشمائل، باب ما جاء اسماء رسول ﷺ، دارالمعرفة، بیروت، ۲/۱۸۳

اور رسول ان کے لئے استغفار فرمائیں، الآیۃ" ذکر کیا، علامہ قاری نے مرقات اور شرح شفاء میں اس کو ثابت رکھا جبکہ جمع الوسائل میں اس پر سخت اعتراض کیا اور کہا کہ یہ بات علماء میں سے کسی نے نہ کی تو یہ امت کے خلاف ہے اور فرمایا کہ توبہ کے ارکان علماء کے بیان کے مطابق تین ہیں، ندامت اور چھوڑنا، اور آئندہ نہ کرنے کا عزم، اور کسی نے بھی زبانی استغفار کو توبہ کی شرط نہ کہا اھ، اقول (میں کہتا ہوں) اللہ تعالٰی ملا علی قاری پر رحم فرمائے حنفی اور میرک کے کلام میں استغفار کے بغیر توبہ کا قبول نہ ہونا کہاں ہے چہ جائیکہ زبانی استغفار کی شرط ہو، انہوں نے تو یوں کہا ہے کہ اس امت کی توبہ میں صرف استغفار کافی ہے دوسرے شاق امور لازم نہیں مثلاً جانوروں کو قتل کرنا وغیرہ، جو کچھ پہلی امتوں پر لازم کیا گیا اس سے مطلق توبہ کے لئے استغفار کی شرط کی بو تک محسوس نہیں ہوتی، اگر آپ گہری نظر سے دیکھیں تو اس میں آپ کوئی خلاف نہ پائیں گے کہ سچی استغفار کا وجود سچی ندامت کے بغیر نہیں ہوسکتا کیونکہ صحیح ندامت کو گناہ کا ختم کرنا اور اس کے ترک کا عزم لازم ہے اسی معنی میں حضور ﷺ سے صحیح منقول ہے کہ ندامت توبہ ہے اس کے علاوہ ان کا مقصد پہلی امتوں پر لازم امور کی نسبت سے حصر کرنا ہے، پھر اس وجہ کی تقریر میں اس تمام بیان کا کوئی دخل نہیں ہے جس کی ہم نے تقریر کی جیسا کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں، غور کرو ۱۲ منہ۔ (ت)

(۱۱) وہ خود کثیر التوبہ ہیں: صحیح بخاری میں ہے: میں روز اللہ سبحانہ سے سو بار استغفار کرتا ہوں۔[1] شرح الشفا و المرقاۃ واللمعات والمجمع برمز (ط) للطیبی والزرقانی ہر ایک کی توبہ اس کے لائق ہے حسنات الابرار سیأت المقربین (نیکوں کی خوبیاں مقربین کے گناہ ہیں۔ت) حضور اقدس ﷺ ہر آن ترقی

[1] شرح الشفاء لعلی قاری علی ہامش نسیم الریاض، فصل فی اسمائہ ﷺ، دار الفکر بیروت، ۲/۳۹۳
مرقات المفاتیح کتاب الفضائل باب اسماء النبی ﷺ وصفاتہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ، ۱۰/۴۹، ۵۰

مقامات قرب و مشاہدہ میں ہیں۔ وللاٰخرۃ خیر لک من الاولی (القرآن الکریم ۹۳/۴) (آپ کے لئے ہر پہلی ساعت سے دوسری افضل ہے۔ت) جب ایک مقام اجل و اعلٰی پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوع تقصیر تصوّر فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ و استغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ توبہ ءِ بے تقصیر میں ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطالع مع بعض زیادات منی[1]

(۱۲) باب توبہ: انہیں کے امت کے آخر عہد میں باب توبہ بند ہوگا شرح الشفاء للقاری[2]، اگلی نبوتوں میں اگر کوئی ایک نبی کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتا کہ دوسرا نبی آئے اس کے ہاتھ پر توبہ لائے یہاں باب نبوت مسدود اور ختم ملّت پر توبہ مفقود، تو جوان کے دستِ اقدس پر توبہ نہ لائے اس کے لئے کہیں توبہ نہیں[3] افادہ الفاسی وبہ استقام کونہ من وجود التسمی بھٰذا الاسم العلی السمی (یہ فائدہ علامہ فاسی نے بیان کیا اور اس معنی کی بناء پر آپ کی ذات مبارکہ کا اس نام سے مسمّٰی ہونا درست ہے۔ت)

(۱۳) فاتح باب توبہ: وہ فاتح باب توبہ ہیں سب میں پہلے سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توبہ کی وہ انہیں کے توسل سے تھی تو وہی اصل توبہ ہیں اور وہی وسیلہ توبہ، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، مطالع[4]

(۱۴) کعب کا خون: وہ توبہ قبول کرنے والے ہیں ان کا دروازہ کرم توبہ و معذرت کرنے والوں کے لئے ہمیشہ مفتوح ہے جب سیّد عالم ﷺ نے کعب بن

[1] مطالع المسرات، ذکر اسماء النبی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ص ۱۰۱
[2] شرح الشفاء للعلی قاری علی ہامش نسیم الریاض فصل فی اسمائہ ﷺ، دار الفکر بیروت، ۲/۳۹۳
[3] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد ۱۰۱
[4] مطالع المسرات، ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ص ۱۰۱

زہیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا خون ان کے زمانہ نصرانیت میں مباح فرمادیا ہے ان کے بھائی بجیر بن زہیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انہیں لکھا فطر الیه فانه لا یرد من جاء تائبا ان کے حضور اڑکر آؤ جو ان کے سامنے توبہ کرتا حاضر ہو یہ اسے کبھی رد نہیں فرماتے۔[1] مطالع المسرات، اسی بناء پر کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ جب حاضر ہوئے راہ میں قصیدہ نعتیہ بانت سعاد نظم کیا جس میں عرض رسا ہیں:

انبئت ان رسول الله اوعدنی

والعفو عند رسول الله مامول

انی اتیت رسول الله معتذرا

والعذر عند رسول الله مقبول[2]

مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول کے ہاں معافی کی امید کی جاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عذر دولت قبول پاتا ہے۔ توراۃ مقدس میں ہے: لایجزئ بالسیئة السیئة ولکن یعفو ویغفر[3]، احمد ﷺ بدی کا بدلہ بدی نہ دیں گے بلکہ بخش دیں گے اور مغفرت فرمائیں گے رواہ البخاری عن عبدالله بن عمرو والدارمی وابنا سعد وعساکر عن ابن عباس والاخیر عن عبدالله بن سلام، وابن ابی حاتم عن وهب بن منبه وابونعیم عن کعب الاحبار رضی الله تعالٰی عنهم اجمعین۔ اس کو

[1] مطالع المسرات، ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ص ۱۰۲

[2] المجموعة النبهانية فی المدائح النبوية قصیدہ بانت سعاد لکعب بن زہیر رضی اللہ تعالٰی عنہ، دار المعرفة، بیروت ۳/۶

[3] صحیح البخاری کتاب البیوع باب کراھیة الصخب فی السوق، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۸۵
سنن دارمی باب صفة النبی ﷺ، دار المحاسن بیروت ۱/۱۵

جزاء اللہ عدوہ

بخاری نے عبداللہ بن عمر اور دارمی، ابن سعد اور ابن عساکر نے ابن عباس سے اور آخری نے عبداللہ بن سلام سے، ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے اور ابونعیم نے کعب الاحبار رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے روایت کیا۔ت۔ ولہذا حضور اقدس ﷺ کے اسمائے طیبہ ہیں عفو غفور ﷺ۔

(۱۵) نبی توبہ: اقول وہ نبی توبہ ہیں، بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ واستغفار کریں اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے، اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک سا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔ قال تعالٰی: ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما (القرآن الکریم ۴/۶۴) اگر وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ حضور کے عالم حیات ظاہری میں حضور ظاہر تھا، اب حضور مزار پر انوار ہے اور جہاں یہ بھی میسر نہ ہو تو دل سے حضور پر نور کی طرف توجہ حضور سے توسل فریاد، استغاثہ، طلب شفاعت کہ حضور اقدس ﷺ اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں، ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں: روح النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاضرة فی بیوت اهل الاسلام[1]

ترجمہ: نبی ﷺ ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں۔

(۱۶) وہ مفیض توبہ ہیں توبہ لیتے بھی یہی ہیں اور دیتے بھی یہی، یہ توبہ نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کرسکے، توبہ ایک نعمت عظمٰی بلکہ اجل نعم ہے، اور نصوص متواترہ اولیائے کرام وعلمائے اعلام سے مبرہن ہوچکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا

[1] شرح شفاء للقاری علی هامش نسیم الریاض، الباب الرابع من القسم الثانی، مطبعة الازهریة المصریة، مصر ۳/۴۶۴

دنیوی، ظاہری یا باطنی، روز اول سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوا اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انہیں کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی، انہیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے یہ سر الوجود واصل الوجود وخلیفۃ اللہ الاعظم وولی نعمت عالم ہیں ﷺ، یہ خود فرماتے ہیں ﷺ: **انا ابو القاسم اللہ یعطی وانا اقسم** (ف)[1] **رواہ الحاکم فی المستدرک وصححہ واقرہ الناقدون۔** میں ابو القاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ (اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور اس کی تصحیح کی اور تحقیق کرنے والوں نے اسے ثابت رکھا ہے۔ت) ان کا رب اللہ عزوجل فرماتا ہے: **وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین** (القرآن الکریم ۲۱/۱۰۷) ترجمہ: ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

فقیر غفرلہ اللہ تعالٰی نے اس جانفزا و ایمان افروز و دشمن گزا و شیطان سوز بحث کی تفصیل جلیل اور اس پر نصوص قاہرہ کثیرہ وافرہ کی تکثیر جمیل اپنے رسالۂ مبارکہ **سلطنت المصطفٰی فی ملکوت الورٰی** میں ذکر کی والحمد للہ رب العلمین۔

(۱۷) اقول وہ نبی توبہ ہیں کہ گناہوں سے ان کی طرف توبہ کی جاتی ہے توبہ میں انکا نام پاک نام جلالت حضرت عزت جلالہ کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ میں اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتا ہوں جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف میں ہے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کی: **یا رسول اللہ اتوب الی اللہ والی رسولہ ما ذا**

---

[1] المستدرک للحاکم، کتاب التاریخ ذکر اسماء النبی ﷺ، دار الفکر بیروت، ۲/۶۰۴

ف: ہر نعمت ہر شخص کو نبی ﷺ سے ملی اور ملتی ہے اور ملے گی۔

اذنبت؟[1] ترجمہ: یا رسول اللہ! میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی؟ معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ابوبکر صدیق و عمر فاروق وغیرہما چالیس اجلّہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم حضور اقدس ﷺ کی طرف کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلا کر لرزتے کانپتے حضور سے عرض کی: **تبنا الی اللہ والٰی رسولہ**[2] ترجمہ: ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

فقیر نے یہ حدیثیں مع جلیل و نفیس بحثیں اپنے رسالہ مبارکہ "**الامن والعلٰی لناعتی المصطفٰی بدافع البلاء**" میں ذکر کیں۔

اقول توبہ کے معنی ہیں نافرمانی سے باز آنا، جس کی معصیت کی ہے اس سے عہد اطاعت کی تجدید کرکے اسے راضی کرنا، اور نص قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ عزوجل کا ہر گنہگار حضور سید عالم ﷺ کا گنہگار ہے۔ قال اللہ تعالٰی: **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** (القرآن الکریم ۴/۸۰) ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ **ویلزمہ عکس النقیض من لم یطع اللہ لم یطع الرسول وھو معنی قولنا من عصی اللہ فقد عصی الرسول۔** اس کو عکس نقیض، **من لم یطع اللہ لم یطع الرسول**، لازم ہے اور ہمارے قول "**من عصی اللہ فقد عصی الرسول**" کا یہی معنی ہے۔ (ت) اور قرآن عظیم حکم دیتا ہے کہ اللہ و رسول کو راضی کرو۔ قال اللہ تعالٰی: **واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین** (القرآن الکریم ۹/۶۲) ترجمہ: سب سے زیادہ راضی کرنے کے مستحق اللہ و رسول ہیں اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب النکاح باب ہل یرجع اذا رای منکراً فی الدعوۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۲/۷۷۸

[2] المعجم الکبیر، حدیث ۱۴۲۳، المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت، ۲/۹۵ و ۹۶

نسأل الله الایمان والامن والامان و رضاہ ورضی رسوله الکریم علیه و علی اله الصلوة والتسلیم۔ ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ سے ایمان، امن وامان، اس کی رضا، اس کے رسول کریم کی رضا چاہتے ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ الصلوۃ والتسلیم۔ (ت) یہ نفیس فوائد کہ استطراداً زبان پر آگئے قابل حفظ ہیں کہ اس رسالے کے غیر میں نہ ملیں گے یوں تو

ہر گُلے را رنگ و بوئے دیگرست

(ہر پھول کا رنگ وخوشبو علیحدہ ہے۔ت)

مگر میں امید کرتا ہوں کہ فقیر کی یہ تین توجیہیں اخیر بحمد اللہ تعالیٰ چیزے دیگر ہیں وباللہ التوفیق۔

توبہ قبول کرنے والے نبی

امام احمد وابن سعد وابن ابی شیبہ اور امام بخاری تاریخ اور ترمذی شمائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، مدینہ طیبہ کے ایک راستے میں حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ملے ارشاد فرمایا: انا محمد وانا احمد وانا نبی الرحمة ونبی التوبة وانا المقفی وانا الحاشر و نبی الملاحم [1] ترجمہ: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں رحمت کا نبی ہوں، میں توبہ کا نبی ہوں، میں سب میں آخر نبی ہوں، میں حشر دینے والا ہوں، میں جہادوں کا نبی ہوں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مالکِ لوائے حمد:

طبرانی معجم کبیر اور سعید بن منصور سنن میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

[1] شمائل الترمذی مع جامع الترمذی باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ الخ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/۵۹۷

مسند احمد بن حنبل، حدیث حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، دارالفکر بیروت، ۵/۴۰۵

سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: انا محمد وانا احمد وانا الحاشر الذی احشر الناس علی قدمی، وانا ماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر، فاذا کان یوم القیمة کان لواء الحمد معی، وکنت امام المرسلین وصاحب شفاعتهم [1] ترجمہ: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر میں حشر دوں گا، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر کو محو فرماتا ہے، قیامت کے دن لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا، میں سب پیغمبروں کا امام اور ان کی شفاعتوں کا مالک ہوں گا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اسمائے طیبہ خاتم وعاقب ومقفی تو معنی ختم نبوت میں نص صریح ہیں، علماء فرماتے ہیں اسم پاک حاشر بھی اسی طرف ناظر۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں: قال العلماء معنا هما (ای معنی روایتی قدمی بالتثنیة والافراد) یحشرون علی اثری وزمان نبوتی ورسالتی ولیس بعدی نبی [2] ترجمہ: علماء نے فرمایا ان دونوں یعنی قدمی مفرد اور قدمی تثنیہ کا معنی یہ ہے کہ لوگوں کا حشر میرے پیچھے میری رسالت ونبوت کے زمانہ میں ہوگا، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ت)

تیسیر میں ہے

ای علی اثر نوبتی ای زمنها ای لیس بعده نبی [3] (یعنی میری نبوت کے زمانۂ کے بعد یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ت) جمع الوسائل میں ہے: قال الجزری

[1] المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۱۷۵۰، باب من اسمه جابر بن عبداللہ، المکتبة الفیصلیه بیروت، ۲/۱۸۴

[2] شرح صحیح مسلم للنووی مع صحیح مسلم، باب فی اسمائه صلی اللہ علیہ وسلم، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۲/۲۶۱

[3] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ان لی اسماء مکتبہ امام شافعی الریاض، ۱/۳۴۳

ای یحشر الناس علی اثر زمان نبوتی لیس بعدی نبی[1] (جزری نے فرمایا یعنی لوگوں کا حشر میری نبوت کے زمانہ کے بعد ہوگا میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ت)

دس اسمائے مبارکہ

ابن مردویہ تفسیر اور ابونعیم دلائل میں اور ابن عدی و ابن عساکر و دیلمی حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ان لی عشرۃ اسماء عند ربی انا محمد واحمد والفاتح والخاتم وابو القاسم والحاشر والعاقب والماحی ویٰس وطٰہٰ[2] ترجمہ: میرے رب کے یہاں میرے دس نام ہیں، محمد واحمد وفاتح عالم ایجاد و خاتم نبوت و ابوالقاسم و حاشر و آخر الانبیاء و ماحی کفر و یٰس وطٰہٰ ﷺ۔ ابن عدی کامل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ان لی عند ربی عشرۃ اسماء میرے رب کے پاس میرے لیے دس نام ہیں، ازانجملہ محمد و احمد و ماحی و حاشر و عاقب یعنی خاتم الانبیاء ورسول الرحمۃ ورسول التوبہ ورسول الملاحم ذکر کرکے فرمایا: وانا المقفی قفیت النبیین عامۃ وانا قثم[3] (میں مقفی ہوں کہ تمام پیغمبروں کے بعد آیا اور میں کامل جامع ہوں ﷺ۔)

[1] جمع الوسائل فی شرح الشمائل باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ دار المعرفۃ بیروت، ۲/۱۸۲

[2] الکامل فی ضعفاء، ترجمہ سیف بن وھب، دار الفکر بیروت، ۳/۱۲۷۳

دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الثالث، عالم الکتب بیروت، ص ۱۲

تہذیب تاریخ ابن عساکر، باب معرفۃ اسمائہ الخ داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱/۲۷۵

[3] الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ وھب بن وھب بن خیر بن عبداللہ بن زھیر، دار الفکر بیروت، ۷/۲۵۲۷

تنبیہ

یہ حدیث ابن عدی نے مولٰی علی وام المؤمنین صدیقہ و اسامہ بن زید و عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی روایت کی، کما فی مطالع المسرات فان کان کلھا عاقب او مقف ونحوھما کانت خمسۃ احادیث۔ (جیسا کہ مطالع المسرات میں ہے تو اگر تمام میں عاقب یا مقف وغیرہما ہوں تو پانچ احادیث ہوئیں۔ت)

الحاشر والعاقب:

حاکم مستدرک میں بافادۂ تصحیح حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی، سید المرسلین ﷺ کنیسہ یہود میں تشریف لے گئے، میں ہمرکاب تھا، فرمایا، اے گروہ یہود! مجھے بارہ آدمی دکھاؤ جو گواہی دینے والے ہوں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ، اللہ عزوجل سب یہود سے اپنا غضب (یعنی جس میں وہ زمانہ موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام سے گرفتار ہیں کہ وباؤا بغضب من اللہ فباؤا بغضب علی غضب (القرآن الکریم ۲/۶۱ و ۹۰) (اور خدا کے غضب میں لوٹے تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے۔ت) اٹھالے گا، یہود سن کر چپ رہے کسی نے جواب نہ دیا۔ حضور نے فرمایا: ابیتم فواللہ لانا الحاشر وانا العاقب وانا النبی المصطفٰی اٰمنتم او کذبتم[1] ترجمہ: تم نے نہ مانا خدا کی قسم بیشک میں حاشر ہوں اور میں خاتم الانبیاء ہوں اور میں نبی مصطفٰی ہوں خواہ تم مانو یا نہ مانو۔

رسول جہاد:

ابن سعد، مجاہد مکی سے مرسلاً راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انا محمد واحمد انا رسول الرحمۃ انا الملحمۃ انا المقفی والحاشر[2] ترجمہ: میں محمد

[1] المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، مطبع دار الفکر بیروت، ۳/۴۱۵

[2] الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر اسماء الرسول ﷺ، دار صادر بیروت، ۱/۱۰۵

واحمد ہوں، میں رسول رحمت ہوں، میں رسول جہاد ہوں، میں خاتم الانبیا ہوں، میں لوگوں کو حشر دینے والا ہوں ﷺ۔

نوع اٰخر

هو الاوّل والاٰخر والظاهر والباطن (القرآن الکریم ۵۷/۳)

وہی ہیں اوّل وہی ہیں آخر وہی ہیں باطن وہی ہیں ظاہر
انہیں سے عالم کی ابتدا ہے وہی رسولوں کی انتہا ہیں

صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: نحن الاٰخرون السابقون یوم القیٰمة [1] ہم زمانے میں سب سے پچھلے اور قیامت میں سب سے اگلے ہیں۔ مسلم وابن ماجہ ابوہریرہ وحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: نحن الاٰخرون من اهل الدنیا والاولون یوم القیٰمة المقضی لهم قبل الخلائق [2] ترجمہ: ہم دنیا میں سب کے بعد اور آخرت میں سب پر سابق ہیں، تمام جہان سے پہلے ہمارے لئے حکم ہوگا۔ دارمی ابن مکتوم رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ان اللہ ادرک بی الاجل المرجوواختیار نی اختیار افنحن الاٰخرون ونحن السابقون یوم القیٰمة [3] ترجمہ: بیشک اللہ نے مجھے مدّت اخیر وزمانہ انتظار پر پہنچایا اور مجھے چن کر پسند فرمایا تو ہمیں سب سے پچھلے اور ہمیں روز قیامت سب سے اگلے ﷺ۔ اس حدیث میں نسخ مختلف ہیں بعض میں یوں ہے: ان اللہ ادرک بی الاجل المرحوم، و اختصر لی اختصارا [4] ترجمہ: مجھے

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الجمعه، باب فرض الجمعه، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/۱۲۰
صحیح مسلم، کتاب الجمعه، باب فضیلة یوم الجمعة، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/۲۸۲
[2] صحیح مسلم، کتاب الجمعه، باب فضیلة یوم الجمعة، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/۲۸۲
[3] کنز العمال بحواله الدارمی، حدیث ۳۲۰۸۰، موسسته الرسالة، بیروت، ۱۱/۴۴۲
[4] سنن الداومی باب ۸، ما اعطی النبی ﷺ من الفضل، دارالمحاسن، للطباعته مصر، ۱/۳۲

اللہ عزّوجلّ نے محض رحمت کے وقت پہنچایا اور میرے لئے کمال اختصار فرمایا۔ اس اختصار کی شرح وتفسیر پانچ وجہ منیر پر فقیر نے ۱۳۰۵ھ میں اپنے رسالہ "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" میں بیان کی۔

آخر زمان اور اولین یوم قیامت:

اسحٰق بن راہویہ مسند اور ابوبکر ابن ابی شیبہ استاذ بخاری ومسلم مصنف میں مکحول سے راوی، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا لینے کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا: لا والذی اصطفیٰ محمدا علی البشر لا افارقک ترجمہ: قسم اس کی جس نے محمد ﷺ کو تمام آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ یہودی بولا: واللہ! خدا نے انہیں تمام بشر سے افضل نہ کیا، امیر المؤمنین نے اسے طمانچہ مارا، وہ بارگاہ رسالت میں نالشی آیا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: عمر! تم اس طمانچہ کے بدلے اسے راضی کردو (یعنی ذمی ہے) اور ہاں اے یہودی! آدم صفی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، نوح نجی اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ ہیں وانا حبیب اللہ اور میں اللہ کا پیارا ہوں، ہاں اے یہودی! اللہ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے اللہ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا اور اللہ مومن ہے اور میری امت کو مومنین کا لقب دیا، ہاں اے یہودی! تم زمانہ میں پہلے ہو ونحن الاٰخرون السابقون یوم القیٰمة اور ہم زمانے میں بعد اور روز قیامت میں سب سے پہلے ہیں، ہاں ہاں جنت حرام ہے انبیاء پر جب تک ہیں اس میں جلوہ افروز نہ ہوؤں اور حرام ہے امتوں پر جب تک میری امت نہ داخل ہو [1] ﷺ۔

---

[1] المصنف لابن ابی شیبه، کتاب الفضائل، حدیث ۱۱۸۵۱، ادارة القرآن والعلوم اسلامیه، کراچی، ۱۱/۵۱۱

دریائے رحمت:

بیہقی شعب الایمان میں ابوقلابہ سے مرسلاً راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انما بعثت فاتحاو خاتما[1] میں بھیجا گیا دریائے رحمت کھولتا اور نبوت ورسالت ختم کرتا ہوا۔

آخرین بعثت:

ابن ابی حاتم وبغوی وثعلبی تفاسیر اور ابواسحق جوزجانی تاریخ اور ابونعیم دلائل میں بطریق عدیدہ عن قتادۃ عن الحسن عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مسنداً اور ابن سعد طبقات اور ابن لال مکارم الاخلاق میں قتادہ سے مرسلاً راوی، رسول اللہ ﷺ نے آیہ کریمہ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ بن مریم کی تفسیر میں فرمایا: کنت اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث[2] ترجمہ: میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا گیا۔ قتادہ نے کہا: فبداء بی قبلھم۔ اسی لئے رب العزت تبارک وتعالیٰ نے آیہ کریمہ میں انبیائے سابقین سے پہلے حضور پرنور کا نام پاک لیا، ﷺ۔

تذییل:

ابوسہل قطان اپنے امالی میں سہل بن صالح ہمدانی سے راوی، میں نے حضرت

[1] بیہقی شعب الایمان، حدیث ۵۲۰۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۴/۳۰۸

[2] تفسیر ابن ابی حاتم تحت آیۃ واخذنا من النبیین الخ حدیث ۱۷۵۹۴ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ المکرمۃ ۹/۳۱۱۶

تفسیر بغوی المعروف معالم التنزیل علی ہامش الخازن، تحت آیۃ واذا خذنا من النبیین الخ مصطفی البابی الحلبی مصر ۵/۲۳۲

جزاء الله عدوه

سیّدنا امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی کریم ﷺ تو سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے حضور کو سب پر تقدم کیونکر ہوا، فرمایا: ان اللہ تعالیٰ لما اخذ من بنی اٰدم من ظھور ھم ذریاتھم واشھد ھم علیٰ انفسھم الست بربکم کان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول من قال بلیٰ ولذٰلک صار یتقدم الانبیاء وھو اٰخر یبعث[1] ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی پیٹھوں سے ان کی اولادیں روز میثاق نکالیں اور انہیں خود ان پر گواہ بنانے کو فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں، تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے کلمہٗ بلیٰ عرض کیا کہ ہاں کیوں نہیں، اس وجہ سے نبی ﷺ کو سب انبیاء پر تقدم ہوا حالانکہ حضور سب کے بعد مبعوث ہوئے ﷺ۔

حضرت فاروق کا طریق نداء وخطاب بعد از وصال:

شفاء شریف امام قاضی عیاض واحیاء العلوم امام حجۃ الاسلام ومدخل امام ابن الحاج واقتباس الانوار علامہ ابوعبداللہ محمد بن علی رشاطی وشرح البردہ ابوالعباس قصار ومواہب لدنیہ امام قسطلانی وغیرہا کتب معتمدین میں ہے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بعد وفات حضور سیّد الکائنات علیہ افضل الصلوۃ والتحیات جو فضائل عالیہ حضور پرنور ﷺ حضور کو نداء وخطاب کر کے عرض کئے ہیں انہیں میں گزارش کرتے ہیں: بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضیلتک عند اللہ ان بعثک اٰخر الانبیاء وذکرک فی اولھم، فقال اللہ تعالیٰ واذاخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح[2] الاٰیۃ۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور کی فضیلت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس حد کو

[1] الخائص الکبریٰ بحوالہ ابی سھل باب خصوصیتہ النبی ﷺ بکونہ اول النبیین فی الخلق، دارالکتب الحدیثہ بعابدین ۱/۹

[2] المواھب اللدنیہ، باب وفاتہ ﷺ، مکتب الاسلامی، بیروت، ۴/۵۵۵

پہنچی کہ حضور کو تمام انبیاء کے بعد بھیجا اور ان سب سے پہلے ذکر فرمایا کہ فرماتا ہے اور یاد کر جب ہم نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اے محبوب اور نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ بن (مریم سے علیہم الصلوٰۃ والسلام۔)

حضرت جبرائیل سلام کہتے ہیں:

علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفاء شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا: السلام علیک یا ظاهر، السلام علیک یا باطن۔ میں نے فرمایا: اے جبریل! یہ صفات تو اللہ ﷻ کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سی مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہیں، جبریل نے عرض کی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے۔ وسماک بالاوّل لانک اول الانبیاء خلقا وسماک بالآخر لانک آخر الانبیاء فی العصور خاتم الانبیاء الیٰ آخر الامم. ترجمہ: حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساقِ عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجا اور ہزار سال بھیجا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج۔ حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہلِ سماوات و ارض پر ظاہر و آشکارا کیا تو کوئی ایسا نہ رہا

جس نے حضور پر نور پر درود نہ بھیجا ہو، اللہ حضور پر درود بھیجے۔ فربک محمود وانت محمد وربک الاول والآخر والظاهر والباطن وانت الاول والآخر والظاهر والباطن. پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد، حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے اور حضور اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: الحمدللہ الذی فضلنی علیٰ جمیع النبیین حتی فی اسمی وصفتی. ذکرہ القاری فی شرح الشفاء فقال قد روی التلمسانی عن ابن عباس الخ[1]۔ ترجمہ: سب خوبیاں اللہ ﷻ کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام و صفت میں، علی قاری نے شرح شفاء میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا کہ تلمسانی نے ابن عباس سے روایت کیا الخ۔ اقول ظاهره انه اخرجه بسنده فان الاسناد ماخوذ فی مفهوم الرواية كما قاله الزرقانی فی شرح المواهب ولعل الظاهر ان فيه تجريدا والمراد اورد وذکر اللہ تعالیٰ اعلم۔ اقول (میں کہتا ہوں) اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس کو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ تخریج کیا ہے کہ اسناد روایت کے مفہوم میں ماخوذ ہے جیسا کہ زرقانی نے شرح مواہب میں فرمایا ہو سکتا ہے کہ ظاہر اس میں تجرید ہو (اسناد ماخوذ نہ ہو) اور صرف وارد کرنا اور ذکر کرنا مراد ہو۔ (ت)

نوع آخر خصوص نصوص ختم نبوت:

صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے: فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الكلم و نصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی

[1] شرح الشفاء لعلی قاری علی هامش نسیم الریاض فصل فی اسماء رسول اللہ الخ دارالفکر بیروت، ۴۲۵/۲

الارض مسجدا و طهورا وارسلت الی الخلق كافة وختم بی النبيون ۱؎

ترجمہ: میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا، مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اور مخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لئے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میرے لئے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام جہان سب ماسوی اللہ کا رسول ہوا اور مجھ سے انبیاء ختم کیے گئے ﷺ۔

خاتم النّبیین:

دارمی اپنی سنن میں بسند صحیح اور بخاری تاریخ اور طبرانی اوسط اور بیہقی سنن میں اور ابونعیم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انا قائد المرسلين ولا فخر، وانا خاتم النبيين ولا فخر، وانا شافع ومشفع ولا فخر ۲؎ ترجمہ: میں تمام رسولوں کا پیش رو ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا، میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلی شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور بروجہ فخر ارشاد نہیں کرتا ﷺ۔

احمد وحاکم وبیہقی وابن حبان عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انی مكتوب عندالله فی ام الكتاب لخاتم النبيين وان ادم لمنجدل فی طينته ۳؎ ترجمہ: بیشک بالیقین میں اللہ کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النّبیین

۱؎ صحیح مسلم کتاب المساجد باب مواضع الصلوٰۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/۱۹۹

۲؎ سنن الدارمی، حدیث ۵۰، باب ما اعطی النبی ﷺ من الفضل دارالمحاسن قاهره مصر، ۱/۳۱

۳؎ المستدرک کتاب التاریخ، ذکر اخبار سید المرسلین ﷺ، دارالفکر بیروت، ۲/۶۰۰
کنزالعمال حدیث ۳۲۱۱۴، موسستہ الرسالۃ، بیروت، ۱۱/۴۴۹

لکھا تھا اور ہنوز آدم اپنی مٹی میں پڑے تھے۔

آدم سروتن بآب وگل داشت

کو حکم بملکِ جان ودل داشت

(حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں ہی تھے جبکہ حضور ﷺ بحکم خداوندی جان ودل سے سرفراز تھے۔ت)

لوح محفوظ پر شہادت ختمِ نبوت:

مواہب لدنیہ ومطالع المسرات میں ہے: اخرج مسلم فی صحيحه من حديث عبدالله بن عمرو بن العاص عن النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم انه قال ان الله عزوجل كتب مقادير الخلق قبل ان يخلق السمٰوٰت والارض بخمسين الف سنة فكان عرشه علی الماء، ومن جملة ماكتب فی الذكر وهوام الكتاب ان محمدا خاتم النبيين۔ یعنی صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے زمین وآسمان کی آفرینش سے پچاس ہزار برس پہلے خلق کی تقدیر لکھی اور اس کا عرش پانی پر تھا منجملہ ان تحریرات کے لوح محفوظ میں لکھا بیشک محمد خاتم النّبیین ہیں ﷺ۔ ثم قال بعد هذا فی المواهب وعن العرباض بن سارية ۱؎ فذكر الحديث المذكور انفا و قال بعده فی المطالع وغير ذلك من الاحاديث ۲؎ اه وقال الزرقانی بعد قوله ان محمدا خاتم النبيين فان قيل الحديث يفيد سبق العرش علی التقدير وعلی كتابة

۱؎ المواهب اللدنية، باب سبق نبوته، المكتب الاسلامی، بیروت، ۱/۵۷
مطالع المسرات، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ص ۹۸

۲؎ مطالع المسرات، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ص ۹۸

محمد خاتم النبیین[1] الخ فافادوا جمیعا انه بتمامه حدیث واحد مخرج هٰکذا فی صحیح مسلم والعبد لضعیف راجع الصحیح من کتاب القدر فلم یجد فیه الا الیٰ قوله وکان عرشه علی الماء وبهٰذا القدر عزاه له فی المشکوٰة والجامع الصغیر والکبیر وغیرها فالله اعلم. ترجمہ: پھر اس کے بعد مواہب میں فرمایا اور عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ابھی مذکور حدیث کو ذکر کیا اور اس کے بعد مطالع المسرات میں فرمایا اس کے علاوہ احادیث میں ہے اھ، اور علامہ زرقانی نے اپنے قول "تحقیق محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں" کے بعد فرمایا اگر اعتراض ہو کہ حدیث سے عرش کی تخلیق، تقدیر اور محمد خاتم النبیین لکھنے سے قبل کا فائدہ دے رہی ہے الخ، تو ان سب نے افادہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سب ایک حدیث ہے جس کو صحیح مسلم میں تخریج کیا ہے جبکہ اس عبد ضعیف نے صحیح مسلم کی کتاب القدر کو دیکھا تو اس میں صرف ان کا قول یہ پایا "وکان عرشه علی الماء" اس کا عرش پانی پر تھا" اور اسی قدر کو مشکوٰۃ میں صحیح مسلم وجامع صغیر وکبیر وغیرہما کی طرف منسوب کیا ہے تو اللہ تعالیٰ زیادہ علم والا ہے۔

عمارت نبوت کی آخری اینٹ:

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن عبداللہ اور احمد و شیخین حضرت ابو ہریرہ اور احمد و مسلم حضرت ابوسعید خذری اور احمد و ترمذی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بالفاظ متناسبہ و معانی متقاربہ راوی حضور خاتم المرسلین ﷺ فرماتے ہیں: **مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصراحسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الاموضع تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع**

[1] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، المقصد الاول، دارالمعرفة، بیروت، ۱/۳۱

اللبنة ختم بی البنیان وختم بی الرسل[1]، **وفی لفظ للشیخین فانا اللبنة وانا خاتم النبیین**[2] ترجمہ: میری اور تمام انبیاء کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی، دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرنے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں کھٹکتی، میں نے تشریف لاکر وہ جگہ بند کی، مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی، مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی، میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں، میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں ﷺ۔ امام ترمذی حکیم عارف باللہ محمد بن علی نوادر الاصول میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **اول الرسل اٰدم و اٰخرهم محمد**[3] سب رسولوں میں پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب میں پچھلے محمد ﷺ۔

سوسمار کی گواہی:

طبرانی معجم اوسط و معجم صغیر اور ابن عدی کامل اور حاکم کتاب المعجزات اور بیہقی و ابونعیم کتاب دلائل النبوۃ اور ابن عساکر تاریخ میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور اقدس ﷺ مجمع اصحاب میں تشریف فرما تھے کہ ایک بادیہ نشین قبیلۂ بنی سلیم کا آیا سوسمار شکار کرکے لایا تھا وہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے ڈال دیا اور بولا قسم ہے لات وعزّی کی وہ شخص آپ پر ایمان نہ لائے گا جب تک یہ سوسمار ایمان نہ لائے، حضور پرنور ﷺ نے جانور کو پکارا وہ فصیح زبان روشن بیان عربی میں بولا جسے سب حاضرین نے خوب سنا اور سمجھا:

[1] مشکوٰة المصابیح بحوالہ متفق علیہ باب فضائل سید المرسلین ﷺ، مطبع مجتبائی دہلی، ص ۵۱۱

[2] صحیح البخاری، باب خاتم النبیین، قدیمی کتب، کراچی۔ ۱/۵۰۱
صحیح مسلم، باب ذکر کونہ ﷺ خاتم النبیین، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۲/۲۴۸

[3] نوادر الاصول حکیم ترمذی

لبیک وسعدیک یا زین من وافی یوم القیٰمۃ۔ میں خدمت وبندگی میں حاضر ہوں اے تمام حاضرین مجمع محشر کی زینت۔ حضور نے فرمایا: من تعبد تیرا معبود کون ہے؟ عرض کی: الذی فی السماء عرشه وفی الارض سلطانه وفی البحر سبیله وفی الجنة رحمته وفی النار عذابه۔ ترجمہ: وہ جس کا عرش آسمان میں اور سلطنت زمین میں اور راہ سمندر میں رحمت جنت میں اور عذاب نار میں۔ فرمایا: من انا؟ بھلا میں کون ہوں؟ عرض کی: انت رسول رب العلمین وخاتم النبیین قد افلح من صدقک وقدخاب من کذبک۔ ترجمہ: حضور پروردگارِ عالم کے رسول ہیں اور رسولوں کے خاتم، جس نے حضور کی تصدیق کی وہ مراد کو پہنچا اور جس نے نہ مانا نامراد رہا۔ اعرابی نے کہا اب آنکھوں دیکھے کے بعد کیا شبہہ ہے، خدا کی قسم میں جس وقت حاضر ہوا حضور سے زیادہ اس شخص کو دشمن کوئی نہ تھا اور اب حضور مجھے اپنے باپ اور اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں اشھد ان لا الٰه الا الله وانک رسول الله[1] (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ت) یہ مختصر ہے اور حدیث میں اس سے زیادہ کلام اطیب واکثر۔ یہ حدیث امیر المؤمنین مولیٰ علی وام المؤمنین عائشہ صدیقہ وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات سے بھی آئی۔ کما فی الجامع الکبیر والخصائص الکبریٰ ولم اقف علی الفاظهم فان اشتملت جمیعا علی لفظ خاتم النبیین کانت اربعة احادیث. ترجمہ: جیسا کہ جامع کبیر اور خصائص کبریٰ میں ہے میں نے ان کے الفاظ نہ پائے اگر ان سب کے الفاظ خاتم النبیین کے لفظ پر مشتمل ہوں تو یہ چار احادیث ہوئیں۔

---

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم، ذکر الظبی والضب، عالم الکتب، بیروت، ۲/۱۳۴

تذییل:

ترمذی حدیث طویل حلیۂ اقدس میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ انہوں نے فرمایا: بین کتفیه خاتم النبوة وهو خاتم النبیین[1] حضور کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے اور حضور خاتم النبیین ہیں ﷺ۔

تذییل:

طبرانی معجم اور ابونعیم عوالی سعید بن منصور میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ راوی جس میں فرماتے ہیں: اجعل شرائف صلوٰتک ونوامی برکاتک ورأفة تحننک علی محمد عبدک ورسولک الخاتم لماسبق والفاتح لما اغلق[2] ترجمہ: الٰہی! اپنی بزرگ درودیں اور بڑھتی برکتیں اور رحمت کی مہر نازل کر محمد ﷺ پر کہ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، گزروں کے خاتم اور مشکلوں کے کھولنے والے ﷺ۔

ف: نوع آخر نبوت گئی، نبوت منقطع ہوئی۔

ولا نبی بعدی:

صحیح بخاری شریف میں مروی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کانت بنواسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی ولا نبی بعدی[3] انبیاء بنی اسرائیل کی سیاست فرماتے، جب ایک نبی تشریف لے جاتا دوسرا اس کے بعد

---

[1] جامع ترمذی ابواب المناقب، باب ماجاء فی صفته النبی ﷺ، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، ۲/۲۰۵

[2] المعجم الاوسط، حدیث ۹۰۸۵، مکتبۃ المعارف الریاض، ۱۰/۳۶

ف: نوع چہارم نبوت منقطع ہوئی اب کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

[3] صحیح بخاری کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/۴۹۱

آتا، میرے بعد کوئی نبی نہیں ﷺ۔ احمد و ترمذی و حاکم بسند صحیح بر شرط صحیح مسلم کما قالہ الحاکم واقرہ الناقدون (جیسے حاکم نے کہا ہے اور محققین نے اسے ثابت رکھا ہے) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی[1] ترجمہ: بیشک رسالت و نبوت ختم ہوگئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول نہ نبی ﷺ۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لم یبق من النبوۃ الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ[2] نبوت سے کچھ باقی نہ رہا صرف بشارتیں باقی ہیں اچھی خوابیں۔ طبرانی معجم کبیر میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ذھبت النبوۃ فلا نبوۃ بعدی الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ یراھا الرجل او تریٰ لہ[3] ترجمہ: نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب کہ انسان آپ دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔ احمد و ابن ماجہ و خزیمہ و حبان حضرت ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند حسن راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات[4] ترجمہ: نبوت گئی اور بشارتیں باقی ہیں۔ صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس واقع ہوا پردہ اٹھایا سر انور پر پٹی بندھی تھی لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بستہ تھے حضور نے

[1] جامع الترمذی، ابواب الرؤیا، باب ذھبت النبوۃ الخ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۵۱

[2] صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب مبشرات، قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۳۵

[3] المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۳۰۵۱، مکتبۃ الفیصلیہ، بیروت ۳/۱۷۹

[4] سنن ابن ماجہ، ابواب تعبیر الرؤیا، باب الرؤیا الصالحۃ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص ۲۸۶

ارشاد فرمایا: یا ایھا الناس انہ لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او تری لہ[1] ترجمہ: اے لوگو! نبوت کی بشارتوں سے کچھ نہ رہا مگر اچھا خواب کہ مسلمان دیکھے یا اس کے لئے دوسرے کو دکھایا جائے۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر ہوتے:

احمد و ترمذی و حاکم بتصحیح و رویانی و طبرانی و ابو یعلیٰ حضرت عقبہ بن عامر اور طبرانی و ابن عساکر اور خطیب کتاب رواۃ مالک میں حضرت عبداللہ بن عمر اور طبرانی حضرت عصمہ بن مالک و حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب[2] ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا رضی اللہ عنہ۔

تذییل:

صحیح بخاری شریف میں اسماعیل بن ابی خالد سے ہے: قلت لعبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما أرأیت ابراھیم ابن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال مات صغیرا ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی عاش ابنہ ولکن لا نبی بعدہ[3] ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا آپ نے حضرت ابراہیم صاحبزادہ رسول ﷺ کو دیکھا تھا، فرمایا ان کا بچپن میں انتقال ہوا اور اگر مقدر ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے، مگر حضور کے بعد نبی نہیں۔ امام احمد کی روایت انہیں سے یوں ہے میں نے

[1] سنن ابن ماجہ، ابواب تعبیر الرؤیا، باب الرؤیا الصالحۃ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص ۲۸۶-۲۸۷

[2] جامع الترمذی، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی ۲/۲۰۹

[3] صحیح البخاری، کتاب الآداب، باب من سمی باسماء الانبیاء، قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۱۴

حضرت ابن ابی اوفٰی کو فرماتے سنا: لو کان بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم نبی مامات ابنه ابراهیم [1] ترجمہ: اگر حضور اقدس ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم انتقال نہ فرماتے۔

تذییل:

امام ابوعمر ابن عبدالبر بطریق اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا: کان ابراهیم قد ملأ المهد ولو عاش لکان نبیا لکن لم یکن لیبقی فان نبیکم اٰخر الانبیاء [2] ترجمہ: حضرت ابراہیم اتنے ہوگئے تھے کہ ان کا جسم مبارک گہوارے کو بھر دیتا اگر زندہ رہتے نبی ہوتے مگر زندہ نہ رہ سکتے تھے کہ تمہارے نبی ﷺ آخر الانبیاء ہیں۔

فائدہ:

اس کی اصل متعدد احادیث مرفوعہ سے ہے، ماوردی حضرت انس اور ابن عساکر حضرات جابر بن عبداللہ و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لوعاش ابراهیم لکان صدیقا نبیا [3] (ترجمہ: اگر ابراہیم

[1] مسند امام احمد بن حنبل، بقیه حدیث حضرت عبدالله ابن اوفیٰ، دارالفکر بیروت، ۴/۳۵۳

[2] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیه، بحواله اسماعیل بن عبدالرحمن عن انس، المقصد الثانی، دارالمعرفة بیروت، ۳/۲۱۶-۲۱۵

ف: حدیث ولو عاش ابراهیم لکان نبیا[2] والبحث علیه۔ حدیث "اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے" کی تحقیق اور اس پر بحث سے متعلق یہ فائدہ ہے (ت۔ تہذیب تاریخ ابن عساکر، باب ذکر بنیه وبناته، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱/۲۹۵)

[3] کنزالعمال بحواله الباوردی عن انس وابن عساکر حدیث ۳۳۲۰۴ موسسته الرسالة بیروت، ۱۱/۴۶۹

زندہ رہتا تو صدیق پیغمبر ہوتا) وبه انجلی ما اشتبه علی الامام النووی مع جلالة شانه، وسعة عرفانه، اما ما قال الامام ابوعمر بن عبدالبر لاادری ما هذا فقد کان ابن نوح غیر نبی ولو لم یلد النبی الانبیاء کان کل احد نبیا لانهم من ولد نوح قال الله تعالٰی وجعلنا ذریته هم الباقین٥ [1] فاجابوا عنه بان الشرطیة لا یلزمها الوقوع اقول نعم لکنها لا شک تفید الملازمة فان کانت مبینة علی ان ابن نبی لایکون الانبیاء لزم ما الزم ابو عمرو ولا مفر فالحق فی الجواب ما اقول من عدم صحة قیاس الانبیاء السابقین وبنیهم علٰی نبینا سیّد المرسلین وبنیه صلی الله تعالٰی علیه وعلیهم وسلم فلواستحق ابنه بعده النبوة لا یلزم منه استحقاق ابناء الانبیاء جمیعا هکذا رأیتنی کتبت علی هامش نسختی التیسیر ثم رأیت العلامة علی القاری ذکر مثله فی الموضوعات الکبیر فللّٰه الحمد وقد اخرج الدیلمی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسو ل الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم نحن اهل بیت لایقاس بنا احد [2]، علی انی اقول لا نسلم ان الحدیث یحکم بالنبوة بل انبأعما تکامل فی جوهر ابراهیم من خصائل الانبیاء وخلال المرسلین بحیث لو لم ینسدّ باب النبوة لنا لکان نبیا تفضلا من الله لا استحقاقا منه فان النبوة لایستحقها احد من قبل ذات لکن الله تعالٰی یصطفٰی من عباده من تم و کمل صورة ومعنٰی ونسبا وحسبا وبلغ الغایة القصوی من کل خیر، الله اعلم حیث یجعل

[1] الاسرار المرفوعه بحواله ابن عبدالبر فی التمهید، حدیث ۷۴۳، دارالکتب العلمیة، بیروت، ص ۱۹۱

[2] الفردوس بمأ ثور الخطاب، حدیث ۶۸۳۸، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۴/۲۸۳

رسالته فاذن الحدیث علی وزان مامر لو کان بعدی نبی لکان عمر[1]، واللہ تعالی اعلم۔ اس سے امام نووی کو درپیش ہونے والا اشتباہ ختم ہوگیا، باوجودیکہ ان کی شان اجل ہے اور ان کا عرفان وسیع ہے لیکن امام ابوعمر بن عبدالبر نے جو یہ فرمایا کہ مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا، حالانکہ نوح علیہ السلام کے بیٹے نبی نہ ہوئے، اور اگر یہ ہوتا کہ نبی سے نبی ہی پیدا ہوتو ہر ایک نبی ہوتا کیونکہ وہ بھی تو نوح علیہ السلام کی اولاد تھے، کیونکہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہم نے اس کی ذریت کو ہی باقی رکھا، اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ کسی شرطیہ قضیہ کو وقوع لازم نہیں ہے اقول (میں کہتا ہوں) ہاں درست ہے لیکن بے شک شرطیہ، ملازمہ کا فائدہ ضرور دیتا ہے اگر یہ قضیہ شرطیہ اس معنی پر مبنی ہو کہ نبی کا بیٹا ضرور نبی ہی ہوتا ہے تو ابوعمر کا الزام لازم آئے گا جس سے مفر نہیں ہے تو جواب میں حق وہ ہے جو میں کہہ رہا ہوں کہ انبیاء سابقین اور ان کے بیٹوں کا قیاس ہمارے نبی سید المرسلین اور ان کے صاحبزادوں پر درست نہیں، اللہ تعالٰی ہمارے نبی اور سب انبیاء پر درود وسلام فرمائے پھر اگر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کا بیٹا نبوت کا مستحق ٹھہرے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ باقی تمام انبیا کے بیٹے بھی نبوت کے مستحق ہوں، میں نے اپنی تیسیر کے نسخے پر یونہی حاشیہ لکھا بعدازاں میں نے علامہ ملا قاری کو موضوعات کبیر میں اسی طرح ذکر کرتے ہوئے پایا فللہ الحمد۔ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم اہلبیت پر کسی کو قیاس نہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں میں کہتا ہوں کہ مذکورہ حدیث نبوت کا حکم بیان کررہی ہے، یہ بات ہمیں تسلیم نہیں، بلکہ حدیث مذکور حضرت کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ خبر دے رہی ہے کہ ان میں انبیاء علیہم السلام جیسے خصائل واوصاف تھے کہ اگر ہمارے لئے

[1] جامع الترمذی، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی ۲/ ۲۰۹

نبوت ختم نہ ہوتی تو وہ اللہ تعالٰی کے فضل محض سے نبی ہوتے نہ کہ بطور استحقاق نبی بنتے، کیونکہ کوئی بھی اپنی ذات میں نبوت کا استحقاق نہیں رکھتا لیکن اللہ تعالٰی نبوت کے لئے اپنے بندوں میں سے ایسے کو منتخب فرماتا ہے جو صورۃً، معنیً، نسباً، حسباً ہر اعتبار سے تام وکامل ہو اور ہر خیر میں انتہائی مرتبہ کو پہنچا ہو، اللہ تعالٰی بہتر جانتا ہے کہ کہاں رسالت بنائے تو حدیث مذکور کی دلالت وہی ہے جو "لو کان بعدی نبیا لکان عمر" الحدیث کی دلالت ہے، واللہ تعالٰی اعلم۔

نوع آخر (ف)

بعد طلوع آفتاب عالمتاب خاتمیت صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی آلہ الکرام جو کسی کے لئے ادعائے نبوت کرے دجال کذاب مستحقِ لعنت وعذاب ہے۔

امام بخاری حضرت ابوہریرہ اور احمد ومسلم وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، وھذا حدیث ثوبان، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی[1]، ولفظ البخاری دجالون کذابون قریبا من ثلثین[2] (عنقریب اس امت میں قریب تیس کے دجال کذاب نکلیں گے ہر ایک ادعا (دعوٰی) کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ﷺ (اور بخاری کے الفاظ ہیں دجال کذاب تقریباً تیس ہوں گے۔ت)

ف: نوع پنجم حضور کے بعد جو کسی کو نبوت ملنی مانے دجال کذاب ہے۔

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، ذکر الفتن ودلائلها، آفتاب عالم پریس، لاہور، ۲/ ۲۲۸

[2] صحیح البخاری، کتاب الفتن، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۲/ ۱۰۵۴

کذاب اور دجال

امام احمد وطبرانی وضیاء حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: فی امتی کذابون و دجالون سبعة و عشرون منهم اربع نسوة وانی خاتم النبیین لانبی بعدی[1] ترجمہ: میری امتِ دعوت میں (کہ مومن وکافر سب کو شامل ہے) ستائیس کذاب دجال ہوں گے ان میں چار عورتیں ہیں حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ﷺ۔

جھوٹے مدعیانِ نبوت:

ابن عساکر، علاء بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرسلاً راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لاتقوم الساعة حتی یخرج ثلثون دجّالون کذابون کلهم یزعم انه نبی[2] (الحدیث) ترجمہ: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال کذاب مدعی نبوت نکلیں گے۔

تذییل:

ابویعلٰی مسند میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلثون کذابًا منهم مسیلمة والعنسی والمختار[3] ترجمہ: قیامت نہ آئے گی جب تک کہ تیس کذاب نکلیں ان میں سے مسیلمہ اور اسود عنسی ومختار ثقفی ہے، اخذہم اللہ تعالیٰ۔ الحمد للہ بفضلہ تعالٰی یہ تینوں خبیث گئے شیرانِ اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے، اسود مردود

[1] مسند امام احمد، حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارالفکر بیروت، ۳۹۶/۵

[2] تہذیب تاریخ ابن عساکر، ترجمہ الحارث بن سعید الکذاب، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۴۴۵/۳

[3] مسند ابویعلٰی، مروی از عبداللہ بن زبیر، حدیث ۶۷۸۶، موسسۃ علوم القرآن، بیروت، ۱۹۹/۶

خود زمانۂ اقدس اور مسیلمہ ملعون زمانۂ خلافت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ومختار ثقفی ملعون زمانۂ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں، وللہ الحمد (مسیلمہ خبیث کے قاتل وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے زمانۂ کفر میں سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا وہ فرمایا کرتے قتلت خیر النّاس و شرّ النّاس[1]، میں نے بہتر شخص کو شہید کیا پھر سب سے بدتر کو مارا۔)

حضرت علی اور ختم نبوت:

نوع آخر (ف) خاص امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں متواتر حدیثیں ہیں کہ نبوت ختم ہوئی نبوت میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔

امام احمد مسند اور بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ صحاح، ابن ابی شیبہ سنن، ابن جریر تہذیب الآثار میں بطریق عدیدہ کثیرہ سیّدنا سعد بن ابی وقاص، اور حاکم بتصحیح اسناد مستدرک، اور طبرانی معجم کبیر واوسط، اور ابوبکر عاقولی فوائد میں، اور ابن مردویہ مطولاً اور بزار بطریق عبداللہ بن ابی بکر عن حکیم بن جبیر عن الحسن بن سعد مولیٰ علی، اور ابن عساکر بطریق عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابیہ عن جدہ عقیل امیر المؤمنین مولیٰ علی اور احمد وحاکم وطبرانی وعقیلی حضرت عبداللہ بن عباس، اور احمد حضرت امیر معاویہ، اور احمد و بزار وابوجعفر بن محمد طبری وابوبکر مطیری حضرت ابوسعید خدری، اور ترمذی بافادۂ تحسین حضرت جابر بن عبداللہ سے مسنداً اور حضرت ابوہریرہ سے تعلیقاً، اور طبرانی کبیر اور خطیب کتاب المتفق والمفترق میں حضرت عبداللہ بن عمر، اور ابونعیم فضائل الصحابہ میں حضرت سعید بن زید، اور طبرانی کبیر میں

[1] الاستیعاب فی معرفة الاصحاب علی هامش الاصابة باب الافراد فی الواو، دارصادر، بیروت، ۶۴۵/۳

ف: نوع ششم خاص مولیٰ علی کے باب میں متواتر حدیثیں کہ نبوت ختم ہوگئی نبوت میں ان کا حصہ نہیں۔

حضرات براء بن عازب وزید بن ارقم وجیش بن جنادہ وجابر بن سمرہ و مالک بن حویرث و حضرت ام المؤمنین ام سلمہ، زوجہ امیر المؤمنین علی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے راوی، حضور پرنور ﷺ نے غزوہ تبوک کو تشریف لیجاتے وقت امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مدینے میں چھوڑا امیر المؤمنین نے عرض کی یارسول اللہ! حضور مجھے عورتوں اور بچّوں میں چھوڑے جاتے ہیں، فرمایا: **اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انه لا نبی بعدی**[1] یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنے رب سے کلام کے لئے حاضر ہوئے ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہوا دوسرے کے لئے نبوت نہیں۔ مسند و مستدرک میں حدیث ابن عباس یوں ہے: **الا ترضی ان تکون بمنزلة هارون من موسیٰ الا انک لست بنبی**[2] ترجمہ: کیا تم راضی نہیں کہ بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ تم نبی نہیں۔

حضرت اسماء کی حدیث اس طرح ہے: **قالت هبط جبریل علی النبی صلی**

---

[1] صحیح البخاری، مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/۵۲۶
جامع الترمذی، مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، امین کمپنی کتب خانہ، رشیدیہ، دہلی ۲/۲۱۴
صحیح مسلم کتاب الفضائل، مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۲/۲۷۸
مسند احمد بن حنبل، حدیث حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ، دار الفکر بیروت، ۱/۱۸۲

[2] المجمع الزوائد بحوالہ احمد وغیرہ عن ابن عباس باب جامع مناقب علی رضی اللہ عنہ، دار الکتاب بیروت، ۹/۱۲۰
المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابه، دار الفکر، بیروت، ۳/۱۰۹

اللہ تعالٰی علیہ وسلم **فقال یا محمد ان ربک یقرأک السلام ویقول لک علیّ منک بمنزلة هارون من موسیٰ لکن لا نبی بعدک**[1] ترجمہ: جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہوکر حضور اقدس ﷺ سے عرض کی حضور کا رب حضور کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے علی (رضی اللہ عنہ) تمہاری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کے لئے ہارون، مگر تمہارے بعد کوئی نبی نہیں ﷺ۔

فضائل صحابہ امام احمد میں حدیث امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یوں ہے کسی نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا فرمایا: **سل عنها علی ابن ابی طالب فهو اعلم** مولا علی سے پوچھو وہ اعلم ہیں، سائل نے کہا: یا امیر المؤمنین! مجھے آپ کا جواب ان کے جواب سے زیادہ محبوب ہے، فرمایا: **بئسما قلت لقد کرهت رجلا کان رسول اللہ** صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم **یغره بالعلم غرا ولقد قال له انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی وکان عمر اذا اشکل علیه شئی یأخذ منه**[2] ترجمہ: تو نے سخت بُری بات کہی ایسے کو ناپسند کیا جس کے علم کی نبی ﷺ عزت فرماتے تھے اور بیشک حضور نے ان سے کہا تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو جب کسی بات میں شبہ پڑتا ان سے حاصل کرتے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ

---

[1] المعجم الکبیر، حدیث ۳۸۴ تا ۳۸۹، المکتبة الفیصلیة، بیروت، ۲۴/۱۴۶ و ۱۴۷

[2] فضائل الصحابة لامام احمد بن حنبل، حدیث ۱۱۵۳، فضائل علی علیہ السلام، موسسته الرساله، بیروت، ۶۷۵

نے فرمایا: یاعلی أخصمک بالنبوة ولا نبوة بعدی[1] ترجمہ: اے علی! میں مناصب جلیلہ وخصائص کثیرہ جزیلۂ نبوت میں تجھ پر غالب ہوں اور میرے بعد نبوّت اصلاً نہیں۔

حضرت علی کی عیادت:

ابن ابی عاصم اور ابن جریر بافادۂ تصحیح اور طبرانی اوسط اور ابن شاہین کتاب السنہ میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی، میں بیمار تھا خدمت اقدس حضور سرور عالم ﷺ میں حاضر ہوا حضور نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز میں مشغول ہوئے، ردائے مبارک کا آنچل مجھ پر ڈال لیا، پھر بعد نماز فرمایا: بوئت یا ابن ابی طالب فلا بأس علیک ما سألت اللہ لی شیئا الا سألت لک مثله ولا سألت اللہ شیئا الا اعطانیه غیرانه قیل لی انه لا نبی بعدک۔ ترجمہ: اے ابن ابی طالب! تم اچھے ہوگئے تم پر کچھ تکلیف نہیں، میں نے اللہ عزوجل سے جو کچھ اپنے لئے مانگا تمہارے لئے بھی اس کی مانند سوال کیا اور میں نے جو کچھ چاہا رب عزوجل نے مجھے عطا فرمایا مگر مجھ سے یہ فرمایا گیا کہ تمہارے بعد کوئی نبی نہیں۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں اسی وقت ایسا تندرست ہوگیا گویا بیمار ہی نہ تھا[2]

تنبیه: اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے) یہ حدیث حضرت امیر المؤمنین کے لئے مرتبہ صدیقیت کا حصول بتاتی ہے، صدیقیت ایک مرتبہ تلو نبوت ہے کہ اس کے اور نبوت کے بیچ میں کوئی مرتبہ نہیں مگر ایک مقام ادق واخفی کو نصیبۂ

[1] حلیة الاولیاء، المسندة فی مناقبهم وفضائلهم نمبر۴ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱/۶۵

[2] کنز العمال بحواله ابن ابی عاصم وابن جریر وطس وابن شاهین فی السنة حدیث ۳۶۵۱۳ موسسة الرسالة بیروت ۱۳/۱۷۰

حضرت صدیق اکبر اکرم واتقی رضی اللہ عنہ ہے تو اجناس وانواع واصناف فضائل وکمالات وبلندی درجات میں خصائص وملزومات نبوت کے سوا صدیقین ہر عطیۂ بہیہ کے لائق واہل ہیں اگرچہ باہم ان میں تفاوت وتفاضل کثیر ووافر ہو۔

آخر نہ دیکھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ابن جمیل ونائب جلیل حضور پر نور سیّد الاسیاد فرد الافراد غوث اعظم غیث اکرم غیاث عالم محبوب سبحانی مطلوب ربانی سیدنا ومولانا ابومحمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کل ولی علی قدم نبی وانا علیٰ قدم جدی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وما رفع المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قد ما الا وضعت انا قدمی فی الموضع الذی رفع قدمه منه، الا ان یکون قد ما من اقدام النبوة فانه لا سبیل ان یناله غیر نبی[1]، رواه الامام الاجل ابوالحسن علی الشطنوفی قدس سرہ، فی بهجة الاسرار فقال اخبرنا ابومحمد سالم بن علی بن عبداللہ بن سنان الدمیاطی المصری المولد بالقاهرة ۶۷۱ سنة احدی وسبعین وستمائة، قال اخبرنا الشیخ القدوة شهاب الدین ابو حفص عمر بن عبداللہ السهروردی ببغداد ۶۲۴ سنة اربع و عشرین وستمائة قال سمعت الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ یقول علی الکرسی بمدرسة[2] (فذکرہ)۔ ترجمہ: ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے جد اکرم ﷺ کے قدم پاک پر ہوں مصطفیٰ ﷺ نے جہاں سے قدم اٹھایا میں نے اسی جگہ قدم رکھا مگر نبوت کے قدم کہ ان کی طرف غیر نبی کو اصلاً راہ نہیں (اس کو امام ابوالحسن علی شطنوفی قدس سرہ نے بہجۃ الاسرار میں روایت کیا، تو کہا ابومحمد سالم بن علی بن عبداللہ

[1] بهجة الاسرار، ذکر کلمات اخبر بها عن نفسه الخ، مطبع مصطفی البابی، الحلبی، مصر ص ۲۲

[2] بهجة الاسرار، ذکر کلمات اخبر بها عن نفسه الخ، مطبع مصطفی البابی، الحلبی، مصر ص ۲۲

بن سنان الدمیاطی المصری جو قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں پیدا ہوئے، انہوں نے کہا مجھے شیخ شہاب الدین ابوحفص عمر بن عبداللہ سہروردی نے ۶۲۴ھ کو بغداد میں بیان کیا کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو مدرسہ میں کرسی پر تشریف فرما، کہتے ہوئے سنا تو وہ ذکر فرمایا جو گزرا۔(ت)

بالجملہ مادون نبوت پر فائز ہونا نہ تفرد کی دلیل نہ حجت تفضیل کہ وہ صدہا میں مشترک اور فی نفسہٖ مشکک، ہر غوث وصدیق اس میں شریک اور ان پر بشدّت مقول بالتشکیک، بلکہ خود حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **من اتاہ ملک الموت وھو یطلب العلم کان بینہ وبین الانبیاء درجۃ واحدۃ درجۃ النبوۃ**[1] رواہ ابن النجار عن انس رضی اللہ عنہ۔ ترجمہ: جس کے پاس ملک الموت آئیں اور وہ طلب علم میں ہو اس میں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں صرف ایک درجے کا فرق ہے کہ درجہ نبوت ہے (اسے ابن النجار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ت) دوسری حدیث میں ہے: **کاد حملۃ القرآن ان یکونوا انبیاء الا انہ لا یوحیٰ الیھم**[2] رواہ الدیلمی فی حدیث عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ ترجمہ: قریب ہے حاملان قرآن انبیاء ہوں مگر یہ کہ ان کی طرف وحی نہیں آتی (اسے دیلمی نے ایک حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا) تو اس کے امثال سے حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم پر امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تفضیل کا وہم نہیں ہوسکتا۔

---

[1] کنز العمال، بحوالہ ابن النجار عن انس حدیث ۲۸۸۲۹، موسستہ الرسالۃ، بیروت، ۱۰/۱۶۰

[2] الفردوس بمأثور الخطاب، حدیث ۲۲۱، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱/۷۵

ابوبکر صدیق، صدیق اکبر ہیں:

علماء فرماتے ہیں، ابوبکر صدیق، صدیق اکبر ہیں اور علی مرتضی صدیق اصغر، صدیق اکبر کا مقام اعلیٰ صدیقیت سے بلند وبالا ہے، نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں ہے: **اما تخصیص ابی بکر رضی اللہ عنہ فلانہ الصدیق الاکبر الذی سبق الناس کلھم لتصدیقہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولم یصدر منہ غیرہ قط وکذا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ فانہ یسمی الصدیق الاصغر الذی لم یتلبس بکفر قط ولم یسجد لغیر اللہ مع صغرہٖ وکون ابیہ علیٰ غیر الملۃ ولذا خصّ بقول علی کرم اللہ تعالی وجھہ**[1] ترجمہ: لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تخصیص اس لئے کہ وہ صدیق اکبر ہیں جو تمام لوگوں میں آگے ہیں کیونکہ انہوں نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی، وہ کسی کو حاصل نہیں اور یونہی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا نام صدیق اصغر ہے جو ہرگز کفر سے ملتبس نہ ہوئے اور نہ ہی انہوں نے غیر اللہ کو سجدہ کیا باوجودیکہ وہ نابالغ تھے اور ان کے والد ملت اسلامیہ پر نہ تھے، اسی وجہ سے انہوں نے علی کرم اللہ وجہہ کے قول کو خاص طور پر لیا۔

حضرت خاتم الولایۃ المحمدیۃ **فی زمانہ بحر الحقائق ولسان القوم بجنانہ وبیانہ** سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نفعنا اللہ فی الدارین بفیضانہ **فتوحات مکیّہ شریفہ** میں فرماتے ہیں: **فلو فقد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی ذٰلک الوطن وحضرہ ابوبکر لقام فی ذٰلک المقام الذی اقیم فیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانہ لیس ثم اعلٰی منہ یحجبہ عن ذٰلک فھو صادق ذٰلک الوقت وحکمہ وماسواہ تحت حکمہ (ثم قال) وھذا المقام الذی اثبتناہ بین الصدیقیۃ ونبوۃ التشریع الذی ھو مقام القربۃ وھو للافراد ھودون**

---

[1] نسیم الریاض شرح شفاء امام عیاض، الباب الاول، الفصل الاول، دارالفکر بیروت، ۱/۱۴۲

نبوة التشریع.وفوق الصدیقیة فی المنزلة عند اللہ والمشار الیه بالسر الذی وقر فی صدر ابی بکر ففضل به الصدیقین اذ حصل له مالیس فی شرط الصدیقیة ولا من لوازمها فلیس بین ابی بکر وبین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم رجل لانه صاحب الصدیقیة وصاحب سر[1] یعنی اگر حضور سیّد عالم ﷺ اس موطن میں تشریف نہ رکھتے ہوں اور صدیق اکبر حاضر ہوں تو حضور اقدس ﷺ کے مقام پر صدیق قیام کریں گے کہ وہاں صدیق سے اعلیٰ کوئی نہیں جو انہیں اس سے روکے وہ اس وقت کے صادق و حکیم ہیں، اور جو ان کے سوا ہیں سب ان کے زیر حکم، یہ مقام جو ہم نے ثابت کیا صدیقیت اور نبوت شریعت کے بیچ میں ہے، یہ مقام قربت فردون کے لئے ہے، اللہ کے نزدیک نبوت شریعت سے نیچا اور صدیقیت سے مرتبے میں بالا ہے اسی کی طرف اس راز سے اشارہ ہے جو سینۂ صدیق میں متمکن ہوا جس کے باعث وہ تمام صدیقوں سے افضل قرار پائے کہ ان کے قلوب میں وہ رازِ الٰہی حاصل ہوا جو نہ صدیقیت کی شرط ہے نہ اس کے لوازم سے، تو ابوبکر صدیق اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی شخص نہیں کہ وہ تو صدیقیت والے بھی ہیں اور صاحبِ راز بھی، رضی اللہ عنہ۔

تذییل:

بعض احادیث علویہ مبطلۂ دعوئ غلویہ۔

مولا علی کی نگاہ میں مقام صدیق اکبر:

صحیح بخاری شریف میں امام محمد بن حنفیہ صاحبزادہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہے: قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم قال ابوبکر قال قلت ثم من، قال ثم عمر ثم خشیت ان اقول ثم من فیقول

[1] الفتوحات المکیة، الباب الثالث والسبعون، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲/۲۵

عثمان فقلت ثم انت یا ابت، فقال ما انا الا رجل من المسلمین[1]، رواه ایضاً ابن ابی عاصم و خشیش وابو نعیم فی الحلیة الاولیاء۔ ترجمہ: میں نے اپنے والد ماجد مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی نبی ﷺ کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر۔ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر۔ پھر مجھے خوف ہوا کہ کہیں میں کہوں پھر کون تو فرمادیں عثمان، اس لئے میں نے سبقت کرکے کہا اے باپ میرے! پھر آپ؟ فرمایا: میں تو نہیں مگر ایک مرد مسلمانوں میں سے (اسے ابن ابی عاصم اور خشیش اور ابو نعیم نے بھی حلیۃ الاولیاء میں بیان کیا ہے۔ت) طبرانی معجم اوسط میں صلہ بن زفر سے راوی، جب امیر المؤمنین مولیٰ علی کے سامنے لوگ ابوبکر صدیق کا ذکر کرتے، امیر المؤمنین فرماتے: السباق یذکرون السابق یذکرون والذی نفسی بیده ما استبقنا الیٰ خیر قط الا سبقنا الیه ابوبکر[2] ترجمہ: ابوبکر کا بڑی سبقت والے ذکر کررہے ہیں کمال پیشی لے جانے والے کا تذکرہ کرتے ہیں قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب ہم نے کسی خیر میں پیشی چاہی ہے ابوبکر ہم سب پر سبقت لے گئے ہیں۔

حضرت صدیق کے بارے میں حضرت علی کی رائے:

ابو القاسم طلحی و ابن ابی عاصم و ابن شاہین و اللالکائی سب اپنی اپنی کتاب السنہ میں اور عشاری فضائل صدیق اور اصبہانی کتاب الحجہ اور ابن عساکر تاریخ دمشق میں راوی، امیر

[1] صحیح بخاری، کتاب المناقب، فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/۵۱۸
جامع الاحادیث، بحوالہ خ و دو ابن ابی عاصم و خشیش وغیرہ، حدیث ۱۴۱۷۷، دار الفکر بیروت، ۱۶/۲۱۷
کنز العمال، بحوالہ خ و دو ابن ابی عاصم و خشیش وغیرہ، ۳۶۰۹۴، موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۳/۷
[2] المعجم الاوسط، حدیث ۷۱۶۴، مکتبة المعارف الریاض، ۸/۸۲
جامع الاحادیث بحوالہ طس، حدیث ۲۷۸۸، دار الفکر بیروت، ۱۶/۲۰۹

امیر المؤمنین کو خبر پہنچی کچھ لوگ انہیں ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے افضل بتاتے ہیں منبر شریف پر تشریف لے گئے حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا: ایھا الناس بلغنی ان اقواما یفضلونی علی ابی بکر و عمر ولو کنت تقدمت فیہ لعاقبت فیہ، فمن سمعتہ بعد ھذا الیوم یقول ھذا فھو مفتر، علیہ حد المفتری خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر (زاد غیر الطلحی) ثم احدثنا بعضھم احداثا یقضی اللہ فیھا ما یشاء ۱؎ ترجمہ: اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں پہلے متنبہ کرچکا ہوتا تو اب سزا دیتا، آج کے بعد جسے ایسا کہتا سنوں گا وہ مفتری ہے، اس پر مفتری کی حد آئے گی، رسول اللہ ﷺ کے بعد سب آدمیوں سے بہتر ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر ان کے بعد ہم سے کچھ نئے امور واقع ہوئے کہ خدا ان میں جو چاہے گا حکم فرمائے گا۔

امام ابوعمر ان عبدالبر استیعاب میں حکم بن حجل سے اور امام ابوالحسن دارقطنی سنن میں روایت کرتے ہیں امیر المؤمنین مولا علی فرماتے ہیں: لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر الاجلدتہ حد المفتری ۲؎ ترجمہ: میں جسے پاؤں گا کہ ابوبکر و عمر پر مجھے تفضیل دیتا ہے اسے مفتری کی حد اسی کوڑے لگاؤں گا۔

۱؎ کنزالعمال بحوالہ ابن ابی عاصم و ابن شاھین واللالکائی والعشاری، حدیث ۳۶۱۴۳، موسستہ الرسالۃ، بیروت، ۱۳/ ۲۱

جامع الاحادیث ابن ابی عاصم و ابن شاھین واللالکائی والعشاری، حدیث ۷۷۳۵، دارالفکر بیروت، ۱۶/ ۲۲۲

۲؎ جامع الاحادیث عن الحکم بن حجل عن علی، حدیث ۷۷۴۷، دارالفکر بیروت، ۱۶/ ۲۲۵

مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، ترجمہ ۲۲، عبداللہ ابن ابی قحافہ، دارالفکر بیروت، ۱۳/ ۱۱۰

ابن عساکر بطریق الزہری عن عبداللہ بن کثیر راوی، امیر المؤمنین فرماتے ہیں: لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الاجلدتہ جلدا وجیعا ۱؎ ترجمہ: جو مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہے گا اسے دردناک کوڑے لگاؤں گا۔

امام احمد مسند اور عدنی مائتین اور ابوعبید کتاب الغریب اور نعیم بن حماد فتن اور خثیمہ بن سلیمان طرابلسی فضائل الصحابہ اور حاکم مستدرک اور خطیب تلخیص المتشابہ میں راوی، امیر المؤمنین فرماتے ہیں: سبق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصلی ابوبکر وثلث عمر ثم خطبتنا فتنۃ و یعفو اللہ عمن یشاء ۲؎، وللخطیب وغیرہ فھو ما شاء اللہ زاد ھو فمن فضلنی علی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فعلیہ حد المفتری من الجلد و اسقاط الشھادۃ ۳؎ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سبقت لے گئے اور ان کے دوسرے ابوبکر اور تیسرے عمر ہوئے، پھر ہمیں فتنے نے مضطرب کیا اور خدا جسے چاہے معاف فرمائے گا یا فرمایا جو خدا نے چاہا وہ ہوا تو جو مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دے اس پر مفتری کی حد واجب ہے اسی کوڑے لگائے جائیں اور گواہی کبھی نہ سنی جائے۔

ابوطالب عشاری بطریق الحسن بن کثیر عن ابیہ راوی، ایک شخص نے امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی: آپ خیر الناس ہیں۔ فرمایا تو

۱؎ جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن علی، حدیث ۷۷۲۳، دارالفکر بیروت، ۱۶/ ۲۱۹

کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر عن علی، حدیث ۳۶۱۰۳، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۳/ ۹

۲؎ المستدرک علی الصحیحین کتاب معرفتہ الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، مناقب ابی بکر، دارالفکر بیروت، ۳/ ۶۷۔۶۸

۳؎ کنزالعمال بحوالہ خط فی تلخیص المتشابہ، حدیث ۳۶۱۰۲، موسستہ الرسالہ، بیروت، ۱۳/ ۹

جامع الاحادیث خط فی تلخیص المتشابہ، حدیث ۷۷۲۲، دارالفکر بیروت، ۱۶/ ۲۱۹

نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ کہا نہ۔ فرمایا: ابو بکر کو دیکھا؟ کہا: نہ فرمایا: عمر کو دیکھا؟ کہا: نہ، فرمایا: اما انک لو قلت انک رأیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لقتلتک ولو قلت رأیت ابا بکر و عمر لجلد تک[1] ترجمہ: سن لے اگر تو نبی ﷺ کے دیکھنے کے بعد خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ کا اقرار کرتا اور پھر مجھے خیر الناس کہتا تو میں تجھے قتل کرتا اور اگر تو ابو بکر و عمر کو دیکھے ہوتا اور مجھے افضل بتاتا تو تجھے حد لگاتا۔

ابن عساکر سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے فرمایا: لایفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الاوقد انکر حقی وحق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[2] ترجمہ: جو مجھے ابو بکر و عمر پر تفضیل دے گا وہ میرے اور تمام اصحاب رسول اللہ ﷺ کے حق کا منکر ہوگا۔

حضرات شیخین اوّلین جنتی ہیں

ابو طالب عشاری اور اصفہانی کتاب الحجہ میں عبد خیر سے راوی، میں نے امیر المؤمنین مولٰی علی سے عرض کی، رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے پہلے جنت میں کون جائے گا؟ فرمایا: ابوبکر و عمر۔ میں نے عرض کی: یا امیر المؤمنین! کیا وہ دونوں آپ سے پہلے جنت میں جائیں گے؟ فرمایا: ای والذی فلق الحبة وبرألنسمة انهما لیاکلان من ثمارها و یرویان من مائها ویتکئان علٰی فرشها وانا موقوف بالحساب[3] ترجمہ: ہاں قسم اس کی جس نے بیج کو چیر کر پیڑ اگایا اور آدمی کو اپنی قدرت سے تصویر فرمایا بیشک وہ دونوں جنت

[1] جامع الاحادیث بحوالہ العشاری، حدیث ۷۷۴۳، دار الفکر بیروت، ۱۶/۲۲۵
کنز العمال بحوالہ العشاری، حدیث ۳۶۱۵۳، موسستہ الرسالہ بیروت، ۱۳/۲۶

[2] جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر، حدیث ۷۷۳۳، دار الفکر بیروت، ۱۶/۲۲۔۲۲۱

[3] جامع الاحادیث بحوالہ ابو طالب العشاری والاصفہانی رح حدیث ۷۷۲۰، دار الفکر بیروت، ۱۶/۲۱۹

کے پھل کھائیں گے، اس کے پانی سے سیراب ہوں گے، اس کی مسندوں پر آرام کریں گے اور میں ابھی حساب میں کھڑا ہوں گا۔

خیر النّاس بعد رسول اللہ

ابو ذر ہروی و دارقطنی وغیرہما حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی میں نے امیر المؤمنین سے عرض کی: یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال مهلایا ابا جحيفة الا اخبرک بخير الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابو بكر و عمر[1] یا خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ فرمایا ٹھہر و اے ابو جحیفہ! کیا میں تمہیں نہ بتادوں کہ کون ہے؟ فرمایا اے ابو جحیفہ! خیر الناس بعد رسول اللہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) ہیں۔

افضل النّاس بعد رسول اللہ

ابو نعیم حلیہ اور ابن شاہین کتاب السنہ اور ابن عساکر تاریخ میں عمرو بن حریث سے راوی میں نے امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ کو منبر پر فرماتے سنا: ان افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابوبکر و عمر و عثمان وفی لفظ ثم عمر ثم عثمان[2] ترجمہ: بیشک رسول اللہ ﷺ کے بعد سب آدمیوں سے افضل ابو بکر و عمر و عثمان ہیں، اور بالفاظ دیگر پھر عمر پھر عثمان۔

[1] جامع الاحادیث بحوالہ الصابونی فی المائتین، حدیث ۷۷۳۴، دار الفکر بیروت، ۱۶/۲۲۲
کنز العمال بحوالہ الصابونی فی المائتین، وطس و کر حدیث ۳۶۱۴۱، موسستہ الرسالہ، بیروت، ۱۳/۲۱

[2] کنز العمال، بحوالہ ابن عساکر وحل ابن شاھین فی السنہ، حدیث ۸۰۰۶، دار الفکر بیروت، ۱۶/۲۹۰

مولود ازکٰی فی الاسلام:

ابن عساکر بطریق سعد ابن طریف اصبغ بن نباتہ سے راوی، فرمایا: قلت لعلی یا امیر المؤمنین من خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم؟ قال ابوبکر، قلت ثم من؟ قال ثم عمر، قلت ثم من؟ قال ثم عثمان، قلت ثم من؟ قال انا رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعینی ہاتین والا فعمیتا، وباذنی ہاتین والافصمتا، یقول ماولد فی الاسلام مولود ازکٰی ولا اطہر ولا افضل من ابی بکر ثم عمر[1] ترجمہ: میں نے مولٰی علی سے عرض کی یا امیر المؤمنین! رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر۔ میں نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: عمر، کہا پھر کون؟ فرمایا: عثمان، کہا: پھر کون؟ فرمایا: میں، میں نے ان آنکھوں سے نبی ﷺ کو دیکھا ورنہ یہ آنکھیں پھوٹ جائیں اور ان کانوں سے فرماتے سنا ورنہ بہرے ہوجائیں حضور فرماتے تھے اسلام میں کوئی شخص ایسا پیدا نہ ہوا جو ابوبکر پھر عمر سے زیادہ پاکیزہ زیادہ فضیلت والا ہو۔

ابو طالب عشاری فضائل الصدیق میں راوی، امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم فرماتے ہیں: وھل انا الا حسنۃ من حسنات ابی بکر[2] ترجمہ: میں کون ہوں مگر ابوبکر کی نیکیوں سے ایک نیکی۔

سیّدنا صدیق کی سبقت کی چہار وجوہات:

خیثمہ طرابلسی وابن عساکر ابوالزناد سے راوی، ایک شخص نے مولٰی علی سے عرض کی: یا امیر المؤمنین! کیا بات ہوئی کہ مہاجرین وانصار نے ابوبکر کو تقدیم دی حالانکہ آپ

[1] جامع احادیث ابن عساکر حدیث ۸۰۲۳، دارالفکر بیروت، ۱۶/۲۹۴

[2] جامع الاحادیث بحوالہ ابی طالب العشاری، حدیث ۷۶۸۴، دارالفکر بیروت، ۱۶/۲۰۸

جزاء اللہ عدوہ

کے مناقب بیشتر اور اسلام وسوابق پیشتر، فرمایا: اگر مسلمان کے لئے خدا کی پناہ نہ ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا، افسوس تجھ پر، ابوبکر چار وجہ سے مجھ پر سبقت لے گئے، افشائے اسلام میں مجھ سے پہلے، ہجرت میں مجھ سے سابق، صحبت غار میں انہیں کا حصہ، نبی ﷺ نے امامت کے لئے انہیں کو مقدم فرمایا ویحک ان اللہ ذم الناس کلھم ومدح ابابکر فقال الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ[1]، (الآیۃ) افسوس تجھ پر بیشک اللہ تعالٰی نے سب کی مذمت کی اور ابوبکر کی مدح فرمائی کہ ارشاد فرماتا ہے اگر تم اس نبی کی مدد نہ کرو تو اللہ تعالٰی نے اس کی مدد فرمائی جب کافروں نے اسے مکے سے باہر کیا دوسرا ان دو کا جب وہ غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتا تھا غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت صدیق کا تقدم:

خطیب بغدادی وابن عساکر اور دیلمی مسند الفردوس اور عشاری فضائل الصدیق میں امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: سألت اللہ ثلثا ان یقدمک فابی علی الا تقدیم ابی بکر[2] ترجمہ: اے علی! میں نے اللہ ﷻ سے تین بار سوال کیا کہ تجھے تقدیم دے اللہ تعالٰی نے نہ مانا مگر ابوبکر کو مقدم رکھا۔

حضرت علی کی مدح افراط وتفریط کا شکار:

عبداللہ بن احمد زوائد مسند میں، اور ابویعلٰی ودورقی وحاکم وابن ابی عاصم وابن شاہین امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ انہوں نے فرمایا: دعانی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یا علی ان فیک من عیسٰی مثلا ابغضتہ الیہود

[1] جامع الاحادیث بحوالہ خیثمہ وابن عساکر حدیث ۷۶۸۹، دارالفکر بیروت، ۱۶/۲۰۹

[2] تاریخ بغداد، حدیث ۵۹۲۱، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۱/۲۱۳

کنز العمال بحوالہ ابی طالب العشاری وغیرہ حدیث ۳۵۶۸۰، موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۲/۵۱۵

حتی بهتوا امه واحبته النصاریٰ حتی انزلوه بالمنزلة التی لیس بها وقال
علی الاوانه یهلک فیّ رجلان محب مطرئ یفرطنی بما لیس فیّ و مبغض
مفتر یحمله شنآنی علی ان یبهتنی الاوانی لست بنبی ولا یوحی الیّ،
ولکنی اعمل بکتاب الله وسنة نبیه صلی الله تعالی علیه وسلم ما استطعت فما
امرتکم به من طاعة الله فحق علیکم طاعتی فیما احببتم اوکرهتم وما
امرتکم بمعصیةانا وغیری فلاطاعة لا حد فی معصیة الله انما الطاعة فی
المعروف [1] ترجمہ: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلا کر ارشاد فرمایا: اے علی! تجھ میں ایک
کہاوت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ہے، یہود نے ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ ان کی ماں
پر بہتان باندھا اور نصاریٰ ان کے دوست بنے یہاں تک کہ جو مرتبہ ان کا نہ تھا وہاں جا
اتارا، مولا علی فرماتے ہیں سن لو میرے معاملے میں دو شخص ہلاک ہوں گے ایک دوست
میری تعریف میں حد سے بڑھنے والا جو میرا وہ مرتبہ بتائے گا جو مجھ میں نہیں، اور ایک دشمن
مفتری جسے میری عداوت اس پر باعث ہوگی کہ مجھ پر تہمت اٹھائے، سن لو میں نہ تو نبی ہوں
نہ مجھ پر وحی آتی ہے تو جہاں تک ہو سکے اللہ ﷻ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت پر
عمل کرتا ہوں تو میں جب تمہیں اطاعت الٰہی کا حکم دوں تو میری فرمانبرداری تم پر لازم ہے
چاہے تمہیں پسند ہو خواہ ناگوار، اور اگر معصیت کا حکم دوں میں یا کوئی، تو اللہ کی نافرمانی میں
کسی کی اطاعت نہیں، اطاعت تو مشروع بات میں ہے۔

افضل الایمان:

ابن عساکر سالم بن ابی الجعد سے راوی، فرمایا: قلت لمحمد بن الحنفیة

[1] المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابه، دار الفکر بیروت، ۳/۱۲۳
مسند احمد بن حنبل مروی از علی رضی اللہ عنہ، دار الفکر بیروت، ۱/۱۶۰

هل کان ابو بکر اول القوم اسلاما قال لا قلت فیما علا ابو بکر و سبق
حتی لا یذکر احد غیر ابی بکر قال لانه کان افضلهم اسلاما حین اسلم
حتی لحق بربه [1] میں نے امام محمد بن حنفیہ صاحبزادۂ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت
کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے، فرمایا نہ۔ میں نے کہا پھر کس وجہ
سے ابوبکر سب پر بلند و سابق ہوئے کہ ان کے سوا کوئی دوسرے کا ذکر ہی نہیں کرتا، فرمایا:
اس لئے کہ وہ جب سے مسلمان ہوئے اور جب تک اپنے رب ﷻ کے پاس گئے ان کا
ایمان سب سے افضل رہا۔

شیخین کی افضلیت:

امام دارقطنی جندب اسدی سے راوی: ان محمد بن عبداللہ بن الحسن اتاه
قوم من اهل الکوفة والجزیرة فسألوه عن ابی بکر و عمر فالتفت الیّ فقال
انظر الی اهل بلادک یسألونی عن ابی بکر و عمر لهما افضل عندی من
علی [2] یعنی امام نفس زکیہ محمد بن عبداللہ محض ابن امام حسن مثنیٰ ابن امام حسن مجتبیٰ ابن مولیٰ علی
مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہہم کے پاس اہل کوفہ و جزیرہ سے کچھ لوگوں نے حاضر ہو کر ابوبکر صدیق و عمر
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں سوال کیا امام نے میری طرف التفات کر کے فرمایا اپنے
وطن والوں کو دیکھو مجھ سے ابوبکر و عمر کے باب میں سوال کرتے ہیں بیشک وہ دونوں میرے
نزدیک علی سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

رافضی اور خارجی نظریات:

حافظ عمر بن شعبہ سیدنا امام زید شہید ابن امام زین العابدین ابن امام حسین شہید

[1] الصواعق المحرقة بحواله ابن عساکر، الباب الثانی، مکتبه مجیدیه، ملتان، ص ۵۳
[2] الصواعق المحرقة بحواله الدارقطنی عن جندب الاسدی، مکتبه مجیدیه، ملتان، ص ۵۵

کربلا ابن مولا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی انہوں نے رافضیوں سے فرمایا: انطلقت الخوارج فبرئت ممن دون ابی بکر و عمر ولم یستطیعو ا ان یقولوا فیھما شیئا وانطلقتم انتم فطفرتم فوق ذٰلک فبرئتم منھما فمن بقی فواللہ ما بقی احدا لا برئتم منہ[1] ترجمہ: خارجیوں نے چل کر تو انہیں سے برأت کی جو ابوبکر وعمر سے نیچے ہیں یعنی عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم مگر ابوبکر وعمر کی شان میں کچھ نہ کہہ سکے، اور اے رافضیو! تم نے ان سے اوپر جست کی کہ خود ابوبکر وعمر سے برأت کر بیٹھے تو اب کون رہ گیا خدا کی قسم کوئی باقی نہ رہا جس سے تم نے تبرائنہ کیا۔

رافضی کی سزا:

دارقطنی فضیل بن مرزوق سے راوی فرمایا: قلت لعمر بن علی بن الحسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم افیکم امام تفترض طاعتہ تعرفون ذٰلک له من لم یعرف ذٰلک له فمات مات میتۃ جاھلیۃ فقال لا واللہ ما ذٰلک فینا من قال ھذا فھو کاذب فقلت انھم یقولون ان ھذہ المنزلۃ کانت لعلی ثم للحسن ثم للحسین قال قاتلھم اللہ ویلھم ما ھذا من الدین واللہ ما ھؤلاء الا متاکلین بنا ھذا مختصرا[2] ترجمہ: میں نے امام زین العابدین کے صاحبزادے امام باقر کے بھائی امام عمر بن علی سے پوچھا آپ میں کوئی ایسا امام ہے جس کی طاعت فرض ہو آپ اس کا یہ حق پہنچانتے ہیں جو اسے بے پہچانے مرجائے جاہلیت کی موت مرے، فرمایا خدا کی قسم ہم میں کوئی ایسا نہیں جو ایسا کہے جھوٹا ہے، میں نے کہا رافضی تو

[1] الصواعق المحرقۃ بحوالہ الحافظ عمر بن شعبہ، مکتبہ مجیدیہ ملتان، ص ۵۳

[2] الصواعق المحرقۃ بحوالہ الدارقطنی عن فضیل بن مرزوق ،الباب الثالث، مکتبہ مجیدیہ،ملتان، ص ۵۶

کہتے ہیں یہ مرتبہ مولا علی کا تھا، پھر امام حسن پھر امام حسین کو ملا۔ فرمایا: اللہ رافضیوں کو قتل کرے خرابی ہو ان کے لئے کیا دین ہے خدا کی قسم یہ لوگ نہیں مگر ہمارا نام لے کر دنیا کمانے والے والعیاذ باللہ ﷻ۔

نصوص ختم نبوت:

یہاں تک سو (۱۰۰) احادیث فقیر نے لکھیں اور چاہا کہ اسی پر بس کرے، پھر خیال آیا کہ ذکر پاک امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ ہے دس حدیثیں اور شامل ہوں کہ نام مبارک مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے عدد حاصل ہوں، نظر کروں تو فیضان روح مبارک امیر المؤمنین سے تذییلات میں دس حدیثیں خود ہی گزر چکی ہیں تذییل بعد حدیث ۲۵ یک وبعد ۳۹ سہ و بعد ۴۲ یک و بعد ۴۸ و ۵۸ دو دو وبعد ۶۲ یک یہ مقصود تو یوں حاصل تھا مگر از انجا کہ وضع رسالہ نصوص ختم نبوت میں ہے اور ۸ سے ۱۰۰ تک بیس حدیثیں اس مطلب کو دوسرے طرز سے ادا کرتی تھیں لہٰذا خاص مقصود کی بیس حدیثوں کا اضافہ ہی مناسب نظر آیا کہ خود اصل مرام پر سو حدیثوں کا عدد کامل اور اصل مرویات ایک سو بیس (۱۲۰) ہو کر تین چہل حدیث کا فضل حاصل ہو۔

ارشاداتِ انبیاء وعلمائے کتب سابقہ:

حاکم صحیح مستدرک میں وہب بن منبہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس اور سات دیگر صحابہ کرام سے کہ سب اہل بدر تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں بیشک اللہ ﷻ روز قیامت اوروں سے پہلے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کو بلا کر فرمائے گا تم نے نوح کو کیا جواب دیا وہ کہیں گے نوح نے نہ ہمیں تیری طرف بلایا، نہ تیرا کوئی حکم پہنچایا، نہ کچھ نصیحت کی، نہ ہاں یا نہ کا کوئی حکم سنایا، نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے: دعوتھم یا رب دعاء فاشیا فی الاولین و الاٰخرین امۃ حتی

انتھی الی خاتم النبیین احمد فانتسخه وقرأه وامن به وصدقه۔ الٰہی! میں نے انہیں ایسی دعوت کی جس کی خبر یکے بعد دیگرے سب اگلوں پچھلوں میں پھیل گئی، یہاں تک کہ سب سے پچھلے نبی احمد ﷺ تک پہنچی انہوں نے اسے لکھا اور پڑھا اور اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق فرمائی، حق سبحانہ، وتعالٰی فرمائے گا احمد وامتِ احمد ﷺ کو بلاؤ۔ فیأتی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم وامته یسعی نورھم بین ایدیھم [1] رسول اللّٰہ ﷺ اور حضور کی امت حاضر آئینگے یوں کہ ان کے نور ان کے آگے جولان کرتے ہوں گے۔ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے شہادت ادا کریں گے الحدیث وقد اختصرناہ (ہم نے حدیث کو اختصاراً نقل کیا ہے)

دار قطنی غرائب، امام مالک اور بیہقی دلائل اور خطیب رواۃ مالک میں بطریق عدیدہ عن مالک بن انس عن نافع عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما، اور ابن ابی الدنیا، اور بیہقی وابونعیم دلائل میں بطریق ابن لہیعہ عن مالک بن الازہر عن، نافع عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما اور ابونعیم دلائل میں من طریق یحیٰی بن ابراہیم بن ابی قتیلة عن بن اسلم عن ابیہ اسلم مولٰی عمر رضی اللہ عنہ، اور معاذ بن المثنٰے زوائد مسند مسدد میں بطریق منتصر بن دینار عن عبداللّٰہ بن ابی الھذیل راوی ہیں اور بروجہ آخر واقدی مغازی میں عن عبدالعزیز بن عمر بن جعونة بن نضلة رضی اللہ عنہ، اور ابن جریر تاریخ اور باوردی کتاب الصحابہ میں بطریق ابی معروف عبداللّٰہ بن معروف عن ابی عبدالرحمٰن الانصاری عن محمد بن حسین بن علی بن ابی طالب، اور ابن ابی الدنیا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے راوی: وھذا حدیث معاذ و فیه صریح النص علی مرادنا ومازدنا من

[1] المستدرک للحاکم، کتاب التواریخ المتقدمین من الانبیاء، دار الفکر بیروت، ۲/۴۸.۵۴۷

الطریق الاول ادرنا حوله ھلالین۔ ترجمہ: یہ حدیث معاذ کی ہے اور اس میں صریح نص ہے ہماری مراد پر، اور پہلے طریقہ سے ہم جو زیادتی کریں گے وہ ہلالین میں ہے۔

ذریب بن برثملا کی شہادت:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نضلہ بن عمرو انصاری کو تین سو مہاجرین وانصار کے ساتھ تاراج حلوان عراق کے لئے بھیجا، یہ قیدی اور غنیمتیں لے آتے تھے، ایک پہاڑ کے دامن میں شام ہوئی، نضلہ نے اذان کہی، جب کہا اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر پہاڑ سے آواز آئی اور صورت نہ دکھائی دی کہ کوئی کہتا ہے کبرت کبیرا یا نضلة تم نے کبیر کی بڑائی کی اے نضلہ!، جب کہا اشھدان لا اله الا اللّٰہ جواب آیا اخلصت یا نضلة اخلاصًا نضلہ! تم نے خالص توحید کی، جب کہا اشھدان محمد ا رسول اللّٰہ آواز آئی نبی بعث لا نبی بعدہ ھو النذیر وھو الذی بشرنا به عیسٰی بن مریم وعلٰی راس امته تقوم الساعة یہ نبی ہیں کہ مبعوث ہوئے ان کے بعد کوئی نبی نہیں یہی ڈرسنانے والے یہی ہیں جن کی بشارت ہمیں عیسٰی بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دی تھی انہیں کی امت کے سر پر قیامت قائم ہوگی۔ جب کہا حی علی الصلوٰۃ جواب آیا فریضة فرضت [1] (طوبیٰ لمن مشی الیھا وواظب علیھا) نماز ایک فرض ہے کہ بندوں پر رکھا گیا

[1] ھکذا فی السابع وفی الطریق الثانی عند البیھقی فی الصلوٰۃ قال کلمة مقبولة وفی الفلاح قال البقاء لامة احمد ﷺ، وعکس ابن ابی الدنیا فذکر فی الصلوٰۃ البقاء لامة محمد صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم و فی الفلاح کلمة مقبولة ۱۲ منه۔ (م) ساتویں طریقہ میں یوں ہے اور دوسرے طریقہ میں بیہقی کے ہاں یوں ہے، حی علی الصلوٰۃ پر کہا، یہ مقبول کلمہ ہے، اور حی علی الفلاح پر کہا اس میں امت محمدیہ کے لئے بقاء ہے اور ابن ابی الدنیا نے اس کا عکس بیان کیا کہ پہلے میں امت محمدیہ کی بقاء اور دوسرے میں مقبول کلمہ کہا ۱۲ منہ

خوبی و شادمانی اس کے لئے جو اس کی طرف چلے اور اس کی پابندی رکھے، جب کہا حی علی الفلاح آواز آئی افلح من اتاھا و واظب علیھا (افلح من اجاب محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) [1] مراد کو پہنچا جو نماز کے لئے آیا اور اس پر مداومت کی، مراد کو پہنچا جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی، جب کہا قد قامت الصلوۃ جواب آیا البقاء لا مۃ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی رؤسھا تقوم الساعۃ بقا ہے امت محمد ﷺ کے لئے اور انہیں کے سروں پر قیامت ہوگی (جب کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ آواز آئی اخلصت الاخلاص کلہ یا نضلۃ فحرم اللہ بھا جسدک علی النار اے نضلہ! تم نے پورا اخلاص کیا تو اللہ تعالٰی نے اس کے سبب تمہارا بدن دوزخ پر حرام فرمادیا) نماز کے بعد نضلہ کھڑے ہوئے اور کہا اے اچھے پاکیزہ خوب کلام والے! ہم نے تمہاری بات سنی تم فرشتے ہو یا کوئی سیاح یا جن، ظاہر ہو کر ہم سے بات کرو کہ ہم اللہ عزوجل اور اس کے نبی ﷺ (اور امیر المؤمنین عمر) کے سفیر ہیں، اس کہنے پر پہاڑ سے ایک بوڑھے شخص نمودار ہوئے، سپید مو، دراز ریش، سر ایک چکی کے برابر، سپید اُون کی ایک چادر اوڑھے ایک باندھے، اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حاضرین نے جواب دیا، اور نضلہ نے پوچھا اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ میں ذریب بن برثملا ہوں بندۂ صالح عیسٰی بن مریم علیہم الصلوۃ والسلام کا وصی ہوں انہوں نے میرے لئے دعا فرمائی تھی کہ میں ان کے نزول تک باقی رہوں (زاد فی الطریق الثانی) (دوسرے طریقہ میں یہ زائد ہے۔ت) پھر ان سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ کہا انتقال فرمایا۔ اس پر وہ بزرگ بشدت روئے، پھر کہا ان کے بعد کون ہوا؟ کہا ابوبکر۔ وہ کہاں ہیں؟ کہا انتقال ہوا۔ کہا پھر کون بیٹھا؟ کہا عمر۔ کہا امیر

[1] زاد الخطیب وھو البقاء لا متہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲ منہ (م)

ترجمہ: خطیب نے یوں زیادہ کہا، یہ امتِ محمدیہ کی بقا ہے، ﷺ ۱۲ منہ

المؤمنین عمر سے میرا سلام کہو، اور کہا کہ ثبات و سداد و آسانی پر عمل رکھئے کہ وقت قریب آ لگا ہے، پھر علاماتِ قربِ قیامت اور بہت کلماتِ وعظ و حکمت کہے اور غائب ہوگئے۔ جب امیر المؤمنین کو خبر پہنچی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے نام فرمان جاری فرمایا کہ خود اس پہاڑ کے نیچے جایئے (اور وہ ملیں تو انہیں میرا سلام کہیے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی تھی کہ عیسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک وصی عراق کے اس پہاڑ میں منزل گزین ہے) سعد رضی اللہ عنہ (چار ہزار مہاجرین و انصار کے ساتھ) اس پہاڑ کو گئے چالیس دن ٹھہرے پنجگانہ اذانیں کہیں مگر جواب نہ ملا۔ آخر واپس آئے! [1]

شام کے نصرانی ختم نبوت کی شہادت دیتے ہیں:

طبرانی معجم کبیر میں سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے راوی، میں زمانہ جاہلیت میں ملک شام کو تجارت کے لئے گیا تھا ملک کے اسی کنارے پر اہل کتاب سے ایک شخص مجھے ملا پوچھا کیا تمہارے یہاں کسی شخص نے نبوت کا دعوٰی کیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں، کہا تم ان کی صورت دیکھو تو پہچان لوگے؟ میں نے کہا ہاں، وہ ہمیں ایک مکان میں لے گیا جس میں تصاویر تھیں، وہاں نبی ﷺ کی صورت کریمہ مجھے نظر نہ آئی، اتنے میں ایک اور کتابی آکر بولا: کس شغل میں ہو؟ ہم نے حال کہا، وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا وہاں جاتے ہی حضور پرنور ﷺ کی تصویرِ منیر مجھے نظر آئی اور دیکھا کہ ایک شخص حضور کے پیچھے حضور کے قدم مبارک کو پکڑے ہوئے ہے، میں نے کہا یہ دوسرا کون ہے، وہ کتابی بولا: انہ لم یکن نبی الا کان

[1] دلائل النبوۃ ابو نعیم، عالم الکتب بیروت، الجزء الاول ص ۲۸۔۲۵

دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی قصۃ وصی عیسٰی ابن مریم علیہما السلام، المکتبۃ الاثریہ، لاہور، ۵/۴۲۵تا۴۲۷

بعدہ نبی الا ھذا فانہ لا نبی بعدہ وھذا الخلیفۃ بعدہ۔ بیشک کوئی نبی ایسا نہ ہوا جس کے بعد نبی نہ ہو سوا اس نبی ﷺ کے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ دوسرا ان کے بعد خلیفہ ہے۔ اسے جو میں دیکھوں تو ابوبکر صدیق کی تصویر تھی۔[1]

بادشاہ روم کے دربار میں ذکر مصطفی ﷺ:

تذییل اول: ابن عساکر بطریق قاضی معافی بن زکریا حضرت عبادہ بن صامت، اور بیہقی و ابونعیم بطریق حضرت ابوامامہ باہلی حضرت ہشام بن عاص سے راوی رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین، جب صدیق اکبر ؓ نے ہمیں بادشاہ روم ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم اس کے شہ نشین کے نزدیک پہنچے وہاں سواریاں بٹھائیں اور کہا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ جانتا ہے یہ کہتے ہی اس کا شہ نشین ایسا ہلنے لگا جیسے ہوا کے جھونکے میں کھجور، اس نے کہلا بھیجا یہ تمہیں حق نہیں پہنچتا کہ شہروں میں اپنے دین کا اعلان کرو، پھر ہمیں بلایا ہم گئے وہ سرخ کپڑے پہنے سرخ مسند پر بیٹھا تھا آس پاس ہر چیز سرخ تھی اس کے اراکین دربار اس کے ساتھ تھے ہم نے سلام نہ کیا اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے وہ ہنس کر بولا تم آپس میں جیسا ایک دوسرے کو سلام کرتے ہو مجھے کیوں نہ کیا؟ ہم نے کہا ہم تجھے اس سلام کے قابل نہیں سمجھتے اور جس مجرے پر تو راضی ہوتا ہے وہ ہمیں روا نہیں کہ کسی کے لئے بجالائیں، پھر اس نے پوچھا سب سے بڑا کلمہ تمہارے یہاں کیا ہے؟ ہم نے کہا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، خدا گواہ ہے یہ کہتے ہی بادشاہ کے بدن پر لرزہ پڑ گیا پھر آنکھیں کھول کر غور سے ہمیں دیکھا اور کہا یہی وہ کلمہ ہے جو تم نے میرے شہ نشین کے نیچے اترتے وقت کہا تھا؟ ہم نے کہا ہاں، کہا جب اپنے گھروں میں اسے کہتے ہو تو کیا تمہاری چھتیں بھی اس طرح کانپنے لگتی ہیں؟ ہم نے

[1] المعجم الکبیر، حدیث ۱۵۳۷، المکتبۃ الفیصلیۃ، بیروت، ۱۲۵/۲
دلائل النبوۃ ابو نعیم، عالم الکتب، بیروت، ۹/۱

کہا خدا کی قسم یہ تو ہم نے یہیں دیکھا اور اس میں خدا کی کوئی حکمت ہے، بولا سچی بات خوب ہوتی ہے سن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کہ کاش میرا آدھا ملک نکل جاتا اور تم یہ کلمہ جس چیز کے پاس کہتے وہ لرزنے لگتی۔ ہم نے کہا یہ کیوں؟ کہا یوں ہوتا تو کام آسان تھا اور اس وقت لائق تھا کہ یہ زلزلہ شان نبوت سے نہ ہو بلکہ کوئی انسانی شعبدہ ہو۔[1] (یعنی اللہ تعالٰی ایسے معجزات ہر وقت ظاہر نہیں فرماتا بلکہ عالم اسباب میں شان نبوت کو بھی غالباً مجرائے عادت کے مطابق رکھتا ہے) ولو جعلنہ ملکا لجعلنہ رجلا وللبسنا علیھم ما یلبسون (القرآن الکریم ۶/۹) ترجمہ: اگر ہم فرشتے کو نبی بناتے تو مرد ہی بناتے اور اس کو وہی لباس پہناتے جو مرد لوگ پہنتے ہیں۔ ولہٰذا انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے جہادوں میں بھی جنگ دو سرداروں کا مضمون رہتا ہے۔ الحرب بیننا وبینہ سجال ینال منا و ننال منہ[2] ۔رواہ الشیخان عن ابی سفیان ؓ۔ (ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کبھی وہ کامیاب اور کبھی ہم کامیاب ہوتے ہیں، اس کو شیخین نے ابوسفیان ؓ سے روایت کیا۔ت) لہٰذا جب ابوسفیان ؓ نے ہرقل کو خبر دی کہ لڑائی میں کبھی ہم بھی ان پر غالب آتے ہیں ہرقل نے کہا ھذہ ایۃ النبوۃ[3] یہ نبوت کی نشانی ہے رواہ البزار و ابونعیم عن دحیۃ الکلبی ؓ (اسے بزار اور ابونعیم نے دحیہ کلبی ؓ سے روایت کیا۔ت)

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما وجد من صورۃ نبینا محمد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳۸۶،۳۸۷/۱
جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن المعافی عن عبادۃ بن الصامت، حدیث ۵۶۴۱، دار الفکر بیروت، ۶۲/۲۰

[2] صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحی، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۴/۱

[3] کشف الاستار عن زوائد البزار باب فیما کان عند اھل الکتاب من علامات نبوت۔ موسستہ الرسالہ، بیروت، ۱۱۷/۳

تصرفِ اولیاء اور مظلومیتِ حسین

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ بعض جہال ضعیف الایمان اس پر شک کرنے لگتے ہیں، اور اسی قبیل سے ہے جاہل وہابیوں کا اعتراض کہ اولیاء اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ قدرت رکھتے تو امام حسین رضی اللہ عنہ کیوں ایسی مظلومی کے ساتھ شہید ہو جاتے، ایک اشارے میں یزید پلید کے لشکر کو کیوں نہ غارت فرما دیا۔ مگر یہ سفہاء نہیں جانتے کہ ان کی قدرت جو انہیں ان کے رب نے عطا فرمائی رضا و تسلیم و عبدیت کے ساتھ ہے نہ کہ معاذ اللہ جباری و سرکشی و خودسری کے ساتھ مقوقس بادشاہ مصر نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے امتحاناً پوچھا کہ جب تم انہیں نبی کہتے ہو تو انہوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک فرما دیا جب انہوں نے ان کا شہر مکہ چھڑایا تھا، حاطب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول نہیں مانتا انہوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک کر دیا جب انہوں نے انہیں پکڑا اور سولی دینے کا ارادہ کیا تھا؟ مقوقس بولا: **انت حکیمٌ جآء من عند حکیم**[1] تم حکیم ہو کہ حکیم کامل ﷺ کے پاس سے آئے، **رواہ البیھقی عن حاطب** رضی اللہ عنہ (اس کو بیہقی نے حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ت) خیر یہ تو فائدہ زائدہ تھا، حدیث سابق کی طرف عود کریں۔

ہرقل کے پاس انبیاء کی تصاویر:

پھر ہرقل نے ہمیں باعزاز و اکرام ایک مکان میں اتارا، دونوں وقت عزت کی مہمانیاں بھیجتا، ایک رات ہمیں پھر بلا بھیجا، ہم گئے اس وقت اکیلا بالکل تنہا بیٹھا تھا، ایک بڑا صندوقچہ زرنگار منگا کر کھولا اس میں چھوٹے چھوٹے خانے تھے ہر خانے پر دروازہ لگا تھا، اس نے ایک خانہ کھول کر سیاہ ریشم کا کپڑا تہہ کیا ہوا نکالا اسے کھولا تو اس میں ایک سرخ

[1] دلائل النبوۃ للبیھقی باب ماجاء الی کتاب النبی ﷺ المقوقس دار الکتب العلمیہ، بیروت ۴/۳۹۶

تصویر تھی، مرد فراخ چشم بزرگ سرین کہ ایسے خوبصورت بدن میں ایسی لمبی گردن کبھی نہ دیکھی تھی سر کے بال نہایت کثیر (بے ریش دو گیسو غایت حسن و جمال میں) ہرقل بولا: انہیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہ، کہا: یہ آدم ہیں علیہ السلام پھر وہ تصویر رکھ کر دوسرا خانہ کھولا، اس میں سے ایک سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا، اس میں خوب گورے گورے رنگ کی تصویر تھی، مرد بسیار موئے سر مانند موئے قبطیاں، فراخ چشم، کشادہ سینہ، بزرگ سر (آنکھیں سرخ، داڑھی خوبصورت) پوچھا: انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہ، کہا یہ نوح ہیں علیہ السلام۔ پھر اسے رکھ کر اور خانہ کھولا، اس میں سے حریر سبز کا ٹکڑا نکالا اس میں نہایت گورے رنگ کی ایک تصویر تھی، مرد خوب چہرہ، خوش چشم، دراز بینی (کشادہ پیشانی)، رخسارے سُتے ہوئے، سر پر نشانِ پیری، ریش مبارک سپید نورانی، تصویر کی یہ حالت ہے کہ گویا جان رکھتی ہے، سانس لے رہی ہے (مسکرا رہی ہے) کہا: ان سے واقف ہو؟ ہم نے کہا: نہ، کہا: یہ ابراہیم ہیں علیہ السلام۔ پھر اسے رکھ کر ایک اور خانہ کھولا، اس میں سے سبز ریشم کا پارچہ نکالا، اسے جو ہم نظر کریں تو محمد ﷺ کی تصویر منیر تھی، بولا: انہیں پہچانتے ہو؟ ہم رونے لگے اور کہا: یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، وہ بولا: تمہیں اپنے دین کی قسم یہ محمد (ﷺ) ہیں؟ ہم نے کہا: ہاں ہمیں اپنے دین کی قسم یہ حضور اکرم کی تصویر پاک ہے گویا ہم حضور کو حالتِ حیات دنیوی میں دیکھ رہے ہیں، اسے سنتے ہی وہ اچھل پڑا بے حواس ہو گیا سیدھا کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا دیر تک دم بخود رہا پھر ہماری طرف نظر اٹھا کر بولا: **اما انہ اٰخر البیوت ولکنی عجلتہ لا نظر ما عندکم**[1] سنتے ہو یہ خانہ سب خانوں کے بعد تھا مگر میں نے جلدی کر کے دکھایا کہ دیکھوں تمہارے پاس اس باب میں کیا ہے، یعنی اگر ترتیب وار دکھاتا تا آتا تو احتمال تھا کہ تصویر حضرت مسیح کے بعد دکھانے پر

[1] جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن معافی عن عبادۃ بن الصامت حدیث ۱۵۶۴۱، دار الفکر بیروت ۲۰/۶۳
دلائل النبوۃ للبیھقی باب ماوجد فی صورۃ النبی ﷺ، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱/۸۸، ۳۸۸

تم خواہ مخواہ کہہ دو کہ یہ ہمارے نبی کی تصویر ہے اس لئے میں نے ترتیب قطع کر کے اسے پیش کیا کہ اگر یہ وہی نبی موعود ہیں تو ضرور پہچان لوگے، بحمد اللہ تعالٰی ایسا ہی ہوا، اور یہی دیکھ کر اس حرماں نصیب کے دل میں درد اٹھا کہ حواس جاتے رہے اٹھا بیٹھا دم بخود رہا۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون ○ (القران الکریم ۶۱/۸) والحمد للہ رب العلمین ○ (القرآن الکریم ۱/۱) (اللہ تعالٰی اپنے نور کو تام فرمائیگا اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ والحمد للہ رب العلمین۔ت)

ہمارا مطلب تو بحمد اللہ تعالٰی یہیں پورا ہوگیا کہ یہ خانہ سب خانوں کے بعد ہے، اس کے بعد حدیث میں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر کریمہ کا ذکر ہے، حلیہ ہائے منورہ پر اطلاع مسلمین کے لئے اس کا خلاصہ بھی مناسب، یہاں تک کہ دونوں حدیثیں متفق تھیں، ترجمہ مختصراً حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا تھا، جو لفظ حدیثِ ہشام رضی اللہ عنہ سے بڑھائے خطوط ہلالی میں تھے، اب حدیث ہشام اتم وازید ہے کہ اس میں پانچ انبیاء لوط و اسحٰق و یعقوب و اسماعیل و یوسف علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر شریف زائد ہے لہٰذا اسی سے اخذ کریں، اور جو مضمون حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ میں زائد ہو اسے خطوط ہلالی میں بڑھائیں۔ فرماتے ہیں پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا، حریر سیاہ پر ایک تصویر گندمی رنگ سانولی نکالی (مگر حدیث عبادہ میں گورا رنگ ہے) مرد مرغول موسخت گھونگر والے بال، آنکھیں جانب باطن مائل، تیز نظر، ترش رو دانت، باہم چڑھے ہونٹ، سمٹا جیسے کوئی حالتِ غضب میں ہو۔ ہم سے کہا: انہیں پہچانتے ہو؟ یہ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ان کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی، صورت ان سے ملتی مگر سر پر خوب تیل پڑا ہوا، پیشانی کشادہ، پتلیاں جانب بینی مائل (سر مبارک مدوّر گول)، کہا: انہیں جانتے ہو؟ یہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ پھر اور خانہ کھول کر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی، مرد گندم گوں، سر کے بال سیدھے، قد میانہ، چہرے سے آثار غضب نمایاں، کہا: یہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی، گورا

رنگ جس میں سرخی جھلکتی، ناک اونچی، رخسارے ہلکے، چہرہ خوبصورت، کہا یہ اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی، صورت صورتِ اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشابہ تھی مگر لب زیریں پر ایک تل تھا، کہا: یہ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سیاہ پر ایک تصویر نکالی، رنگ گورا، چہرہ حسین، ناک بلند، قامت خوبصورت، چہرے پر نور درخشاں اور اس میں آثار خشوع نمایاں، رنگ میں سرخی کی جھلک تاباں، کہا: یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جد کریم اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی کہ صورت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشابہ تھی، چہرہ گویا آفتاب تھا، کہا یہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی سرخ رنگ، باریک ساقیں، آنکھیں کم کھلی ہوئی جیسے کسی کو روشنی میں چوندھ لگے، پیٹ ابھرا ہوا، قد میانہ، تلوار حمائل کئے، مگر حدیث عبادہ میں اس کے عوض یوں ہے حریر سبز پر گوری تصویر جس کے عضو عضو سے نزاکت و دلکشی ٹپکتی، ساق و سرین خوب گول، کہا: یہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی، فربہ سرین، پاؤں میں طول، گھوڑے پر سوار (جس کے ہر طرف پر لگے تھے گردن دبی ہوئی، پشت کوتاہ، گورا رنگ) کہا: یہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں (اور یہ پردار گھوڑا جس کی ہر جانب پر ہیں ہوا ہے کہ انہیں اٹھائے ہوئے ہے) پھر حریر سیاہ پر ایک گوری تصویر نکالی، مرد جوان، داڑھی نہایت سیاہ، سر کے بال کثیر، چہرہ خوبصورت (آنکھیں حسین، اعضاء متناسب) کہا: یہ عیسٰی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ہم نے کہا: یہ تصویریں تیرے پاس کہاں سے آئیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ ضرور سچی تصاویر ہیں کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کریم کے مطابق پائی۔ کہا: آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی تھی کہ میری اولاد کے انبیاء مجھے دکھا دے حق سبحانہٗ تعالٰی نے

---

[1] فائدہ: یہ نفیس جلیل حدیث طویل جس کا خلاصہ اختصار کے ساتھ تین ورق میں بیان ہوا بحمد اللہ تعالٰی صحیح ہے امام حافظ عماد الدین بن کثیر، امام خاتم الحفاظ سیوطی نے فرمایا ھذا حدیث جید الاسناد ورجالہ ثقات۔ ۱۲ منہ

ان پر تصاویر انبیاء اتاریں کہ مغرب شمس کے پاس خزانہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھیں، ذوالقرنین نے وہاں سے نکال کر دانیال علیہ السلام کو دیں (انہوں نے پارچہ ہائے حریر پر اتاریں کہ یہ بعینہا وہی چلی آتی ہیں) سن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کاش میرا نفس ترک سلطنت کو گوارا کرتا اور میں مرتے دم تک تم میں کسی ایسے کا بندہ بنتا جو غلاموں کے ساتھ نہایت سخت برتاؤ رکھتا (مگر کیا کروں نفس راضی نہیں ہوتا) پھر ہمیں عمدہ جائزے دے کر رخصت کیا (اور ہمارے ساتھ آدمی کر کے سرحدِ اسلام تک پہنچا دیا) ہم نے آ کر صدیق رضی اللہ عنہ سے حال عرض کیا، صدیق روئے اور فرمایا: مسکین اگر اللہ اس کا بھلا چاہتا وہ ایسا ہی کرتا، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ یہ اور یہودی اپنے یہاں محمد ﷺ کی نعت پاتے ہیں[1]

مقوقس کے دربار میں فرمانِ نبوی:

تذییل دوم: امام واقدی اور ابوالقاسم بن عبدالحکم فتوح مصر میں بطریق ابان بن صالح راوی جب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ فرمان اقدس ﷺ لے کر مقوقس نصرانی بادشاہ مصر و اسکندریہ کے پاس تشریف لے گئے، اس نے ان سے دریافت کیا کہ محمد ﷺ کس بات کی طرف بلاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: توحید و نماز پنجگانہ و روزۂ رمضان و حج و وفائے عہد۔ پھر اس نے حضور کا حلیہ پوچھا، انہوں نے باختصار بیان کیا، وہ بولا: **قد بقیت اشیاء لم تذکرھا فی عینیه حمرة قلت ما تفارقه وبین کتفیه خاتم النبوة** الخ ابھی اور باتیں باقی رہیں کہ تم نے نہ بیان کیں ان کے آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں کہ کم کسی وقت

[1] درمنثور بحوالہ ابی یعلی وابن عساکر، تحت آیہ سبحن الذی، منشورات مکتبۃ آیۃ اللہ العظمی، قم ایران، ۱۴۸/۴

[2] المطالب العالیۃ بحوالہ ابی یعلی، حدیث ۴۲۸۷، دار الباز مکۃ المکرمۃ، ۲۰۲/۴

جدا ہوتے ہوں اور ان کے دونوں شانوں کے بیچ مہر نبوت ہے۔ پھر حضور اقدس ﷺ کی اور صفات کریمہ بیان کر کے بولا: **قد کنت اعلم ان نبیا قدبقی وقد کنت اظن مخرجه بالشام، وهناک کانت تخریج الانبیاء قبله فاراه قد خرج فی ارض العرب فی ارض جهد وبؤس والقبط لا تطاوعنی علی اتباعه وسیظهر علی البلاد**[1] مجھے یقیناً معلوم تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور مجھے گمان تھا کہ وہ شام میں ظاہر ہوگا کہ اگلے انبیاء نے وہاں ظہور کیا اب میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے عرب میں ظہور فرمایا، محنت میں مشقت کی زمین میں، اور قبطی ان کی پیروی میں میری نہ مانیں گے عنقریب وہ ان شہروں پر غلبہ پائیں گے۔

تتمۂ حدیث

ابوالقاسم نے بطریق ہشام بن اسحٰق وغیرہ اور ابن سعد نے طبقات میں بطریق محمد بن عمر بن واقد ان کے شیوخ سے روایت کیا کہ مقوقس نے حضور اقدس ﷺ کو اسی مضمون کی عرضی لکھی کہ: **قدعلمت ان نبیا بقی وکنت اظن انه یخرج بالشام وقد اکرمتک رسولک وبعثت الیک بهدیة**[2] ترجمہ: مجھے یقین تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور میرے گمان میں وہ شام سے ظہور کرتا اور میں نے حضور کے قاصد کا اعزاز کیا اور حضور کے لئے نذر حاضر کرتا ہوں۔

عبداللہ بن سلام کا واقعہ ایمان

تذییل سوم: بیہقی دلائل میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے راوی،

[1] شرح الزرقانی علی المواهب بحوالہ واقدی وابن عبدالحکیم، المقصد الثانی، الفصل الثالث، دار المعرفۃ، بیروت، ۳۵۰/۳

[2] الطبقات الکبری، ذکر بعثه رسول اللہ ﷺ الخ، دار صادر، بیروت، ۲۶۰/۱

جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا چرچا سنا اور حضور کے صفت و نام و ہیات اور جن جن باتوں کی ہم حضور کے لئے۔ توقع کر رہے تھے سب پہچان لیں تو میں نے خاموشی کے ساتھ اسے دل میں رکھا یہاں تک کہ حضور اقدس ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے مجھے خبر رونق افروزی پہنچی میں نے تکبیر کہی میری پھوپھی بولی: اگر تم موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا سنتے تو اس سے زیادہ کیا کرتے؟ میں نے کہا: اے پھوپھی! خدا کی قسم وہ موسیٰ بن عمران کے بھائی ہیں جس بات پر موسیٰ بھیجے گئے تھے اسی پر یہ بھی مبعوث ہوئے ہیں، وہ بولی: **یا ابن اخی اھو النبی الذی کنا نخبر به انه یبعث مع بعث الساعة، قلت لها نعم**[1] ترجمہ: اے میرے بھتیجے! کیا یہ وہ نبی ہیں جن کی ہم خبر دئے جاتے تھے کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوں گے؟ میں نے کہا: نعم ہاں۔ (الحدیث) خطیب و ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **انا احمد و محمد والحاشر والمقفی و الخاتم**[2] ترجمہ: میں احمد ہوں اور محمد اور تمام جہان کو حشر دینے والا، اور سب انبیاء کے پیچھے آنے والا، اور نبوت ختم فرمانے والا ﷺ۔

ہجرت حضرت عباس:

ابو یعلیٰ و طبرانی و شاشی و ابو نعیم فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر و ابن النجار حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے موصولاً اور رویانی و ابن عساکر محمد بن شہاب زہری سے مرسلاً راوی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عمِ نبی ﷺ نے حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں (مکہ معظمہ سے) عرضی حاضر کی کہ مجھے اذن عطا ہو تو ہجرت کرکے (مدینہ طیبہ) حاضر

[1] دلائل النبوة للبیهقی، باب ما جاء فی دخول عبدالله بن سلام علی رسول الله ﷺ دارالکتاب العلمیه، بیروت، ۲/۵۳۰

[2] تاریخ بغداد للخطیب، ترجمہ ۱۲۵۰ احمد بن محمد السوطی، دارالکتاب العربی، بیروت، ۵/۹۹

ہوں۔ اس کے جواب میں حضور پرنور ﷺ نے یہ فرمان نافذ فرمایا: **یا عم اقم مکانک الذی انت فیه، فان الله یختم بک الهجرة کما ختم بی النبوة**[1] اے چچا! اطمینان سے رہو کہ تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہونے والے ہو، جس طرح میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں ﷺ۔

امام اجل فقیہ محدث ابو اللیث سمرقندی "**تنبیهه الغافلین**" میں فرماتے ہیں:

حدثنا ابوبکر محمد بن احمد ثنا ابو عمران ثنا عبدالرحمن ثنا داؤد ثنا عباد بن الکثیر عن عبد خیر عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ ترجمہ: ہمیں ابوبکر محمد بن احمد ان کو ابو عمران ان کو عبدالرحمٰن ان کو داؤد ان کو عباد بن کثیر ان کو عبد خیر سے انہوں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ جب سورۃ **اذا جاء نصر الله** حضور اقدس ﷺ کے مرض وصال شریف میں نازل ہوئی حضور فوراً برآمد ہوئے پنجشنبہ کا دن تھا، منبر پر جلوس فرمایا، بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مدینے میں ندا کردو "لوگو! رسول اللہ ﷺ کی وصیت سننے چلو" یہ آواز سنتے ہی سب چھوٹے بڑے جمع ہوئے، گھروں کے دروازے ویسے ہی کھلے چھوڑ دیئے یہاں تک کہ کنواریاں پردوں سے باہر نکل آئیں، حد یہ کہ مسجد شریف حاضرین پر تنگ ہوئی، اور حضور اقدس ﷺ فرما رہے ہیں اور اپنے پچھلوں کے لئے جگہ وسیع کرو، اپنے پچھلوں کے لئے جگہ وسیع کرو۔ پھر حضور ﷺ منبر پر قیام فرما کر حمد و ثنائے الٰہی بجالائے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجی، پھر ارشاد ہوا: **انا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب بن هاشم العربی الحرمی المکی لا نبی بعدی**[2] الحدیث، هذا مختصر۔ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم عربی صاحب حرم محترم و مکہ معظمہ ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، الحدیث، ہذا مختصر۔

[1] تهذیب تاریخ دمشق الکبیر، ذکر من اسمه عباس، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۷/۲۳۵

[2] تنبیه الغافلین، باب الرفق، دار الکتب العلمیة، بیروت، ص ۴۳۷

مدینہ طیبہ میں حضور کی تشریف آوری:

اللہ اللہ ایک وہ دن تھا کہ مدینہ طیبہ میں حضور پرنور ﷺ کی تشریف آوری کی دھوم ہے، زمین وآسمان میں خیر مقدم کی صدائیں گونج رہی ہیں، خوشی وشادمانی ہے کہ در و دیوار سے ٹپکی پڑتی ہے، مدینے کے ایک ایک بچے کا دمکتا چہرہ انار دانہ ہو رہا ہے، باچھیں کھلی جاتی ہیں، دل ہیں کہ سینوں میں نہیں سماتے، سینوں پر جامے تنگ، جاموں میں قبائے گل کا رنگ، نور ہے کہ چھما چھم برس رہا ہے فرش سے عرش تک کا نور کا بقعہ بنا ہے، پردہ نشین کنواریاں شوق دیدارِ محبوبِ کردگار میں گاتی ہوئی باہر آئی ہیں کہ:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

ہم پر چاند نکل آیا وداع کی گھاٹیوں سے

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع[1]

ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والا دعا مانگے

بنی النجار کی لڑکیاں کوچے کوچے محوِ نغمہ سرائی ہیں کہ:

نحن جوارٍ من بنی النجار

ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں

یا حبذا محمد من جارٍ[2]

اے نجاریو! محمد ﷺ کیسا اچھا ہمسایہ ہے۔ت

ایک دن آج ہے کہ اس محبوب کی رخصت ہے، مجلسِ آخری وصیت ہے، مجمع تو

[1] المواہب اللدنیۃ، الہجرۃ الی المدینۃ متی انشد طلع البدر، المکتب الاسلامی بیروت، ۳۱۳/۱

[2] المواہب اللدنیۃ، الہجرۃ الی المدینۃ متی انشد طلع البدر، المکتب الاسلامی، بیروت، ۳۱۴/۱

آج بھی وہی ہے، بچوں سے بوڑھوں تک، مردوں سے پردہ نشینوں تک سب کا ہجوم ہے، ندائے بلال سنتے ہی چھوٹے بڑے سینوں سے دل کی طرح بے تابانہ نکلے ہیں، شہر بھر نے مکانوں کے دروازے کھلے چھوڑ دئے ہیں، دل کھلائے چہرے مرجھائے دن کی روشنی دھیمی پڑ گئی کہ آفتابِ جہاں تاب کی وداع نزدیک ہے، آسمان پژمردہ، زمین افسردہ، جدھر دیکھو سناٹے کا عالم اتنا اژدھام اور ہو کا مقام، آخری نگاہیں اس محبوب کے روئے حق نما تک کس حسرت ویاس کے ساتھ جاتی اور ضعفِ نومیدی سے ہلکان ہو کر بیخودانہ قدموں پر گر جاتی ہیں، فرطِ ادب سے لب بند مگر دل کے دھوئیں سے یہ صدا بلند۔

(میں اپنے دیکھنے والوں کے لئے سیاہ تھا پس اندھا کیا گیا آپکو دیکھنے والے کو. پس جو

كنت السواد لناظری ... فعمی علیک الناظر

من شاء بعدک فلیمت ... فعلیک کنت احاذر[1]

چاہے آپ کے بعد مار دے، پس آپ پر ہی بھروسا تھا کہ مجھے بچالیں گے۔ت)

اللہ کا محبوب، امت کا داعی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا اور محبت بھرے دل سے انہیں حافظ حقیقی کے سپرد کر رہا ہے، شانِ رحمت کو ان کی جدائی کا غم بھی ہے اور فوج فوج امنڈتے ہوئے آنے کی خوشی بھی کہ محنت ٹھکانے لگی، جس خدمت کو ملک العرش نے بھیجا تھا باحسن الوجوہ انجام کو پہنچی۔

نوح کی ساڑھے نوسو برس وہ سخت مشقت اور صرف پچاس شخصوں کو ہدایت، یہاں بیس (۲۰) تیئیس (۲۳) ہی سال میں بحمد اللہ یہ روز افزوں کثرت، کنیز و غلام جوق جوق آرہے ہیں، جگہ بار بار تنگ ہو جاتی ہے دفعہ دفعہ ارشاد ہوتا ہے آنے والوں کو جگہ دو، آنے

[1] المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر، الفصل الاول (وثاء) المکتب الاسلامی، بیروت، ۵۵۴/۴

والوں کوجگہ دو، اس عام دعوت پر جب یہ مجمع ہولیا ہے سلطان عالم نے منبر اکرم پر قیام کیا ہے، بعد حمد وصلوٰۃ اپنے نسب ونام وقوم ومقام وفضائل عظام کا بیان ارشاد ہوا ہے، مسلمانو! خدارا پھر مجلس میلاد اور کیا ہے، وہی دعوت عام، وہی مجمع تام، وہی منبر وقیام، وہی بیان فضائل سیّد الانام علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میلاد اور کس شئے کا نام، مگر نجدی صاحبوں کو ذکر محبوب مٹانے سے کام وربنا الرحمن المستعان وبه الاعتصام وعليه التكلان (ہمارا رب رحمٰن مددگار ہے اور اسی ذات سے مضبوطی اور اسی پر اعتماد ہے)

چار پائے کلام کرتے ہیں:

ابن حبان وابن عساکر حضرت ابومنظور اور ابونعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، جب خیبر فتح ہوا رسول اللہ ﷺ نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے کلام فرمایا، وہ جانور بھی تکلم میں آیا، ارشاد ہوا، تیرا کیا نام ہے؟ عرض کی: یزید بیٹا شہاب کا، اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا کئے کلهم لا يركبه الا نبی ان سب پر انبیاء سوار ہوا کئے وقد كنت اتوقعك ان تركبنی، لم يبق من نسل جدی غيری ولا من الانبياء غيرك مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوا میرے اور انبیاء میں سوا حضور کے کوئی باقی نہیں، میں ایک یہودی کے پاس تھا اسے قصداً گرادیا کرتا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا، حضور اقدس ﷺ نے اس کا نام یعفور رکھا، جسے بلانا چاہتے اسے بھیج دیتے چوکھٹ پر سر مارتا جب صاحب خانہ باہر آتا اسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس ﷺ یاد فرماتے ہیں، جب حضور پرنور ﷺ نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ کے کنویں میں گر کر مرگیا[1] اهذا

---

[1] المواهب اللدنية بحواله ابن عساكر عن ابی منظور، مقصد رابع، فصل اول، المكتب الاسلامی بيروت ۲/ ۵۵۴

حديث ابی منظور ونحوه عن معاذ باختصار غير انه ذكر مكان الاباء ثلثة اخوة واسمه مكان يزيد عمر وقال كلنا ركبنا الانبياء انا اصغرهم وكنت لك[1] الحديث قلت ولا عليك من دندنة العلامة ابن الجوزی كعادته عليه ولا من تحامل ابن دحية علٰی حديث الضب المارسابقا فليس فيهما ما ينكر شرعا ولا فی سندهما كذاب ولا وضاع ولا متهم به فانی ياتهما الوضع وهذا امام الشان العسقلانی قد اقتصرفی حدبث ابی منظور علی تضعيفه وله شاهد من حديث معاذ كما تری لا جرم ان قال الزرقانی نهايته الضعف لا الوضع[2]، وقال هو والقسطلانی فی حديث الضب (معجزاته صلی الله تعالٰی عليه وسلم فيها ما هو ابلغ من هذا وليس فيه ما ينكر شرعا خصوصا و قدرواه الائمة) الحافظ الكبار كابن عدی وتلميذه الحاكم و تلميذه البيهقی وهو لايروی موضوعا والدارقطنی وناهيك به (فنهايته الضعف لاالوضع) كما زعم كيف ولحديث ابن عمر طريق اخر ليس فيه السلمی رواه ابو نعيم وورد مثله من حديث عائشة وابی هريرة عند غيرهما[3] اه قلت وقد اوردكلا الحديثين الامام خاتم الحفاظ فی الخصائص

---

[1] دلائل النبوة لابی نعيم، الفصل الثانی والعشرون، عالم الكتب، بيروت، ص ۱۳۸

[2] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية مقصد رابع، فصل اول، حديث الضب، دارالمعرفة بيروت، ۱۴۸/۵

[3] المواهب اللدنيه مقصد رابع، فصل اول، حديث الضب، المكتب الاسلامی، بيروت، ۵۵۵/۲
شرح الزرقانی علی المواهب اللدنيه مقصد رابع، فصل اول، حديث الضب، دارالمعرفة بيروت، ۱۴۹،۵۰/۵

الکبری وقد قال فی خطبتها نزهته عن الاخبار الموضوعة وما یرد اھ[1]،
قلت وعزو الزرقانی حدیث الضب لابن عمر تبع فیه الماتن اعنی الامام
القسطلانی صاحب المواهب وسبقهما الدمیری فی حیوٰة الحیوان
الکبری لکن الذی رأیت فی الخصائص الکبریٰ والجامع الکبیر للامام
الجلیل الجلال السیوطی هو عزوه لامیرالمؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کما قدمت
وقد اورده فی الجامع فی مسند عمر فزیادة لفظ الابن اما وقع سهوا
اویکون الحدیث من طریق ابن عمر عن عمر رضی اللہ تعالٰی عنهما فیصح العزو
الی کل وان کان الاولی ذکرا لمنتهی ویحتمل علی بُعد عن کل منهما
فاذن یکون مزویا عن ستة من الصحابة رضی اللہ تعالٰی عنهم، واللہ تعالٰی اعلم۔

ترجمہ: یہ ابومنظور کی حدیث ہے اور اسی کی مثل حضرت معاذ سے بطریق اختصار مروی ہے مگر انہوں نے آباء کی جگہ تین بھائیوں کا اور یزید کی جگہ نام عمر ذکر کیا اور اس نے کہا ہم سب پر انبیاء علیہم السلام سوار ہوئے جبکہ میں سب سے چھوٹا ہوں اور میں آپ کے لئے ہوں، الحدیث۔ قلت (میں کہتا ہوں) علامہ ابن جوزی کا اعتراض جیسا کہ اس کی عادت ہے تجھے مضر نہیں، اور نہ ہی ابن دحیہ کی سوسمار سے متعلق گزشتہ حدیث پر جسارت تجھے مضر ہے، ان دونوں حدیثوں میں شرعی طور پر کوئی قابل انکار چیز نہیں اور نہ ہی ان کی سندوں میں کوئی کذاب اور وضاع اور متہم راوی ہے تو ان حدیثوں کا موضوع ہونا کہاں سے ہوا جبکہ امام عسقلانی نے ابومنظور کی حدیث کو ضعیف کہنے پر اقتصار کیا حالانکہ اس حدیث کا شاہد حضرت معاذ کی حدیث ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے اسی بنا پر علامہ زرقانی نے فرمایا زیادہ سے زیادہ یہ ضعیف ہے موضوع نہیں ہے، اور انہوں نے اور امام قسطلانی نے بھی سوسمار والی حدیث

[1] الخصائص الکبریٰ، مقدمته المؤلف، دارالکتب الحدیثیه، بیروت، ۱/ ۸

کے متعلق فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات میں تو اس سے بڑھ کر واقعات ہیں جبکہ اس حدیث میں شرعی طور پر قابل انکار چیز بھی نہیں، خصوصاً جبکہ اس کو بڑے ائمہ حفاظ جیسے ابن عدی، ان کے شاگرد امام حاکم اور ان کے شاگرد امام بیہقی نے روایت کیا ہو، امام بیہقی تو موضوع روایت ذکر نہیں کرتے، اس کو دار قطنی نے روایت کیا ان کی سند تو تجھے کافی ہے تو زیادہ سے زیادہ یہ حدیث ضعیف ہوسکتی ہے موضوع نہیں ہے جیسا کہ بعض نے خیال کیا، موضوع کیسے کہا جائے جبکہ ابن عمر کی حدیث دوسرے طریقہ سے بھی مروی ہے جس میں سلمٰی مذکور نہیں اس طریق کو ابونعیم نے روایت کیا اور حضرت عائشہ صدیقہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل دونوں کے غیر سے وارد ہے اھ قلت (میں کہتا ہوں) ان دونوں حدیثوں کو امام جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبریٰ میں ذکر فرمایا حالانکہ انہوں۔ نے اس کتاب کے خطبہ میں فرمایا ہے میں نے اس کتاب کو موضوع اور مردود روایات سے دور رکھا ہے اھ قلت (میں کہتا ہوں) زرقانی کا سوسمار والی حدیث کو ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی طرف منسوب کرنا ماتن یعنی مصنف مواہب امام قسطلانی کی پیروی ہے جبکہ ان دونوں سے قبل علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان میں اس کو ذکر کیا لیکن میں نے امام جلال الدین سیوطی کی خصائص الکبریٰ اور جامع کبیر میں دیکھا انہوں نے اس کو امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے جیسا کہ میں پہلے ذکر کرچکا ہوں، انہوں نے اسے اپنی جامع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسند میں ذکر فرمایا، تو ''ابن'' کا لفظ سہواً لکھا گیا ہے یا پھر ابن عمر کے ذریعے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے لہٰذا دونوں حضرات کی طرف نسبت درست ہے، اگرچہ منتہی راوی یعنی عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا اولٰی ہے اور بعید احتمال کے طور پر دونوں حضرات سے مستقل روایت بھی ہوسکتی ہے تو یوں چھ صحابہ سے یہ حدیث مروی ہوگی۔
(واللہ تعالٰی اعلم)۔ ت

میرے بعد کوئی نبی نہیں

سعید بن ابی منصور و امام احمد و ابن مردویہ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لا نبوة بعدی الا المبشرات الرؤیا الصالحة[1] ترجمہ: میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھے خواب۔ احمد و خطیب اور بیہقی شعب الایمان میں اس کے قریب ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لا یبقی بعدی من النبوة شئی الاالمبشرات الرؤیا الصالحة یراھا العبد اوتری له[2] ترجمہ: میرے بعد نبوت سے کچھ باقی نہ رہے گا مگر بشارتیں، اچھا خواب کہ بندہ آپ دیکھے یا اس کے لئے دوسرے کو دکھایا جائے۔

تیس کذّاب:

ابوبکر ابن ابی شیبہ مصنف میں عبید بن عمرو لیثی اور طبرانی کبیر میں نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلٰثون کذّابا کلھم یزعم انه نبی زاد[3] عبید قبل یوم القیٰمة۔ ترجمہ: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اس سے پہلے تیس کذاب نکلیں ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہتا ہو۔ عبید نے اس پر "قبل یوم القیٰمة" کو زائد کیا۔ اقول وانما اخزنا ھما الی التذییل بخلاف

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل، حدیث ابی الطفیل رضی اللہ عنہ، دارالفکر بیروت، ۵/۴۵۴
مجمع الزوائد، کتاب التعبیر، دارالکتاب، بیروت، ۷/۱۷۳

[2] مسند امام احمد بن حنبل، حدیث سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، دارالفکر بیروت، ۶/۱۲۹
تاریخ بغداد للخطیب، ترجمہ ۵۸۳۶، عبدالغالب بن جعفر، دارالکتاب، العربی، بیروت، ۱۱/۱۴۰

[3] مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن حدیث ۱۹۴۱۱، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه، کراچی ۱۵/۱۷۰

عین اللفظ المتقدم فی الحدیث الثانی والستین لان فی تتمه ان من قال فافعلوا به کذاوکذا وھٰذا العموم انما تم لا جل ختم النبوة اذلوجاز ان یکون بعده صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم نبی صادق لما ساع الامر المذکور بالعموم وان کان یأتی ایضا ثلٰثون او الوف من الکذابین بل کان یجب اقسامة امارة تمیزا الصادق من الکاذب والامر بالایقاع بمن ھو کاذب منھم لا غیر کما لا یخفی والی اللہ المشتکیٰ من ضعفنا فی ھٰذه الزمان الکثیر فجاره القلیل انصاره الغالب کفاره البین عواره وقد ظھر الاٰن بعض ھٰؤلاء الدجالین الکذابین فلواراداللہ باحدھم شیئًا یطیروا بالمسلم والمسلم انما حدّث فانّا للہ واناّ الیه رٰجعون لکن الاحتراس کان اسلم للمسلم وانفی للفساد فاحببنا الاقتصار علی القدر المراد واللہ المستعان وعلیه التکلان ولا حول ولا قوة الاّ باللہ العلی العظیم۔ اقول (میں کہتا ہوں) ان دونوں حدیثوں کو ہم نے تذییل کے آخر میں ذکر کیا برخلاف اس کے جو باسٹھویں حدیث میں پہلے گزرا عین لفظ اس کے کیونکہ اس کے آخر میں یوں ہے کہ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے اسے یہ یہ کرو۔ اور جو بھی ایسا دعویٰ کرے اس سے یوں کرو" یہ عموم ختم نبوت کے لئے ہی تام ہوسکتا ہے کیونکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا جائز ہوتا تو پھر یہ عام حکم ایسے لوگ تیس ہوں یا ہزاروں ہوں سب کو شامل نہ ہوتا بلکہ پھر سچے اور جھوٹے نبی کی تمیز میں کوئی امتیازی علامت بیان کر کے "یہ یہ کرنے" کا حکم ان میں سے صرف کاذبین کے لئے ہوتا ہر ایک کے لئے نہ ہوتا، جیسا کہ ظاہر ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ہی اس زمانہ میں ہمیں اپنے کمزور ہونے کی شکایت ہے یہ زمانہ جس میں فجار کی کثرت، مددگاروں کی قلت، کافروں کا غلبہ اور کج روی عام ہے جبکہ اب بعض ایسے کذاب دجّال لوگ ظاہر ہوئے ہیں،

اگر ایسے دجالوں کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے کچھ ہو گیا تو اس کو مسلمانوں کی طرف منسوب کیا جائے گا کہ انہوں نے ایسی حدیث بیان کی جس پر یہ کچھ ہوا ہم اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں اور اسی کی طرف ہمارا لوٹنا ہے تاہم مسلمانوں کو اپنی حفاظت مناسب ہے اور فساد کو دفع کرنا زیادہ بہتر ہے تو اس لئے صرف مراد کو بیان کرنا ہی پسند کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد اور اسی پر توکل ہے لاحول ولا قوۃ الاّ باللہ العلی العظیم۔(ت)

علی بمنزلہ ہارون ہیں:

خطیب، حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انما علی مِنّی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی[1] ترجمہ: علی مجھ سے ایسا ہے جیسا موسیٰ سے ہارون (کہ بھائی بھی اور نائب بھی) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ امام احمد مناقب امیر المؤمنین علی میں مختصراً، اور بغوی وطبرانی اپنی معاجیم، باوردی معرفت، ابن عدی کامل، ابواحمد حاکم کنیٰ میں بطریق امام بخاری، ابن عساکر تاریخ میں سب زید بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل میں راوی وهذا حدیث احمد (یہ حدیث احمد ہے۔ت) جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھائی چارہ کیا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی: میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی، یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کے ساتھ کیا جو میرے ساتھ نہ کیا یہ اگر مجھ سے کسی ناراضی کے سبب ہے تو حضور ہی کے لئے منانا اور عزت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: والذی بعثنی بالحق ما اخرتک الا لنفسی وانت منّی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انه لا نبی بعدی[1] قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا میں نے تمہیں خاص

[1] تاریخ بغداد للخطیب، ترجمہ ۴۰۲۳، الحسن بن یزید، دار الکتاب العربی، بیروت، ۷/۴۵۳

اپنے لئے رکھ چھوڑا ہے تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تم میرے بھائی اور وارث ہو۔ امیر المؤمنین نے عرض کی: مجھے حضور سے کیا میراث ملے گی؟ فرمایا: جو اگلے انبیاء کو ملی۔ عرض کی: انہیں کیا ملی تھی؟ فرمایا: خدا کی کتاب اور نبی کی سنت، اور تم میرے ساتھ جنت میں میری صاحبزادی کے ساتھ میرے محل میں ہوگے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہوں۔

ابن عساکر (م) بطریق عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابیہ عن جدہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ راوی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: خدا کی قسم میں تمہیں دو جہت سے دوست رکھتا ہوں، ایک تو قرابت، دوسرے یہ کہ ابوطالب کو تم سے محبت تھی، اے جعفر! تمہارے اخلاق میرے اخلاق کریمہ سے مشابہ ہیں: واما انت یا علی فانت

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر، ذکر من اسمه سلمان، ترجمه سلمان بن الاسلام الفارسی، داراحیاء التراث، العربی بیروت، ۳/۶

فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل، حدیث ۱۰۸۵، موسسة الرساله، بیروت، ۲/۶۳۸.۳۹

(م) فی نسخة کنزالعمال المطبوعة عن عبداللہ بن عقیل عن ابیه عن جده عقیل وهو خطاء وصوابه عبداللہ بن محمد بن عقیل، عبداللہ تابعی صدوق من رجال الاربعة ما خلا النسائی قال الذهبی حدیثه فی مرتبة الحسن وابوه تابعی مقبول رجال ابن ماجة ۱۲ منه

(م) کنز العمال کے مطبوعہ نسخہ میں عبداللہ بن عقیل اپنے والد ماجد اور ان کے دادا عقیل سے راوی جبکہ یہ خطا ہے اور صحیح یہ ہے عبداللہ بن محمد بن عقیل، یہ عبداللہ تابعی ہیں نہایت صادق، نسائی کے ماسوا سُنن صحاح کے راویوں میں شمار ہیں، امام ذہبی نے فرمایا ان کی روایت حسن کے مرتبہ میں ہے اور ان کے والد بھی تابعی اور مقبول، ابن ماجہ کے راویوں میں شمار ہیں۔(ت)

منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انی لانبی بعدی[1] ترجمہ: تم اے علی! مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں ﷺ۔

الحمدللہ تین چہل حدیث کا عدد تو کامل ہوا جن میں چوراسی ۸۴ حدیثیں مرفوع تھیں اور سترہ ۱۷ تذییلات علاوہ، پہلے گزری تھیں سات۔ اس تکمیل میں بڑھیں، ان سترہ میں بھی پانچ مرفوع تھیں تو جملہ مرفوعات یعنی وہ حدیثیں جو خود حضور پرنور خاتم النبیین ﷺ سے مروی حضور کے ارشاد و تقریر کی طرف منتہیٰ ہیں نواسی ۸۹ ہوئیں لہٰذا چاہا کہ ایک حدیث مرفوع اور شامل ہو کہ نوّے ۹۰ احادیث مرفوعہ کا عدد کامل ہو نیز ان الله وتر یحب الوتر (اللہ واحد ہے اور واحد کو پسند کرتا ہے۔ت) کا فضل حاصل ہو۔

میں آخری نبی اور میری امت آخری امت ہے:

بیہقی سنن میں حضرت ابن زمل جُہنی رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل رؤیا میں راوی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعد نماز صبح پاؤں بدلنے سے پہلے ستر بار سبحان الله وبحمده واستغفرالله ان الله کان توّابا پڑھتے پھر فرماتے یہ ستر ۷۰ سات سو ۷۰۰ کے برابر ہیں نرا بے خیر ہے جو ایک دن میں سات سو ۷۰۰ سے زیادہ گناہ کرے (یعنی ہر نیکی کم از کم دس ہے من جاء بالحسنة فله عشرا امثالها، تو یہ ستر کلمے سات سو نیکیاں ہوئے اور ہر نیکی کم از کم ایک بدی کو محو کرتی ہے۔ ان الحسنات یذھبن السیاٰت، تو اس

---

[1] کنزالعمال بحواله ابن عساکر عن عبدالله بن عقیل حدیث ۳۳۶۱۶، موسسته الرسالة، بیروت، ۷۳۹/۱۱.

(ہ) بعد حدیث ۱۱۰ تذییل اول دو حدیث عبادہ بن صامت و ہشام بن عاص، و تذییل دوم دو حدیث حاطب و شیوخ واقدی، و تذییل سوم حدیث ابن سلام و بعد حدیث ۱۱۷ دو حدیث عبید و نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲ منہ (م)

کے پڑھنے والے کے لئے نیکیاں ہی غالب رہیں گی مگر وہ کہ دن میں سات سو گناہ سے زیادہ کرے اور ایسا سخت ہی بے خیر ہوگا وحسبنا الله ونعم الوکیل۔ پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے تشریف رکھتے اور اچھا خواب حضور کو خوش آتا دریافت فرماتے: کسی نے کچھ دیکھا ہے؟ ابن زمل نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ فرمایا: بھلائی پاؤ اور برائی سے بچو ہمیں اچھا اور ہمارے دشمنوں پر بُرا، رب العالمین کے لئے ساری خوبیاں ہیں خواب بیان کرو۔ انہوں نے عرض کی: میں نے دیکھا کہ سب لوگ ایک وسیع نرم بے نہایت راستے پر پیچ شارع عام میں چل رہے ہیں ناگہاں اس راہ کے لبوں پر خوبصورت سبزہ زار نظر آیا کہ ایسا کبھی نہ دیکھا تھا اس کا لہلہاتا سبزہ چمک رہا ہے، شادابی کا پانی ٹپک رہا ہے، اس میں ہر قسم کی گھاس ہے، پہلا ہجوم آیا، جب اس سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور سواریاں سیدھے راستے پر ڈالے چلے گئے ادھر ادھر اصلاً نہ پھرے، پھر اس مرغزار کی طرف کچھ التفات نہ کیا، پھر دوسرا ہلّہ آیا کہ پہلوں سے کئی گنا زائد تھا، سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی راہ پر چلے مگر کوئی کوئی اس چراگاہ میں چرانے بھی لگا اور کسی نے چلتے میں ایک مُٹّھا لے لیا، پھر روانہ ہوئے، پھر عام اژدھام آیا، جب یہ سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور بولے یہ منزل سب سے اچھی ہے یہ ادھر ادھر پڑ گئے میں ماجرا دیکھ کر سیدھا راہ پڑ لیا، جب سبزہ زار سے گزر گیا تو دیکھا کہ سات زینے کا ایک منبر ہے اور حضور اس کے سب سے اونچے درجے پر جلوہ فرما ہیں، حضور کے آگے ایک سال خوردہ لاغر ناقہ ہے حضور اس کے پیچھے تشریف لے جاتے ہیں سیّد عالم ﷺ نے فرمایا وہ راہ نرم و وسیع وہ ہدایت ہے جس پر میں تمہیں لایا اور تم اس پر قائم ہوا اور وہ سبزہ زار دنیا اور اس کے عیش کی تازگی ہے میں اور میرے صحابہ تو چلے گئے کہ دنیا سے اصلاً علاقہ نہ رکھا نہ اسے ہم سے تعلق ہوا نہ ہم نے اسے چاہا نہ اس نے ہمیں چاہا پھر دوسرا ہجوم ہمارے بعد آیا وہ ہم سے کئی گنا زیادہ ہے، ان میں سے کسی نے چرایا کسی نے

گھاس کا منٹھا لیا اور نجات پا گئے، پھر بڑا ہجوم آیا وہ سبزہ زار میں دہنے بائیں پڑ گئے توانّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون٥ اور اے ابن زمل! تم اچھی راہ پر چلتے رہو گے یہاں تک کہ مجھ سے ملو اور وہ سات زینے کا منبر جس کے درجہ اعلیٰ پر مجھے دیکھا یہ جہان ہے اس کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میں اخیر ہزار میں ہوں واما ناقة التی رأیت ورأیتنی اتبعها فهی الساعة علینا تقوم لا نبی بعدی ولا اُمة بعد اُمتی اور وہ ناقہ جس کے پیچھے مجھے جاتا دیکھا قیامت ہے ہمارے ہی زمانے میں آئے گی، نہ میرے بعد کوئی نبی نہ میری امت کے بعد کوئی امت[1]، صلی اللّٰہ تعالٰی علیک وعلٰی امتک اجمعین وبارک وسلم واٰخر دعوٰنا ان الحمدللّٰہ رب العٰلمین۔

تسجیل جمیل

بحمد اللہ بیس (۲۰) احادیث علویہ کے علاوہ خاص مقصود محمود ختم نبوت پر یہ ایک سو ایک ۱۰۱ حدیثیں ہیں اور مع تذییلات ایک سو اٹھارہ ۱۱۸ جن میں نوے ۹۰ مرفوع ہیں اور ان کے رواۃ واصحاب اکہتر ۷۱۔

گیارہ تابعی صحابہ وتابعین جن میں صرف گیارہ تابعی:

۱۔امام اجل محمد باقر
۲۔سعد بن ثابت
۳۔ابن شہاب زہری
۴۔عامر شعبی
۵۔عبداللہ بن ابی الہذیل
۶۔علاء بن زیاد
۷۔ابوقلابہ
۸۔کعب احبار
۹۔مجاہد مکی
۱۰۔محمد بن کعب قرظی
۱۱۔وہب بن منبہ

[1] کنز العمال بحوالہ البیهقی، حدیث ۳۲۰۱۸، مؤسسۃ الرسالة، بیروت، ۱۵/ ۵۱۸ تا ۵۲۱
المعجم الکبیر حدیث ۸۱۴۶، عن ابن زمل الجهنی، المکتبة الفیصلیة، بیروت، ۸/ ۳۰۲ تا ۳۰۶

اکاون صحابہ: باقی ساٹھ صحابی ازاں جملہ اکاون صحابہ خاص اصول مرویات میں:

۱۲۔ابی بن کعب
۱۳۔ابو امامہ باہلی
۱۴۔انس بن مالک
۱۵۔اسماء بنت عمیس
۱۶۔براء بن عازب
۱۷۔بلال مؤذن
۱۸۔ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ
۱۹۔جابر بن سمرہ
۲۰۔جابر بن عبداللہ
۲۱۔جبیر بن مطعم
۲۲۔حبیش بن جنادہ
۲۳۔حذیفہ بن اسید
۲۴۔حذیفہ بن الیمان
۲۵۔حسان بن ثابت
۲۶۔حویصہ بن مسعود
۲۷۔ابوذر
۲۸۔ابن زمل
۲۹۔زیاد بن لبید
۳۰۔زید بن ارقم
۳۱۔زید بن ابی اوفیٰ
۳۲۔سعد بن ابی وقاص
۳۳۔سعید بن زید
۳۴۔ابوسعید خدری
۳۵۔سلمان فارسی
۳۶۔سہل بن سعد
۳۷۔ام المؤمنین ام سلمہ
۳۸۔ابوالطفیل عامر بن ربیعہ
۳۹۔عامر بن ربیعہ
۴۰۔عبداللہ بن عباس
۴۱۔عبداللہ بن عمر
۴۲۔عبدالرحمٰن بن غنم
۴۳۔عدی بن ربیعہ
۴۴۔عرباض بن ساریہ
۴۵۔عصمہ بن مالک
۴۶۔عقبہ بن عامر
۴۷۔عقیل بن ابی طالب
۴۸۔امیر المؤمنین علی
۴۹۔امیر المؤمنین عمر

۵۰۔عوف بن مالک اشجعی

۵۱۔ام المؤمنین صدیقہ

۵۲۔ام کرز

۵۳۔مالک بن حویرث

۵۴۔مالک بن سنان والد ابی سعید خدری

۵۵۔محمد بن عدی بن ربیعہ

۵۶۔معاذ بن جبل

۵۷۔امیر معاویہ

۵۸۔مغیرہ بن شعبہ

۵۹۔ابن ام مکتوم

۶۰۔ابومنظور

۶۱۔ابوموسیٰ اشعری

۶۲۔ابوہریرہ

اورنوصحابی تذییلات میں:

۶۳۔حاطب بن ابی بلتعہ

۶۴۔عبداللہ ابن ابی اوفیٰ

۶۵۔عبداللہ بن زبیر

۶۶۔عبداللہ بن سلام

۶۷۔عبداللہ بن عمرو بن عاص

۶۸۔عبادہ بن صامت

۶۹۔عبید بن عمرو لیثی

۷۰۔نعیم بن مسعود

۷۱۔ہشام بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ختم نبوت پر دیوبندی عقیدہ:

ان احادیث کثیرہ وافرہ شہیرہ متواترہ میں صرف گیارہ حدیثیں وہ ہیں جن میں فقط نبوت کا انہیں الفاظ موجودہ قرآن عظیم سے ذکر ہے جن میں آج کل کے بعض ضُلّال قاسمانِ کفر وضلال نے تحریف معنوی کی اور معاذ اللہ حضور کے بعد اور نبوتوں کی نیو جمانے کو خاتمیت بمعنی نبوت بالذّات لی یعنی معنی خاتم النبیین صرف اس قدر ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نبی بالذّات ہیں اور انبیاء نبی بالعرض، باقی زمانے میں تمام انبیاء کے بعد ہونا حضور کے بعد اور کسی کو نبوت ملنی ممتنع ہونا یہ معنی ختم نبوت نہیں اور صاف لکھ دیا کہ حضور کے بعد بھی کسی کو

نبوت مل جائے تو ختم نبوت کے اصلاً منافی نہیں اس کے رسالۂ ضلالت مقالہ کا خلاصۂ عبارت یہ ہے:

قاسم نانوتوی کا عقیدہ:

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدّم یا تاخّر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہوسکتا بلکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوجاتا ہے اسی طور پر رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمائیے آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور نبی موصوف بالعرض ایں معنی جو میں نے عرض کیا آپ کا خاتم ہونا انبیائے گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے[1] اھ ملتقطاً

مسلمانو! دیکھا اس ملعون ناپاک شیطانی قول نے ختم نبوت کی کیسی جڑ کاٹ دی، خاتمیّت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کہ وہ تاویل گھڑی کہ خاتمیت خود ہی ختم کردی صاف لکھ دیا کہ اگر حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والثنا کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ختم نبوت کے کچھ منافی نہیں اللہ اللہ جس کفر ملعون کے موجد کو خود قرآن عظیم کا وخاتم النبیین فرمانا نافع نہ ہوا کما قال تعالیٰ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ترجمہ):

وننزّل من القراٰن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظّٰلمين الاّ خسارا ۝ (القرآن الکریم ۱۷/۸۲) اتارتے ہیں ہم اس قرآن سے وہ چیز کہ مسلمانوں کیلئے شفاء

---

[1] تحذیر الناس، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔ص ۱۸،۲۴

ورحمت ہے اور ظالموں کو اس سے کچھ نہیں بڑھتا سوا زیان کے۔ اسے احادیث میں خاتم النبیین فرمانا کیا کام دے سکتا ہے فبای حدیث بعدہ یومنون (القرآن الکریم ۷/۱۸۵) قرآن کے بعد اور کون سی حدیث پر ایمان لائیں گے۔

صحابہء کرام اور ختم نبوت:

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے ان احادیث کثیرہ میں صرف گیارہ حدیثیں ایسی لکھیں جن میں تنہا ختم نبوت کا ذکر ہے باقی نوے ۹۰ احادیث اور اکثر تذییلات، ان پر علاوہ سو ۱۰۰ سے زائد حدیثیں وہی جمع کیں کہ بالتصریح حضور کا اسی معنی پر خاتم ہونا بتا رہی ہیں جسے وہ گمراہ ضال عوام کا خیال جانتا ہے اور اس میں نبی ﷺ کے لئے کوئی تعریف نہیں مانتا، صحابہ کرام وتابعین عظام کے ارشادات کہ تذییلوں میں گزرے، مثلاً:

۱۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سب انبیاء کے بعد بھیجا۔

۲۔ انس رضی اللہ عنہ کا قول تمہارے نبی آخر الانبیاء ہیں۔

۳۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۴۔ امام باقر رضی اللہ عنہ کا قول کہ وہ سب انبیاء کے بعد بھیجے گئے۔

انہیں تو یہ گمراہ کب سنے گا کہ وہ اسی وسوسۃ الخناس میں صاف یہ خود بھی بتایا گیا ہے کہ وہ سلف صالح کے خلاف چلا ہے اور اسکا عذر یوں پیش کیا کہ:

اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آ گیا اور کسی طفل ناداں نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا وہ عظیم الشان ہو گیا''۔

مگر آنکھیں کھول کر خود محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی متواتر حدیثیں دیکھئے کہ:

۱۔ میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ میں سب انبیاء میں آخر نبی ہوں۔

۳۔ میں تمام انبیاء کے بعد آیا۔

۴۔ ہمیں پچھلے ہیں۔

۵۔ میں سب پیغمبروں کے بعد بھیجا گیا۔

۶۔ قصر نبوت میں جو ایک اینٹ کی جگہ تھی مجھ سے کامل کی گئی۔

۷۔ میں آخر الانبیاء ہوں۔

۸۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۹۔ رسالت ونبوت منقطع ہو گئی اب نہ کوئی رسول ہو گا نہ نبی۔

۱۰۔ نبوت میں سے اب کچھ نہ رہا سوا اچھے خواب کے۔

۱۱۔ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

۱۲۔ میرے بعد دجال کذاب ادعائے نبوت کریں گے۔

۱۳۔ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۴۔ نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔

ادھر علمائے کتب سابقہ (ف) اللہ ورسل ﷺ وعلیہم السلام ارشادات سن سن کر شہادات ادا کریں گے کہ:

۱۔ احمد ﷺ خاتم النبیین ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ انکے سوا کوئی نبی باقی نہیں۔

(ف) نیز تذییلات میں مقوقس کی دو حدیثیں گزریں کہ ایک نبی باقی تھے وہ عرب میں ظاہر ہوئے، ہرقل کی دو حدیثیں کہ یہ خانہ آخر النبوت تھا، عبداللہ بن سلام کی حدیث کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوئے، ایک حبر کا قول کہ وہ امت آخرہ کے نبی ہیں بلکہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عرض کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں متاخر ہیں۔ (م)

٣۔ وہ آخر الانبیاء ہیں۔

ادھر ملائکہ وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صدائیں آرہی ہیں کہ:

٤۔ وہ پسین پیغمبراں ہیں۔

٥۔ وہ آخر مرسلان ہیں۔

خود حضرت عزت عزت عزتہ، سے ارشادات جانفزا ودلنواز آرہے ہیں کہ:

٦۔ محمد ہی اوّل وآخر ہے۔

٧۔ اس کی امت مرتبے میں سب سے اگلی اور زمانے میں سب سے پچھلی۔

٨۔ وہ سب انبیاء کے پیچھے آیا۔

٩۔ اے محبوب! میں نے تجھے آخر النبیین کیا۔

١٠۔ اے محبوب! میں نے تجھے سب انبیاء سے پہلے بنایا اور سب کے بعد بھیجا۔

١١۔ محمد آخر الانبیاء ہے ﷺ۔

مگر یہ ضال مضل محرف قرآن مغیر ایمان ہے کہ نہ ملائکہ کی سنے نہ انبیاء کی نہ مصطفیٰ کی مانے نہ ان کے خدا کی۔ سب کی طرف سے ایک کان گونگا ایک بہرا، ایک دیدہ اندھا ایک پھوٹا، اپنی ہی ہانک لگائے جاتا ہے کہ یہ سب ناسمجھی کے اوہام، خیالاتِ عوام ہیں، آخر الانبیاء ہونے میں فضیلت ہی کیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ○ کذٰلک یطبع اللہ علیٰ کل متکبر جبار ○ (القرآن الکریم ٤٠/٣٥) ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ○ (القرآن الکریم ٣/٨) اللہ یونہی مہر کردیتا ہے متکبر سرکش کے دل پر۔ اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بیشک تو ہی بڑا دینے والا۔

ہاں ان نوے ٩٠ حدیثوں میں تین حدیثیں صرف بلفظ خاتمیت بھی ہیں، دو

حدیث سید عالم ﷺ کہ اے چچا! جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نبوت ختم کی تم پر ہجرت کو ختم فرمائے گا، جیسے میں خاتم النبیین ہوں تم خاتم المھاجرین ہوگے۔ شاید وہ گمراہ یہاں بھی کہہ دے کہ تمام مہاجرین کرام مہاجر بالعرض تھے حضرت عباس مہاجر بالذات ہوئے۔ ایک اور حدیث الٰہی جل وعلا کہ میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم کرونگا اوران کے دین وشریعت پر ادیان شرائع کو۔

او گمراہ! اب یہاں بھی کہہ دے کہ اور دین دین بالعرض تھے یہ دین دین بالذات ہے توریت وانجیل وزبور اللہ تعالیٰ کے کلام بالعرض تھے قرآن کلام بالذات ہے مگر ہے یہ کہ: من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور ○ (القرآن الکریم ٢٤/٤٠) نسأل اللہ العفو والعافیۃ ونعوذ بہ من الحور بعد الکور والکفر بعد الایمان والضلال بعد الھدی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیّدنا ومولانا محمد اخر المرسلین و خاتم النبیین والہ و صحبہ اجمعین، والحمد للہ رب العلمین۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نور نہ بنائے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کے طلبگار ہیں، اور ہم سنورنے کے بعد بگڑنے اور ایمان کے بعد کفر اور ہدایت کے بعد گمراہی سے اس کی پناہ کے طالب ہیں، حرکت اور طاقت نہیں مگر صرف اللہ تعالیٰ سے جو بلند وعظیم ہے، اللہ تعالیٰ کی صلوٰتیں ہمارے آقا ومولیٰ محمد ﷺ پر جو رسولوں کے آخری اور نبیوں کے آخری ہیں اور آپ کی سب آل واصحاب پر، والحمد للہ رب العلمین۔ (ت)

دیوبندی اور شیعہ عقائد میں مماثلت:

الحمد للہ کہ بیان اپنے منتہٰی کو پہنچا اور حق کا وضوح ذروۂ اعلیٰ کو۔ احادیث متواترہ سے اصل مقصد یعنی حضور اقدس ﷺ کا خاتم النبیین اور اہلبیت کرام کا نبوت ورسالت سے

بے علاقہ ہونا تو بر وجہ تواتر قطعی خود ہی روشن و آشکارا ہوا اور اس کے ساتھ طائفہ تالفہ دہابیہ قاسمیہ کو خاتم النبیین کو بہ معنی آخر النبیین نہ ماننا، اور حضور اقدس ﷺ کے بعد اور نبی ہونے سے ختم نبوت میں نقصان نہ جاننا اس کے کفر خفی ونفاق جلی کا بھی **بفضلہٖ تعالٰی** خوب اظہار ہوا اور ساتھ لگے رافضیوں کے چھوٹے بھائی حضرات تفضیلیہ کی بھی شامت آئی، اسد الغالب کی بارگاہ سے اسی ۸۰ کوڑوں کی سزا پائی، ان چھوٹے مبتدعوں کا رد یہاں محض تبعاًواستطراداً مذکور ورنہ ان کے ابطال مشرب ضلال سے قرآن عظیم واحادیث مرفوعہ واقوال اہلبیت وصحابہ وارشاداتِ امیر المؤمنین علی مرتضٰی واولیائے کرام وعلمائے اعلام و دلائل شرعیہ اصلیہ وفرعیہ کے دفتر معمور جس کی تفصیل جلیل وتحقیق جزیل فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ کی کتاب ''مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین'' ۱۲۹۷ھ میں مسطور ہے۔

منکرانِ ختم نبوت پر علمائے اسلام کی گرفت:

اب بتوفیقہ تعالٰی تکفیر منکرانِ ختم نبوت میں بعض نصوص ائمہ کرام لکھ کر بقیہ سوال کی طرف عنان گردانی منظور۔

علامہ تورپشتی:

(نص ۱) امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی **معتمد فی المعتقد** میں فرماتے ہیں: بحمد اللہ ایں مسئلہ در اسلامیان روشن تر ازاں ست کہ آنرا بکشف وبیان حاجت نہ افتد اما ایں مقدار از قرآن از ترس آں یاد کردیم کہ مبادا زندیقے جاہلے را در شبہتے انداز دو بسیار باشد کہ ظاہر نیارند کردن وبدیں طریقہا پائے درنہند کہ خدائے تعالٰی بر ہمہ چیز قادر ست کسے قدرت اورا منکر نیست اما چوں خدائے تعالٰی از چیزے خبر دہد کہ چنیں خواھد بودن یا نخواہد بودن جز چناں نباشد کہ خدائے تعالٰی ازاں خبر دہد وخدائے تعالٰی خبر داد کہ بعد از وے نبی دیگر نباشد ومنکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ اصلاً در نبوت او معتقد نبا

شد کہ اگر برسالت او معترف بودے ویرا دز ہرچہ ازاں خبر دادے صادق دانستے وبہماں حجت ہا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش ما بداں درست شدہ است ایں نیز درست شد کہ وے باز پسیں پیغمبران ست در زمان او وتا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد وہر کہ دریں بہ شک ست دراں نیز بہ شک ست وآنکس کہ گوید کہ بعد از وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود وآنکس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافرست انیست شرط درستی ایمان بخاتم انبیاء محمد مصطفٰی ﷺ[1] **بحمد اللہ تعالٰی** یہ مسئلہ مسلمانوں میں روشن تر ہے کہ اسے بیان ووضاحت کی حاجت کیا ہے لیکن قرآن سے کچھ اس لئے بیان کر رہے ہیں کہ کسی زندیق کے لئے کسی جاہل کو شبہ میں مبتلا کرنے کا خطرہ نہ رہے بسا اوقات کھلی بات کے بجائے یوں فریب دیتے ہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی اس کی قدرت کا انکار نہیں کر سکتا لیکن جب اللہ تعالٰی کسی چیز کے متعلق خبر دے دے کہ ایسے ہوگی یا نہ ہوگی، تو اس کا خلاف نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالٰی اسی سے خبر دیتا ہے اور اللہ تعالٰی خبر دیتا ہے کہ اس کے بعد دوسرا نبی نہ ہوگا، اس بات کا منکر وہی ہوسکتا ہے جو سرے سے نبوت کا منکر ہوگا جو شخص آپ کی رسالت کا معترف ہوگا وہ آپ ﷺ کی بیان کردہ ہر خبر کو سچ جانے گا جن دلائل سے آپ کی رسالت کا ثبوت بطریق تواتر ہمارے لئے درست ہے اسی طرح یہ بھی درست ثابت ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد آپ کے زمانہ میں اور قیامت تک آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا جو آپ کی اس بات میں شک کرے گا وہ آپ کی رسالت میں شک کرے گا، جو شخص کہے آپ ﷺ کے بعد دوسرا نبی تھا یا ہے یا ہوگا اور جو شخص کہے کسی نبی کے آنے کا امکان ہے وہ کافر ہے یہی خاتم الانبیاء محمد ﷺ پر صحیح ایمان کی شرط ہے۔(ت)

---

[1] معتمد فی المعتقد (فارسی)

امام ابن حجر مکی:

(نص ۲،۳)امام ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان میں فرماتے ہیں: تنبأ فی زمنه رضی اللہ عنہ رجل قال امهلونی حتی اتی بعلامة فقال من طلب منه علامة کفر لانه بطلبه ذلک مکذب لقول النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم لا نبی بعدی ۱؎ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مدعی نبوت نے کہا مجھے مہلت دو کہ کوئی نشانی دکھاؤں، امام اعظم نے فرمایا جو اس سے نشانی مانگے گا کافر ہوجائے گا کہ وہ اس مانگنے کے سبب مصطفیٰ ﷺ کے ارشاد قطعی ومتواتر ضرور دینی کی تکذیب کرتا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فتاویٰ ہندیہ (فتاویٰ عالمگیریہ):

(نص۴تا۷) فتاویٰ خلاصہ وفصول عمادیہ وجامع الفصولین وفتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہیں: واللفظ للعمادی قال قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم یکفر ولوانه حین قال هذه المقالة طلب غیره منه المعجزة قیل یکفر الطالب والمتأخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزه و افتضاحه لا یکفر ۲؎ یعنی اگر کوئی شخص کہے میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے میں پیغمبر ہوں کافر ہوجائے گا اگرچہ مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں، اور اگر اس کہنے والے سے کوئی معجزہ مانگے تو کہا گیا یہ بھی مطلقاً کافر ہے، اور مشائخ متأخرین نے فرمایا اگر اسے عاجز ورسوا کرنے کی غرض سے معجزہ

۱؎ خیرات الحسان فی مناقب الامام الفصل الحادی والعشرون فی فراسته، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص ۱۱۹

۲؎ فتاوی هندیة بحواله الفصول العمادیة، الباب التاسع، نورانی کتب خانہ، پشاور، ۲/۲۶۳

طلب کیا تو کافر نہ ہوگا ورنہ ختم نبوۃ میں شک لانے کے سبب یہ بھی کافر ہوجائے گا۔

اعلام بقواطع الاسلام:

(نص ۸) اعلام بقواطع الاسلام میں ہے: واضح تکفیر مدعی النبوۃ و یظهر کفر من طلب منه معجزة لا نه بطلبه لها منه مجوز لصدقه مع استحالته المعلومة من الدین بالضرورة نعم ان اراد بذلک تسفیهه وبیان کذبه فلا کفر ۱؎ مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ دین متین سے بالضرورۃ معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں، ہاں اگر اس طلب سے اسے احمق بنانا اس کا جھوٹ ظاہر کرنا مقصود ہو تو کفر نہیں۔

(نص ۹،۱۰) اسی (اعلام بقواطع الاسلام) میں ہے: ومن ذلک (ای المکفرات) ایضا تکذیب نبی او نسبة تعمد کذب الیه او محاربته اوسبه او الاستخفاف ومثل ذلک کما قال الحلیمی مالو تمنی فی زمن نبینا او بعده ان لو کان نبیا فیکفر فی جمیع ذلک والظاهر انه لافرق بین تمنی ذلک باللسان او القلب ۲؎ اھ مختصراً۔ ترجمہ: انہیں باتوں میں جو معاذ اللہ آدمی کو کافر کردیتی ہیں کسی نبی کو جھٹلانا یا اس کی طرف قصداً جھوٹ بولنے کی نسبت کرنا یا نبی سے لڑنا یا اسے بُرا کہنا اس کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہونا اور بتصریح امام حلیمی انہیں کفریات کی مثل ہے ہمارے نبی ﷺ کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہوجاتا، ان صورتوں میں کافر ہوجائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں وہ

۱؎ اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ، مکتبۃ الحقیقۃ استنبول، ترکی، ص ۳۷۶

۲؎ الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ، مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی، ص ۳۵۲

تمنا زبان سے یا صرف دل میں کرے اھ مختصراً۔ سبحان اللہ! جب مجرد تمنا پر کافر ہوتا ہے تو کسی کی نسبت ادعائے نبوت کس درجہ کا کفر خبیث ہوگا، والعیاذ باللہ رب العلمین.

(نص ۱۱ تا ۱۴) تیمیۃ الدہر پھر ہندیہ میں بعض ائمہ حنفیہ سے اور اشباہ والنظائر وغیرہا میں ہے: واللفظ لہا اذالم یعرف ان محمدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات[1] ترجمہ: جب نہ پہچانے کہ نبی ﷺ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پچھلے نبی ہیں تو مسلمان نہیں کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

طائفہ قاسمیہ:

مولٰی سبحانہ وتعالٰی ہزاراں ہزار جزاہائے خیر وکرم ورضوان اتم کرامت فرمائے ہمارے علمائے کرام کو ان سے کس نے کہہ دیا تھا کہ صدہا برس بعد وہابیہ میں ایک طائفہ حائفہ قاسمیہ ہونے والا ہے کہ اگرچہ براہ نفاق وفریب کہ عوام مسلمین بھڑک نہ جائیں بظاہر لفظ خاتم النبیین کا اقرار کرے گا مگر اس کے بہ معنی آخر الانبیاء ہونے سے صاف انکار کرے گا اس معنی کو خیال عوام ونا قابل مدح قرار دے گا، اسی دن کے لئے ان اجلۂ کرام نے لفظ اشہر واعرف ومکتوب فی المصحف اعنی خاتم النبیین کے عوض مسئلہ بلفظ آخر الانبیاء تحریر فرمایا کہ جو حضور کو سب سے پچھلا نبی نہ مانے مسلمان نہیں یعنی ختم نبوت اسی معنی پر داخل ضروریاتِ دین ہے یہی مراد رب العالمین ہے، اسی ضروری دین وارشاد الٰہ العالمین کو یہ گمراہ معاذ اللہ عامی خیال بتاتے ہیں۔ مہمل ومختل ٹھہراتے ہیں قاتلہم اللہ انّٰی یؤفکون (القرآن الکریم ۶۳/۴) (اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت) بحمد اللہ یہ کرامت علمائے کرام امت ہے فجزاہم اللہ المثوبات الفاخرۃ ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والاٰخرۃ اٰمین (اللہ تعالٰی ان کو قابل فخر ثواب کی جزا دے اور ہمیں ان کی برکات سے دنیا وآخرت

[1] الاشباہ والنظائر، کتاب السیر باب الردۃ، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، ۱/۲۹۶

میں نفع عطا فرمائے۔ آمین۔ت)

فتاوٰی تاتارخانیہ:

تاتارخانیہ پھر عالمگیریہ میں ہے: رجل قال لاٰخر من فرشتہ توام فی موضع کذااعینک علی امرک فقد قیل انہ لا یکفر وکذااذا قال مطلقا انا ملک بخلاف مااذا قال انا نبی[1] یعنی ایک نے دوسرے سے کہا میں تیرا فرشتہ ہوں فلاں جگہ تیرے کام میں مدد کروں گا اس پر تو بعض نے بیشک کہا کافر نہ ہوگا یوں ہی اگر مطلقاً کہا میں فرشتہ ہوں بخلاف دعوٰی نبوت کہ بالاجماع کفر ہے۔ یہ حکم عام ہے کہ مدعی زمانۂ اقدس میں ہو مثل ابن صیاد واسود خواہ بعد کما تقدم و سیأتی (جیسا کہ گزرا اور آگے آئے گا۔ت)

شفاءِ قاضی عیاض:

شفاء شریف امام قاضی عیاض مالکی اور اس کی شرح نسیم الریاض للعلامۃ الشہاب الخفاجی میں ہے۔ (وکذلک یکفر من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ای فی زمنہ کمسیلمۃ الکذاب والاسود العنسی (او) ادعی (نبوۃ احد بعدہ) فانہ خاتم النبیین بنص القراٰن والحدیث فہذا تکذیب اللہ ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (کالعیسویۃ) وہم طائفۃ (من الیہود) نسبوا لعیسٰی بن اسحٰق الیہودی ادعی النبوۃ فی زمن مروان الحمار و تبعہ کثیر من الیہود وکان من مذہبہ تجویز حدوث النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (وکاکثر الرافضۃ القائلین بمشارکۃ علی فی الرسالۃ للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبعدہ کالبزیغیۃ والبیانیۃ منہم) وہم اکفر من النصاری واشد ضررا

[1] فتاوٰی ہندیہ، الباب التاسع فی احکام المرتدین، نورانی کتب خانہ، پشاور، ۲۶۶/۲

منهم لانهم بحسب الصورة مسلمون ويلتبس امرهم على العوام (فهٰؤلاء كلهم (كفار مكذبون للنبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم لأنه صلى الله تعالٰى عليه وسلم اخبر انه خاتم النبيين وانه ارسل كافة للناس واجمعت الامة علٰى ان هذا الكلام على ظاهره وان مفهومه المراد منه دون تاويل ولا تخصيص فلا شك فى كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعًا اجماعًا وسمعًا)[1] اھ مختصراً۔

یعنی اسی طرح وہ بھی کفر ہے جو ہمارے نبی ﷺ کے زمانے میں کسی کی نبوت کا ادعا کرے جیسے مسیلمہ کذاب واسود عنسی یا حضور کے بعد کسی کی نبوت مانے اس لئے کہ قرآن وحدیث میں حضور کے خاتم النبیین ہونے کی تصریح ہے تو یہ شخص اللہ ورسول کو جھٹلاتا ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، جیسے یہود کا ایک طائفہ عیسویہ کہ عیسٰی بن اسحٰق یہودی کی طرف منسوب ہے، اس نے مروان الحمار کے زمانے میں ادعائے نبوت کیا تھا اور بہت یہود اس کے تابع ہوگئے، اس کا مذہب تھا کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد نئی نبوت ممکن ہے اور جیسے بہت رافضی کہ مولا علی کو رسالت میں نبی ﷺ کا شریک اور حضور کے بعد انہیں نبی کہتے ہیں اور جیسے رافضیوں کے دو فرقے بزیغیہ وبیانیہ، ان لوگوں کا کفر نصارٰی سے بڑھ کر ہے اور ان سے زائد ان کا ضرر کہ یہ صورت میں مسلمان ہیں ان سے عوام دھوکے میں پڑجاتے ہیں یہ سب کے سب کفار ہیں نبی ﷺ کی تکذیب کرنے والے اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ نے خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور خبر دی کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور اپنے رب عزوجل سے خبر دی کہ وہ حضور کو

---

[1] كتاب الشفاء للقاضى عياض، فصل فى بيان ما هو من المقالات، مطبعة شركته صحافيه، ۲/۷۱۔۲۷۰

نسيم الرياض شرح شفاء للقاضى عياض فصل فى بيان ما هو من المقالات دارالفكر بيروت، ۴/۵۰۶ تا ۵۰۹

خاتم النبیین اور تمام جہان کی طرف رسول بتاتا ہے اور امت نے اجماع کیا کہ یہ آیات واحادیث اپنے معنی ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے خدا اور رسول کی یہی مراد ہے نہ ان میں کچھ تاویل ہے نہ تخصیص، تو کچھ شک نہیں کہ یہ سب طائفے بحکم اجماع امت وبحکم حدیث وآیت بالیقین کافر ہیں۔

منکرانِ ختم نبوت کے فرقے:

الحمد اللہ اس کلام رشید نے ولید پلید وروافض بلید وقاسمیہ جدید وامیریہ (ف) طرید کسی مردود وعنید کا تسمہ نہ لگا وللہ الحجۃ السامیہ، یہ فقرے آب زر سے لکھنے کے ہیں کہ ان خبیثوں کا کفر یہود ونصارٰی سے بدتر اور کھلے کافروں سے انکار زائد ضرر، والعیاذ باللہ العزیز الاکبر۔

مجمع الانہر:

وجیز امام کردری ومجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے: اما الايمان بسيدنا محمد صلى الله تعالٰى عليه وسلم فيجب بانه رسولنا فى الحال وخاتم الانبياء والرسل فاذا أمن بانه رسول ولم يؤمن بانه خاتم الانبياء لا يكون مؤمنا[1] ترجمہ: ہمارے مولا ہمارے سردار محمد ﷺ پر یوں ایمان لانا فرض ہے کہ حضور اب بھی ہمارے رسول ہیں (نہ یہ کہ

(ف) اسی طرح طائفہ مرزائیہ متبعان غلام احمد قادیانی کہ سب سے تازہ ہے یہ بھی مرزا کو مرسل من اللہ کہتا ہے اور خود مرزا اپنے او پر وحی اترنے کا مدعی ہے اپنے کلام کو کلام الٰہی ومنزل من اللہ بتاتا ہے اور اس کے رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" سے منقول کہ اس میں صراحۃً اپنے آپ کو نبی بلکہ بہت انبیاء سے افضل لکھا ہے اس بارے میں ابھی چند روز ہوئے امرتسر سے سوال آیا تھا جس پر حضرت مصنف علامہ مدظلہ نے مدلل ومفصل فتوٰی تحریر فرمایا جس کا حسن بیان دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے جس کا نام السوء والعقاب ہے۔(وللہ الحمد، عفی عنہ مصحح)

[1] مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر باب المرتد، ثم ان الفاظ الكفر انواع داراحياء التراث العربى، بيروت، ۱/۶۹۱

معاذ اللہ بعد وصال شریف حضور رسول نہ رہے یا حضور کے بعد اب اور کوئی ہمارا رسول ہوگیا) اور ایمان لانا فرض ہے کہ حضور تمام انبیاء ومرسلین کے خاتم ہیں، اگر حضور کے رسول ہونے پر ایمان لایا اور خاتم الانبیاء ہونے پر ایمان نہ لایا تو مسلمان نہ ہوگا۔ یہاں رسالت پر ایمان مجازاً بنظر صورت بحسب ادعائے قائل بولا گیا ورنہ جو ختم نبوت پر ایمان نہ لایا قطعاً حضور کی رسالت ہی پر ایمان نہ لایا کہ رسول جانتا تو حضور جو کچھ اپنے رب جل جلالہ کے پاس سے لائے سب پر ایمان لاتا۔ **کما تقدم فی کلام الامام التور پشتی رحمہ اللہ تعالٰی** (جیسا کہ امام تورپشتی کے کلام میں پہلے گزر چکا ہے۔ت)

علامہ یوسف اردبیلی:

امام علامہ یوسف اردبیلی شافعی کتاب الانوار میں فرماتے ہیں: **من ادعی النبوۃ فی زماننا او صدق مدعیا لھا او اعتقدنبیا فی زمانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوقبلہ من لم یکن نبیا کفر اھ ملخصاً**[1] ترجمہ: جو ہمارے زمانے میں نبوت کا مدعی ہو یا دوسرے کسی مدعی کی تصدیق کرے یا حضور کے زمانے میں کسی کو نبی مانے یا حضور سے پہلے کسی غیر کو نبی جانے کافر ہوجائے اھ ملخصاً۔

امام غزالی:

امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی "کتاب الاقتصاد" میں فرماتے ہیں: **ان الامۃ فھمت من ھذا اللفظ انہ افھم عدم نبی بعدہ ابدا وعدم رسول بعدہ ابدا وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص ومن اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الھذیان لا یمنع الحکم بتکفیرہ لانہ مکذب، لھذا النص الذی اجمعت**

[1] الانوار لاعمال الابرار

الامۃ علی انہ غیر مؤول ولامخصوص[1] یعنی تمام امت محمدیہ صاحبہا وعلیہا الصلوٰۃ والتحیۃ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ وہ بتاتا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور کے بعد کبھی کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے کہ آخر النبیین کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گھڑیے نہ اس عموم میں کچھ تخصیص ہے کہ حضور کے ختم نبوت کو کسی زمانے یا زمین کے کسی طبقے سے خاص کیجئے اور جو اس میں تاویل وتخصیص کو راہ دے اس کی بات جنون یا نشے یا سرسام میں بہکنے بڑانے بکنے کے قبیل سے ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ وہ آیت قرآن کی تکذیب کررہا ہے جس میں اصلاً تاویل وتخصیص نہ ہونے پر امتِ مرحومہ کا اجماع ہوچکا ہے۔

بحمد اللہ یہ عبارت بھی مثل عبارت شفاء ونسیم تمام طوائف جدیدہ قاسمیہ وامیریہ **خذلھم اللہ تعالٰی** کے ہذیانات کا رد جلیل وجلی ہے آٹھ آٹھ سو برس بعد آنے والے کافروں کا رد فرماگئے، یہ ائمہ دین کی کرامت منجلی ہے۔

غنیۃ الطالبین:

غنیۃ الطالبین شریف میں عقائد ملعونہ غلاۃ روافض کے بیان میں فرمایا: **ادعت ایضاان علیا نبی (الی قولہ ﷺ) لعنھم اللہ وملئکتہ وسائر خلقہ الیٰ یوم الدین وقلع آثارھم واباد خضراء ھم ولا جعل منھم فی الارض دیارافانھم بالغوا فی غلوھم ومرضوا علی الکفر وترکوا الاسلام وفارقوا الایمان وجحدوا الالہ والرسل والتنزیل فنعوذ باللہ ممن ذھب الیٰ ھذہ المقالۃ**[2] یعنی غالی رافضیوں کا یہ دعوٰی بھی ہے کہ مولا علی نبی ہیں اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق

[1] الاقتصاد فی الاعتقاد

[2] غنیۃ الطالبین فصل علامات اہل بدعت کے بیان میں، مصطفی البابی مصر، ۱/ ۸۸

قیامت تک ان رافضیوں پر لعنت کریں اللہ ان کے درخت کی جڑ اکھاڑ کر پھینک دے تباہ کروے زمین پر ان میں کوئی بسنے والا نہ رکھے کہ انہوں نے اپنا غلو حد سے گزار دیا کفر پر جم گئے اسلام چھوڑ بیٹھے ایمان سے جدا ہوئے اللہ ورسول وقرآن سب کے منکر ہو گئے، ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے جو ایسا مذہب رکھے۔ الحمدللہ، اللہ ﷻ نے یہ دعائے کریم مستجاب فرمائی غرابیہ وغیرہا ملعون طوائف کا نشان نہ رہا اب جو اس دارالفتن ہند پر محن کی زمین میں فتنوں کی بوچھار کی گندہ بہار میں دو ایک حشرات الارض کہیں کہیں تازہ نکل پڑے وہ بھی بحمد اللہ تعالیٰ جلد جلد اپنے مقر سقر کو پہنچ گئے ایک آدھ کہیں باقی ہو تو وہ بھی قہر الٰہی سے **الم نهلك الاولين ٥ ثم نتبعهم الأخرين ٥ كذلك نفعل بالمجرمين** (القرآن الکریم ۷۷/۱۶تا۱۸) ترجمہ: کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا پھر پچھلوں کو ان کے پیچھے پہنچائیں گے مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں ..ت) کا منتظر ہے۔

تحفہ شرح منہاج:

تحفہ شرح منہاج میں ہے: **او كذب رسولا اونبيا او نقصه باى منقص كان صغر اسمه مريدا تحقيره او جوز نبوة احد بعد وجود نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم وعيسىٰ عليه الصلوٰة و السلام نبی قبل فلا یرد**[1] یعنی کافر ہے جو کسی نبی کی تکذیب کرے یا کسی طرح اس کی شان گھٹائے، مثلاً بہ نیت توہین اس کا نام چھوٹا کر کے لے یا ہمارے نبی ﷺ کی تشریف آوری کے بعد کسی کی نبوت ممکن مانے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو حضور کی تشریف آوری سے پہلے نبی ہو چکے ان سے اعتراض وارد نہ ہوگا۔

شرح فرائد:

عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی شرح الفرائد میں فرماتے ہیں: **فساد مذهبهم**

[1] المعتقد المنتقد بحوالہ التحفہ شرح المنہاج مع المستند المعتمد، مکتبہ حامدیہ، لاہور، ص ۱۲۷،۲۸

غنى عن البيان بشهادة العيان، كيف وهو يؤدى الىٰ تجويز مع نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم اوبعده، و ذٰلک يستلزم تكذيب القراٰن اذ قد نص على انه خاتم النبيين وأخر المرسلين، وفى السنة انا العاقب لا نبى بعدى، واجمعت الامة على ابقاء هذا الكلام علىٰ ظاهره وهٰذا احدى المسائل المشهورة التى كفرنا بها الفلاسفة لعنهم الله تعالى[1] فلاسفہ نے کہا تھا کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے آدمی ریاضتیں مجاہدے کرنے سے پا سکتا ہے اس کے رد میں فرماتے ہیں کہ ان کے مذہب کا بطلان محتاج بیان نہیں آنکھوں دیکھا باطل ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس کے نتیجے میں ہمارے نبی ﷺ کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی نبی کا امکان نکلے گا اور یہ تکذیب قرآن کو مستلزم ہے قرآن عظیم نص فرما چکا کہ حضور خاتم النبیین وآخر المرسلین ہیں اور حدیث میں ہے میں پچھلا نبی ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اسی معنی پر ہے جو اس کے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں، یہ ان مشہور مسئلوں میں سے ہے جن کے سبب ہم اہل اسلام نے فلاسفہ کو کافر کہا اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔

نقل هٰذين خاتم المحققين معين الحق المبين السيف المسلول مولانا فضل الرسول قدس سره فى المعتقد المنتقد۔ ترجمہ: یہ مذکورہ دونوں عبارتیں خاتم المحققین، حق مبین کے معاون ننگی تلوار مولانا فضل رسول قدس سرہ نے اپنی کتاب المعتقد المنتقد میں نقل کی ہیں۔

مواہب شریف:

مواہب شریف آخر نوع ثالث، مقصد سادس میں امام ابن حبان صاحب صحیح

[1] المعتقد المنتقد بحوالہ شرح الفرائد للنابلسی مع المستند المعتمد، مکتبہ حامدیہ، لاہور، ص ۱۱۴،۱۵

مسمی بالتقاسیم والانواع سے نقل فرمایا: من ذھب الیٰ ان النبوۃ مکتسبۃ لا تنقطع او الیٰ ان الولی افضل من النبی فھو زندیق الیٰ آخرہ[1] ترجمہ: جواس طرف جائے کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے ختم نہ ہوگی، یا کسی ولی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ زندیق بے دین ملحد دہریہ ہے۔

علامہ زرقانی نے اس کی دلیل میں فرمایا: لتکذیب القراٰن وخاتم النبیین[2]، یہ شخص اس وجہ سے کافر ہوا کہ قرآن عظیم وختم نبوت کی تکذیب کرتا ہے۔

امام نسفی:

بحرالکلام امام نسفی پھر تفسیر روح البیان میں ہے: صنف من الروا فض قالوا بان الارض لا تخلو عن النبی والنبوۃ صارت میراثا لعلی واولادہ وقال اھل السنۃ والجماعۃ لا نبی بعد نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اللہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین و قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا نبی بعدی ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لانہ انکر النص وکذٰلک لوشک فیہ[3] ببعض اختصار۔ ترجمہ: رافضیوں کا ایک طائفہ کہتا ہے زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت مولا علی اور ان کی اولاد کے لئے میراث ہوگئی ہے اور اہلسنت و جماعت نے فرمایا ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہاں خدا کے رسول ہیں اور سب انبیاء میں پچھلے، اور حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں، تو جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے کافر ہے کہ قرآن عظیم ونص صریح کا منکر ہے یوں ہی جسے ختم نبوت میں کچھ شک ہو وہ بھی کافر ہے۔

---

[1] المواھب اللدنیہ، المقصد السادس، النوع الثالث، المکتب الاسلامی بیروت، ۳/۱۸۳

[2] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ، المقدس السادس النوع الثالث، دارالمعرفۃ بیتوت ۶/۱۸۸

[3] روح البیان، آیۃ ما کان محمد ابا احد من رجالکم الخ المکتبۃ الاسلامیہ ریاض الشیخ، ۷/۱۸۸

تمہید ابو شکور سالمی:

تمہید ابو شکور سالمی میں ہے: قالت الروافض ان العالم لا یکون خالیا عن النبی قط وھذا کفر لان اللہ تعالیٰ قال وخاتم النبیین ومن ادعی النبوۃ فی زماننا فانہ یصیر کافرا ومن طلب منہ المعجزات فانہ یصیر کافرا لانہ شک فی النص ویجب الاعتقاد بانہ ماکان لاحد شرکۃ فی النبوۃ لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخلاف ما قالت الروافض ان علیا کا ن شریکا لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی النبوۃ وھذا منھم کفر[1] ترجمہ: رافضی کہتے ہیں دنیا نبی سے خالی نہ ہوگی اور یہ کفر ہے کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے وخاتم النّبیین اب جو دعویٰ نبوت کرے کافر ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے وہ بھی کافر کہ اسے ارشاد الٰہی میں شک پیدا ہوا جب تو معجزہ مانگا اور اس کا اعتقاد فرض ہے کہ کوئی شخص نبوت محمد ﷺ کا شریک نہ تھا بخلاف روافض کے کہ مولیٰ علی کو حضور اقدس ﷺ کے شریک نبوت مانتے ہیں اور یہ ان کا کفر

مولانا عبدالعلی:

بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبدالعلی محمد شرح سلم میں فرماتے ہیں: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین وابو بکر ؓ افضل الاصحاب والاولیاء وھا تان القضیتان مما یطلب بالبرھان فی علم الکلام والیقین المتعلق بھما یقین ثابت ضروری باق الی الابد ولیس الحکم فیھما علی امر کلی یجوز العقل تناول ھذا الحکم لغیر ھٰذین الشخصین

---

[1] التمھید فی بیان التوحید، الباب السابع فی المعرفۃ والایمان دارالعلوم حزب الاحناف لاھور، ص ۱۱۳.۱۴

وانکار هذا مکابرة و کفر ۱؎ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام اولیاء سے افضل ہے اور ان دونوں باتوں پر دلیل قطعی علم عقائد میں مذکور ہے اور ان پر یقین وہ جما ہوا ضروری یقین ہے جو ابدا لآ باد تک باقی رہے گا اور یہ خاتم النبیین اور افضل الانبیاء ہونا کسی امر کلی کے لئے ثابت نہیں کیا ہے کہ عقل ان دونوں ذات پاک کے سوا کسی اور کے لئے اس کا ثبوت ممکن مانے اور اس کا انکار ہٹ دھرمی اور کفر ہے۔ فیه لف ونشر بالقلب یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے افضل الاولیاء ہونے سے انکار قرآن وسنت واجماع امت کے ساتھ مکابرہ ہے اور سیّد عالم ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے سے انکار کفر، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

امام احمد قسطلانی:

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ مقصد سابع فصل اول، پھر علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ باب اول فصل ثانی میں فرماتے ہیں: العلم اللدنی نوعان لدنی رحمانی ولدنی شیطانی والمحک هو الوحی و لا وحی بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم، وامّا قصة موسٰی مع الخضر علیهما الصلوٰة والسلام فالتعلق بها فی تجویز الاستغناء عن الوحی بالعلم اللدنی الحاد وکفر یخرج عن الاسلام موجب لاراقة الدم والفرق ان موسٰی علیه الصلوٰة والسلام لم یکن مبعوثا الی الخضر،ولم یکن الخضر مامورا بمتا بعته ومحمد صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم الٰی جمیع الثقلین فرسالته عامة للجن والانس فی کل زمان ، فمن ادعی انه مع محمد صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم کالخضر مع موسٰی علیهما الصلوٰة والسلام او جوز ذٰلک لاحد من الامة فلیجدد اسلامه (لکفره بهٰذه الدعوی) ولیشهد

۱؎ شرح سلم لعبد العلی، بحث التصدیقات آخر کتاب، مطبع مجتبائی،دهلی، ص ۲۶۰

شهادة الحق (لیعود الی الاسلام)فانه مفارق لدین الاسلام بالکلیة فضلا عن ان یکون من خاصة اولیاء اللہ تعالٰی وانما هو من اولیاء الشیطٰن و خلفائه ونوابه (فی الضلال والاضلال) والعلم اللدنی الرحمانی هوثمرة العبودیة والمتابعة لهٰذا النبی الکریم علیه ازکی الصلوٰة واتم التسلیم وبه یحصل الفهم فی الکتاب والسنة بامریختص به صاحبه کما قال علی (امیر المؤمنین) وقد سئل (کما فی الصحیح وسنن النسائی) هل خصکم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم بشئی دون الناس (کما تزعم الشیعة) فقال لا الا فهمایؤتیه اللہ عبدا فی کتابه اھ ۱؎ مختصراً مزیدا ما بین الهلالین من شرح العلامة الزرقانی. رزقنا اللہ تعالٰی بمنّه والائه بفضل رحمته باولیائه وصل وسلم علٰی خاتم انبیائه محمد واله وصحبه واحبائه امین. یعنی علم لدنی دو قسم ہے رحمانی اور شیطانی، اور ان کے پہچاننے کا معیار وحی ہے کہ جو اس کے مطابق ہے رحمانی ہے اور جو اس کے خلاف ہے شیطانی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد وحی نہیں کہ کوئی کہے کہ میرا یہ علم وحی جدید کے مطابق ہے، رہا خضر وموسٰی علیہما الصلوٰۃ والسلام کا قصہ (کہ خضر کے پاس وہ علم لدنی تھا جو موسٰی علیہما الصلوٰۃ والسلام کو معلوم نہ تھا، اسے یہاں دستاویز بنا کر علم لدنی کے سبب وحی کی پروانہ رکھنا نری بے دینی وکفر ہے، اسلام سے نکال دینے والی بات ہے جس کے قائل کا قتل واجب، اور فرق یہ ہے کہ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خضر کی طرف مبعوث نہ تھے نہ خضر

۱؎ المواهب اللدنیة المقصد السابع، الفصل الاول علامات محبة الرسول،المکتب الاسلامی،بیروت، ۲۹۶۔۹۷/۳

شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، الفصل الاول علامات محبته الرسول،دارالفکر بیروت، ۳۱۰۔۱۱/۶

کوان کی پیروی کا حکم (کہ وہ تو خاص بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے کان النبی
یبعث الی قومه خاصة)اور محمد ﷺ تمام جن وانس (بلکہ تمام ماسوائے اللہ) کی طرف
مبعوث ہیں(وارسلت الی الخلق کافّة)تو حضور کی رسالت ہر زمانے میں سب جن و
انس کو شامل ہے تو جو مدعی ہو کہ وہ محمد ﷺ کے ساتھ ایسے تھے جیسے موسیٰ کے ساتھ خضر، امت
میں کسی کے لئے یہ مرتبہ ممکن مانے وہ نئے سرے سے مسلمان ہو کہ اس قول کے باعث کافر
ہو گیا مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شہادت پڑھے کہ وہ دین اسلام سے یک لخت جدا ہو گیا چہ
جائے کہ اللہ عزوجل کے خاص اولیاء سے ہو وہ تو شیطان کا ولی اور گمراہی و گمراہ گری میں ابلیس
کا خلیفہ و نائب ہے علم لدنی رحمانی بندگی خدا و پیروی محمد ﷺ کا پھل ہے جس سے قرآن و
حدیث میں ایک خاص سمجھ حاصل ہو جاتی ہے جس طرح صحیح بخاری وسنن نسائی میں ہے کہ
امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے سوال ہوا کہ تم اہل بیت کو نبی ﷺ نے کوئی خاص شئے
ایسی عطا فرمائی ہے جو اور لوگوں کو نہ دی جیسا کہ رافضی گمان کرتے ہیں؟ فرمایا: نہ مگر وہ سمجھ
جو اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو قرآن عزیز میں عطا فرمائی اھ، مختصراً ہلالین میں شرح زرقانی
کی عبارت زائد لائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت وفضل، احسان ونعمت ہمیں عطا فرمائے
بوسیلہ اولیاء اللہ صلوٰۃ واسلام نازل فرمائے خاتم الانبیاء محمد ﷺ پر اور ان کی آل واصحاب
سب پر۔ آمین۔ ت

سیّد کفریہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا

ولید بلید خواہ کوئی پلید ختم نبوت کا ہر منکر عنید صراحۃً جاحد ہو یا تاویل کا مرید مطلقاً
نفی کرے یا تخصیص بعید امیری، قاسمی، مشہدی مرید، رافضی غالی وہابی شدید، سب صریح کا
فرمرتد طرید علیهم لعنة العزیز الحمید (ان پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو) اور جو کافر ہو
وہ قطعاً سیّد نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انه لیس من اهلک انه عمل غیر

صالح (القرآن الکریم ۱۱/۴۶) وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق
ہیں۔ (ت) نہ اسے سیّد کہنا جائز۔

منافق کو سیّد نہ کہو

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لا تقولوا للمنافق سیّد فانه ان یکن سیّدا
فقد استخطتم ربکم عزوجل۱، رواه ابوداؤد والنسائی بسند صحیح عن
بریدة رضی اللہ عنہ۔ ترجمہ: منافق کو سیّد نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سیّد ہو تو بیشک تم پر تمہارے رب عزوجل کا
غضب ہو (اس کو ابوداؤد اور نسائی نے بسند صحیح حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا) روایت
حاکم کے لفظ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اذا قال الرجل للمنافق یا سیّد فقد
اغضب رب عزوجل۲ ترجمہ: جو کسی منافق کو "اے سید" کہے اس نے اپنے رب کا غضب
اپنے اوپر لیا۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔

پھر یہی نہیں کہ یہاں صرف اطلاق لفظ سے ممانعت شرعی اور نسب سیادت کا
انتفائے حکمی ہو حاشا بلکہ واقع میں کافر اس نسل طیب وطاہر سے تھا ہی نہیں اگر چہ سیّد بنتا اور
لوگوں میں براہ غلط سید کہلاتا ہو ائمہ دین اولیائے کاملین علمائے عاملین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
تصریح فرماتے ہیں کہ سادات کرام بحمد اللہ تعالیٰ خباثت کفر سے محفوظ ومصون ہیں جو
واقعی سیّد ہے اس سے کبھی کفر واقع نہ ہوگا، قال اللہ تعالیٰ: انّما یرید اللہ لیذهب عنکم
الرجس اهل البیت ویطهر کم تطهیرا (القرآن الکریم ۳۳/۳۳) ترجمہ: اللہ یہی چاہتا ہے
کہ تم سے نجاست دور رکھے اے نبی کے گھر والو! اور تمہیں خوب پاک کردے ستھرا کر کے۔

۱ سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب لا یقول المملوک ربی وربتی، آفتاب عالم پریس، لاہور، ۲/۳۲۴
۲ المستدرک للحاکم، کتاب الرقاق، دارالفکر بیروت، ۴/۳۱۱

تمام فوائد اور بزار وابویعلی مسند اور طبرانی کبیر اور حاکم بافادہ تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **ان فاطمة احصنت فرجها فحرمها اللہ و ذریتها علی النار**[1] ترجمہ: بیشک فاطمہ نے اپنی حرمت پر نگاہ رکھی تو اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی ساری نسل کو آگ پر حرام کر دیا۔

اہل بیت سے کوئی بھی جہنمی نہیں

ابوالقاسم بن بشران اپنے امالی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **سالت ربی ان لا یدخل احدا من اهل بیتی النار فاعطانیها**[2] ترجمہ: میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ میرے اہلبیت سے کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے اس نے میری یہ مراد عطا فرمائی۔

اہل بیت عذاب سے بری ہیں:

طبرانی بسند ـ **افاده الهیثمی فی الصواعق حیث قال جاء بسند رواته ثقات انه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم قال لفاطمة فذکره. ۱۲ منه** صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ نے حضرت بتول رضی اللہ تعالٰی عنہا سے فرمایا: **ان اللہ تعالٰی غیر معذبک ولا ولدک**[3] ترجمہ: بیشک اللہ تعالٰی نہ تجھے

[1] المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، دارالفکر بیروت، ۱۵۲/۳

[2] کنز العمال بحواله ابن بشران فی امالیه عن عمران بن حصین حدیث ۳۴۱۴۹، موسسة الرساله، بیروت، ۹۵/۱۲

ـ ہیثمی نے صواعق میں اس کا افادہ کیا جہاں انہوں نے کہا سند کے ساتھ مروی جس کے تمام راوی ثقہ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو فرمایا تو پھر اس حدیث کا ذکر کیا ۱۲ منہ (ت)

[3] المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۱۶۸۵، المکتبة الفیصلیة، بیروت، ۲۶۳/۱۱

عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔

حضرت فاطمہ کی وجہ تسمیہ:

ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **انما سمیت فاطمة لان اللہ فطمها و ذریتها عن النار یوم القیٰمة**[1] ترجمہ: فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی نسل کو روز قیامت آگ سے محفوظ فرمادیا۔

اہل بیت آگ میں نہیں جاسکتے:

قرطبی آیۂ کریمہ **ولسوف یعطیک ربک فترضٰی** کی تفسیر میں حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ عنہ سے ناقل کہ انہوں نے فرمایا: **رضا محمد صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ان لا یدخل احد من اهل بیته النار**[2] یعنی اللہ عزوجل نے حضور اقدس ﷺ سے راضی کر دینے کا وعدہ فرمایا اور محمد ﷺ کی رضا اس میں ہے کہ ان کے اہل بیت سے کوئی دوزخ میں نہ جائے۔ نار دو قسم کی ہے، نارِ تطہیر کہ مومن عاصی جس کا مستحق ہو، اور نارِ خلود کافر کے لئے ہے، اہل بیت کرام میں حضرت امیر المؤمنین مرتضٰی وحضرت بتول زہرا وحضرت سیّد مجتبٰے وحضرت شہید کربلا صلی اللہ تعالٰی علٰی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم تو بالقطع والیقین ہر قسم سے ہمیشہ ہمیشہ

[1] المواهب اللدنیه، بحواله ابن عساکر، المقصد الثانی، الفصل الثانی، المکتب الاسلامی، بیروت، ۶۴/۲

تنزیهه الشریعة بحواله ابن عساکر باب مناقب السبطین الخ الفصل الاول، دارالکتب العلمیه، بیروت، ۴۱۳/۱

[2] الجامع الاحکام القرآن (تفسیر القرطبی) تحت آیة ولسوف یعطیک ربک، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۹۵/۲۰

محفوظ ہیں اس پر تو اجماع قائم اور نصوص متواترہ حاکم باقی نسل کریم تا قیام قیامت کے حق
میں اگر بفضلہٖ تعالیٰ مطلق دخول سے محفوظی لیجئے اور یہی ظاہر لفظ سے متبادر، اور اسی طرف
کلماتِ اہلِ تحقیق ناظر، جب تو مراد بہت ظاہر، اور منع خلود مقصود جب بھی نفی کفر پر دلالت
موجود۔

شرح المواہب للعلامۃ الزرقانی میں زیر حدیث مذکور: انما سمیت فاطمة
هی فاما هی وابنا ها فالمنع مطلق واما من عداهم فالممنوع عنهم نار
الخلود،واما ماروا ه ابو نعيم والخطيب ان عليا الرضا بن موسىٰ الكاظم
ابن جعفر الصادق سئل عن حديث ان فاطمة احصنت فقال خاص
بالحسن و الحسين وما نقله الاخبار يون عنه من توبيخه لاخيه زيد حين
خرج على المامون وقوله اغرک قوله صلى الله تعالى عليه وسلم ان فاطمة
احصنت الحديث ان هذا لمن خرج من بطنها لا لی ولا لک فهذا من باب
التواضع وعدم الاغترار بالمناقب وان كثرت كما كان الصحابة المقطوع
لهم بالجنّة على غاية من الخوف والمراقبة والا فلفظ ذرية لا يخص بمن
خرج من بطنها فی لسان العرب ومن ذريته داؤد وسليمٰن الأية وبينهم
وبينه قرون كثيرة فلا يريد ذٰلک مثل على الرضا مع فصاحته ومعرفته لغة
العرب على ان التقليد بالطائع يبطل خصوصية ذريتها ومحبيها الا ان يقال
لله تعذيب الطائع فالخصوصية ان لا يعذ به اكراما لها والله اعلم [1]، اھ
مختصرا ورأيتنى كتبت على ها مش قوله الا ان يقال ما نصه. اقول ولا

[1] شرح الزرقانی المواهب اللدنية، المقصد الثانی، الفصل الثانی، دار المعرفته، بیروت، ۳/۲۰۳

يجدى فان الوقوع ممنوع باجماع اهل السنة واما الامكان فثابت عند من
يقول به الى خلاف ائمتنا الماتريدة رضى الله تعالى عنهم فانهم يحيلونه وقد
تكلمت فی مسئلة على هامش فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت
لبحرا لعلوم بما يكفی ويشفی فانی اجدنی فيها اركن واميل الى قول
ساداتنا الاشعرية رحمهم الله تعالى و رحمنا بهم جميعا والله اعلم بالصواب فی كل
باب. ترجمہ: بیشک فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ نام ہے لیکن فاطمہ اور ان کے بیٹے تو ان پر مطلقاً
جہنم کی آگ ممنوع ہے لیکن ان کے ماسوا کے لئے جہنم کا خلود ممنوع ہے۔ آپ پر اور ان پر
اللہ تعالیٰ کا سلام ہو۔ اور لیکن جو ابونعیم اور خطیب نے روایت کیا ہے کہ علی رضا بن موسیٰ کاظم
ابن جعفر الصادق سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا کہ فاطمہ نے اپنے حرم گاہ کو
محفوظ رکھا تو انہوں نے جواب میں فرمایا یہ حسن اور حسین کے لئے خاص ہے اور وہ جو
مورخین نے ان سے یہ نقل کیا کہ انہوں نے اپنے بھائی زید کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا جب اس
نے مامون پر خروج کیا اور کہا کیا تجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان نے غرور میں مبتلا کیا
ہے کہ فاطمہ نے اپنی حرم گاہ کو محفوظ رکھا ہے۔ (الحدیث) اس پر انہوں نے فرمایا یہ میرے اور
تیرے لئے خاص نہیں بلکہ جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوا ہے ان سب کے
لئے ہے، تو یہ تواضع اور مناقب کثیرہ کے باوجود غرور نہ کرنے کے باب سے ہے جیسے صحابہ
کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے جنت قطعی ہے اس کے باوجود وہ خوف و مراقبہ میں مبتلا تھے،
ورنہ تو ذریت کا لفظ عربی زبان میں ایک پیٹ کی اولاد کے لئے خاص نہیں، جیسے آیہ کریمہ
ومن ذريته داؤد سليمٰن ہے، حالانکہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور داؤد و سلیمٰن علیہما السلام کے
درمیان کئی قرون کا فیصلہ ہے، لہٰذا علی رضا اپنی فصاحت اور عربی لغت کی معرفت کے باوجود
یہ خاص مراد نہیں لے سکتے، علاوہ ازیں نافرمان کی تقلید حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کی

خصوصیت کو باطل کر دیتی ہے، مگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نافرمان کی تعذیب کا اختیار ہے لیکن حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اکرام کے لئے اُسے عذاب نہیں دیتا، واللہ تعالیٰ اعلم اھ مختصراً۔ مَیں نے زرقانی کے قول ''الا ان یقال'' پر حاشیہ لکھا ہے جس کی عبارت یہ ہے اقول (میں کہتا ہوں) ان کا یہ بیان مفید نہیں ہے عذاب کا وقوع تو باجماع اہلسنّت ممنوع ہے، باقی رہا امکان تو یہ اس قائل کے ہاں ثابت ہے جو ہمارے ائمہ ماتریدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف ہے کیونکہ یہ ائمہ محال سمجھتے ہیں، میں نے اس مسئلہ پر کتاب مسلم الثبوت کی شرح بحر العلوم فواتح الرحموت پر حاشیہ میں کافی اور شافی بحث کی ہے میں نے وہاں اپنے کو سادات اشعریہ رحمہم اللہ کے قول کی طرف مائل پایا، اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فتاویٰ حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے:

اذا تقرر ذلک فمن علمت نسبته الیٰ اٰل البیت النبوی والسرالعلوی لا یخرجه عن ذلک عظیم جنایته ولا عدم دیانته وصیانته ومن ثم قال بعض المحققین ما مثال الشریف الزانی او الشارب او السارق مثلاً اذا اقمنا علیه الحد الا کامیر اوسلطان تلطخت رجلاه بقذر فغسله عنهما بعض خدمه ولقدیر فی هذا المثال وحقق ولیتأمل قول الناس فی امثالهم الولد العاق لا یحرم المیراث نعم الکفران فرض وقوعه لاحد من اهل البیت والعیاذ باللہ تعالیٰ هو الذی یقطع النسبة بین من وقع منه وبین شرفه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم انما قلت ان فرض لا ننی اکادان اجزم ان حقیقة الکفر لا تقع ممن علم اتصال نسبه الصحیح بتلک البضعة الکریمة حاشا هم اللہ من ذلک و قد احال بعضهم وقوع نحو الزنا واللواط ممن

علم شرفه فما ظنک بالکفر[1] ترجمہ: تو جب یہ ثابت ہوا تو جس کی نسبت اہلبیت نبی اور علوی حضرات کی طرف معلوم ہے تو اس کی بڑی جنایت اور عدم دیانت وصیانت اس کو اس نسبت سے خارج نہ کرے گی، اس بات کی بناء پر بعض محققین نے فرمایا زانی یا شرابی یا چور سیّد پر حدّ قائم کرنے کی مثال صرف یہی ہے جیسے امیر یا سلطان کا کوئی خادم اس کے پاؤں پر لگی نجاست کو صاف کرے، اس مثال کو غور سے سمجھا جائے اور لوگوں کی اس بات پر بھی غور کیا جائے کہ نافرمان اولاد وراثت سے محروم نہیں ہوتی، ہاں اگر ان حضرات سے کفر کا وقوع فرض کیا جائے، والعیاذ باللہ، تو اس سے وہ نسبت منقطع ہو جائے گی، میں نے صرف فرض کرنے کی بات اس لئے کی ہے کیونکہ مجھے جزم کی حد تک یقین ہے کہ جو صحیح النسب سیّد ہو اس سے حقیقی کفر کا وقوع نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ ان کو اس سے بلند رکھے، بعض نے ان سے زنا اور لواطت جیسے افعال کو بھی محال کہا ہے بشرطیکہ ان کی نسبی شرافت یقینی ہو تو پھر کفر کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔ (ت)

شیخ اکبر اور اہلبیت:

امام الطریقة لسان الحقیقة شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فتوحات مکیہ باب ۲۹ میں فرماتے ہیں: **لما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عبدا مخضا قد طهره اللہ و اهل بیته تطهیرا واذهب عنهم الرجس وهو کل ما یشینهم فهم المطهرون بل هم عین الطهارة فهذه الاٰیة تدل علی ان اللہ تعالیٰ قد شرک اهل البیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی قوله تعالیٰ لیغفر**

---

[1] فتاویٰ حدیثیه، طلب ما الحکمة فی خصوص اولاد فاطمه بالمشرف، المطبعة الجمالیه، مصر، ص ۱۲۲

لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر، و ای وسخ وقذر من الذنوب فطھر اللہ سبحانہ نبیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالمغفرۃ ممّا ھو ذنب بالنسبۃ الینا فدخل الشرفاء اولاد فاطمۃ کلھم رضی اللہ عنھم الی یوم القیٰمۃ فی حکم ھذہ الاٰیۃ من الغفران الی اٰخر ما افادوا جا دو ثمہ کلام طویل نفیس جلیل فعلیک بہ رزقنا اللہ العمل بما یحبہ ویرضاہ اٰمین![1] ترجمہ: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالٰی کے خاص عبد ہیں کہ ان کو اور ان کے اہل بیت کو کامل طور پر پاک کردیا ہے اور ناپاکی کو ان سے دور کردیا ہے اور رجس ہر ایسی چیز ہے جو ان حضرات کو داغدار کرے تو وہ پاکیزہ لوگ بلکہ وہ عین طہارت ہیں، تو اللہ تعالٰی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اہل بیت کو طہارت میں شریک فرمایا ہے جس پر آیۂ کریمہ ہے ''لیغفر لک اللہ'' اللہ تعالٰی نے آپ کے لئے پہلے اور پچھلے آپ کے خطایا معاف کردئے یعنی گناہوں کی میل وقذر سے آپ کو پاک رکھا ہے جو ہماری نسبت سے گناہ ہوسکتے ہیں تو تمام سادات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی اولاد اس حکم میں داخل ہے الخ، تک جو حضرت شیخ نے بہترین فائدہ مند کلام فرمایا یہاں آپ کا جلیل نفیس طویل کلام ہے تو آپ پر لازم ہے کہ اس کی طرف راجع ہوں اللہ تعالٰی ہمیں اپنے پسندیدہ عمل کا حصّہ عطا فرمائے، آمین! ت

بدعقیدہ سیّد:

اگر کہے بعض کٹر نیچری بیشمار اشد غالی رافضی بہت سچّے ملحد جھوٹے صوفی کچھ ہفت خاتم شش مثل والے وہابی غرض بکثرت کفار کہ صراحۃً منکرین ضروریات دین ہیں سیّد کہلاتے میر فلاں لکھے جاتے ہیں۔

---

[1] الفتوحات المکیۃ، الباب التاسع والعشرون، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱/۱۹۶

اقول: کہلانے سے واقعیت تک ہزاروں منزل ہیں نسب میں اگرچہ شہرت پر قناعت والناس امناء علٰی انسابھم (لوگ اپنے نسبوں میں امین ہیں۔ت) مگر جب خلاف پر دلیل قائم ہو تو شہرت بے دلیل نامقبول وعلیل اور خود اس کے کفر سے بڑھ کر نفی سیادت پر اور کیا دلیل درکار، کافر نجس ہے قال تعالٰی انما المشرکون نجس (القرآن الکریم ۹/۲۸) (اللہ تعالٰی نے فرمایا: بے شک مشرک نرے ناپاک ہیں) اور ساداتِ کرام طیّب وطاہر قال اللہ تعالٰی ویطھر کم تطھیرا (القرآن الکریم ۳۳/۲۲) (اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے) اور نجس وطاہر باہم متبائن ہیں کہ ایک شئی پر معاً ان کا صدق محال، جب علمائے کرام تصریح فرماچکے کہ سیّد صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہوگا اور یہ شخص صراحۃً کافر تو اس کا سیّد صحیح النسب نہ ہونا ضرورۃً ظاہر، اب اگر اس نسب کریم سے انتساب پر کوئی سند معتمد نہ رکھتا ہو تو امر آسان ہے ہزاروں اپنی اغراضِ فاسدہ سے براہِ دعوٰی سیّد بن بیٹھے:

غلّہ تا ارزاں شود امسال سیّد می شوم

(اس سال سیّد بنوں گا تاکہ خوراک میں آسانی ہو)

رافضی سیّد:

رافضی صاحبوں کے یہاں تو یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، آج ایک رذیل سارذیل دوسرے شہر میں جاکر رفض اختیار کرے کل میر صاحب کا تمغا پائے تو فلاں کافر سے کیا دور ہے کہ خود بن بیٹھا ہو یا اس کے باپ دادا میں کسی نے ادعائے سیادت کیا اور جب سے یونہی مشہور چلا آتا ہو، اور اگر بالفرض کوئی سند بھی ہو تو اس پر کیا دلیل ہے کہ یہ اسی خاندان کا ہے جس کی نسبت یہ شہادت تامہ ہے، علامہ محمد بن علی صبان مصری اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰی و فضائل اھل بیت الطاھرین میں فرماتے ہیں: ومن این تحقق

ذٰلک لقیام احتمال زوال بعض النساء و کذب بعض الاصول فی الانتساب[1]

ترجمہ: یہ کیسے ثابت ہوا جبکہ بعض عورتوں کی غلط کاری اور نسب بنانے میں بعض مردوں کے جھوٹ کا احتمال ہے۔ت

یہ وجوہ ہیں ورنہ حاشا اللہ ہزار ہزار حاشا اللہ نہ بطن پاک حضرت بتول زہرا میں معاذ اللہ کفر و کافری کی گنجائش، نہ جسم اطہر سیّد عالم ﷺ کا کوئی پارہ کتنے ہی بُعد پر عیاذاً باللہ دخولِ نار کے لائق، الحمد للہ یہ دو دلیل جلیل واجب التعویل ہیں کہ کوئی عقیدہ کفریہ رکھنے والا رافضی وہابی متصوف نیچری ہرگز سید صحیح النسب نہیں۔

تین قیاس پر مشتمل

دلیل اوّل:

(۱) یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر نجس۔ نتیجہ: یہ شخص نجس ہے۔

(۲) ہر سیّد صحیح النسب طاہر ہے اور کوئی طاہر نجس نہیں، نتیجہ: کوئی سیّد صحیح النسب نجس نہیں۔

(۳) اب یہ دونوں نتیجے ضم کیجئے یہی شخص نجس ہے اور کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔

نتیجہ: یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔

قیاس اول کا صغریٰ مفروض اور کبریٰ منصوص اور دوم کا صغریٰ منصوص اور کبریٰ بدیہی تو نتیجہ قطعی۔

دلیل دوم:

قیاس مرکب، یہ بھی تین قیاسوں کو متضمن، یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر مستحقِ نار۔

نتیجہ: یہ شخص مستحقِ نار ہے اور نبی ﷺ کے جسم اقدس کا کوئی پارہ مستحقِ نار نہیں۔

[1] اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ وفضائل اهل البیت الطاهرین، محمد بن علی صبان مصری

نتیجہ: یہ شخص نبی ﷺ کے جسمِ اقدس کا پارہ نہیں اور ہر سیّد صحیح النسب نبی ﷺ کے جسم اقدس کا پارہ ہے۔

نتیجہ: یہ شخص سیّد صحیح النسب نہیں۔

پہلا کبریٰ منصوص قرآن، اور دوسرے کا شاہد ہر مومن کا ایمان، اور تیسرا عقلاً و فقہاً واضح البیان۔

والحمدللہ الکریم المنان والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علٰی سیّدنا ومولانا سیّد الانس والجان خاتم النبیین بنص الفرقان وعلٰی اٰلہٖ وصحبہ وتابعیھم باحسان وعلینا معھم یااللہ یارحمٰن اٰمین اٰمین یاروؤف یاحنان سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم و احکم۔ تمام تعریفیں احسان فرمانے والے اللہ کریم کے لئے تام وکامل صلوٰۃ وسلام ہمارے آقا و مولےٰ انسان وجن کے سردار، قرآنی نص سے خاتم النبیین اور آپ کی آل واصحاب اور تابعین اوران کے ساتھ ہم پر، یا اللہ یا رحمان، آمین آمین، اے شفقت ومہربانی فرمانے والے! تو پاک ہے اے اللہ! اور تیری ہی تعریفیں، گواہی دیتا ہوں کہ تیرے بغیر کوئی معبود برحق نہیں، تجھ سے بخشش کا طالب ہوں اور تیری طرف ہی رجوع، اللہ سبحانہ وتعالٰی بڑے علم والا اور اسی جل مجدہ کا علم نہایت تام اور نہایت قطعی ہے۔ت

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

تقریظ جناب مولانا شیخ احمد مکی مدرس مکہ معظمہ دام مجدہ

الحمد لله الذی جعلنا من ذوی العقول و منحنا بالرضا والقبول نسأله الصلوٰة والسلام کما ینبغی لجلال عظمة قدر نبیّنا و سیّدنا محمدﷺ خاتم الانبیاء وسیّد کل رسول اشهد ان لا اله الّا الله وحده لا شریک له المنزه عن الکذب والاقول والصلوٰة والسلام علٰی سیّدنا محمدخاتم انبیائه واشرف رسله المبعوث الٰی کافة الخلق والی الاسود والاحمر هو الشافع المشفع فی المحشر صلی الله تعالٰی علیه وعلٰی اٰله واصحابه المصابیح العزر وعلی الائمة المجتهدین الٰی یوم الیقین اما بعد فقد نورت جفنی باثمدهٰذا الجواب فیاطرب من جواب اصاب لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه بل هدایة مهداة الی الحق والصواب وکیف لا وهو للبحرالطمطام والحبر الفهام قدوة الفقهاء والمحدثین وزبدة الکملاء والمفسرین ریاض البلغاء المتکلمین ومرکز الفصحاء الماهرین جامع المتون وشارح الفنون التقی النقی نعمان الزمان مولانا الحاج الحافظ القاری الشیخ احمد رضا خاں لا زالت شموس افاضته علی العٰلمین مشرقة وصمصام اجوبته لاعناق الملحدین قاطعة جزاه الله عنا وعن المسلمین خیرا لجزاء وجمع الله شمله مع الاوتاد والنجباء فلعمری ان هذا الجواب لا یقبله الاّ ذو قلب سلیم ولا یخوض فیه بالباطل الاّ الملحد الزندیق الرجیم کما قیل۔

الحمدلله ان الحق قد ظهرا
الا علی اکمه لا یعرف القمرا
من فاضل نال من ابائه الشرفا
اروی سحاب نداه الجن والبشرا

والحق ان من یضلل الله فلا هادی له ومن یهد ه فلا مضل له اللهم اجعلنا متصفین بالافعال کما جعلتنا واصفین بالاقوال وارضنا وارض عنّا بجاه سیّدنا محمد والاٰل واحفظنا عن زائغ الزائغین ومن همزات الشیاطین واٰخر دعوانا ان الحمد لله رب العٰلمین نمقه ببنانه الراجی عفو ربه الحفی الباری احمد المکی الجشتی الصابری الامدادی المدرس بالمدرسة الاحمدیة الواقعة فی مکّة المحمیة ۱۳۱۷ھ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں ذوالعقول بنایا اور رضاوقبول کا تحفہ دیا، اس سے ہم اپنے نبی وسردار محمدﷺ جو انبیاء کے پچھلے اور تمام رسولوں کے سردار کی پُر جلال عظمتِ قدر کے مناسب پر صلوٰۃ وسلام کا سوال کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے بغیر کوئی معبود برحق نہیں جو کذب اور بے جا بات سے پاک ہے، ہمارے سردار، اللہ تعالیٰ کے انبیاء ورسولوں کے خاتم واشرف، جو تمام مخلوق کی طرف مبعوث وہ محشر کے روز شفاعت کرنے والے جن کی شفاعت مقبول ہے سیدنا محمد پر صلوٰۃ وسلام اور ان کی آل واصحاب پر جو قابلِ قدر چراغ ہیں اور ائمہ مجتہدین پر قیامت تک، امابعد میں نے اس جواب کے سرمۂ اثمد سے اپنی پلکوں کو منور کیا، کیا ہی خوشی ہے ایسے جواب باصواب سے کہ باطل اس کے قریب نہیں پھٹک سکتا، بلکہ یہ نری ہدایت ہے جو حق وصواب تک پہنچانے والی ہے کیوں نہ ہو کہ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر، انتہائی فہم والے ماہر، فقہاء اور محدثین کے

مقتداء، کاملین ومفسرین کے نشان، بلیغ کلام والوں کے باغ، فصیح ماہرین کے مرکز، متون کے جامع، فنون کے شارح، پاکیزہ، متقی، نعمانِ وقت مولانا الحاج حافظ قاری الشیخ احمد رضا خاں کا یہ جواب ہے ان کے فیض کا سورج تمام جہانوں پر چمکتا رہے اور ان کے جوابات کی تلوار ملحدین کی گردن کو کاٹتی رہے، اللہ ان کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کی مقبول خدمات کو اوتاد و نجباء کے ساتھ شمار فرمائے، مجھے اپنی عمر کی قسم اس جواب کو صرف سلیم قلب والے لوگ ہی قبول کریں گے اور اس میں باطل کی تلاش صرف ملحد وزندیق مردود کو ہی ہوگی، جیسے کسی نے کہا:

الحمد للہ بیشک حق ظاہر ہوا مگر اندھوں کے لئے نہیں جو چاند کو
نہیں پہچانتے، یہ ظہور ایسے فاضل سے ہوا جس نے اپنے آباء واجداد
سے شرف پایا، اس کی مجلس کے بادل نے جن وبشر کو سیراب کیا۔

یہ حق ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اس کا کوئی ہادی نہیں اور جس کو وہ ہدایت دے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں، اے اللہ! ہمیں افعال میں ایسے متصف فرما جیسے تو نے ہمیں اقوال میں واصف بنایا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی آل پاک کے وسیلہ سے ہمیں راضی بنا اور ہم سے راضی رہ، اور ہمیں گمراہوں کی گمراہی اور شیطانوں کی شیطنت سے محفوظ فرما، ہماری آخری التجا اللہ رب العالمین کی حمد ہے، احمد مکی چشتی صابری امدادی مدرس مدرسہ احمدیہ نے ۱۳۱۷ھ میں اپنے دستخطوں سے مکہ مکرمہ میں جاری کیا۔ ت